ذخیرۃ الجنان

فی

فہم القرآن

افادات

شیخ الحدیث والتفسیر

مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ

* ناشر *

میر محمد لقمان برادران

سٹیلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روزانہ درس قرآن پاک

تفسیر

سورۃ الصّٰفّٰت
سورۃ صٓ
سورۃ الزمر
سورۃ المومن

(مکمل)

جلد ۱۷

افادات

شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر قدس اللہ سرہ

خطیب مرکزی جامع مسجد المعروف بوہڑوالی گکھڑ گوجرانوالہ، پاکستان

نام کتاب ---- ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن (سورۃ الصّٰفّٰت، ص، زمر، مومن، مکمل)

افادات ---- شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

مرتب ---- مولانا محمد نواز بلوچ مدظلہ، گوجرانوالا

سرورق ---- محمد خاور بٹ، گوجرانوالا

کمپوزنگ ---- محمد صفدر حمید

تعداد ---- گیارہ سو [۱۱۰۰]

طبع ---- دوم

قیمت ----

طابع وناشر ---- لقمان اللہ میر اینڈ برادرز، سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالا

ملنے کے پتے

۱) والی کتاب گھر، اُردو بازار گوجرانوالا

۲) اسلامی کتاب گھر، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالا

۳) مکتبہ سید احمد شہیدؒ، اُردو بازار، لاہور

اہلِ علم سے گزارش

بندۂ ناچیز امام المحدثین مجدد وقت شیخ الاسلام حضرت العلام مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ کا شاگرد بھی ہے اور مرید بھی۔

اور محترم لقمان اللہ میر صاحب حضرت اقدس کے مخلص مرید اور خاص خدام میں سے ہیں۔

ہم وقتاً فوقتاً حضرت اقدس کی ملاقات کے لیے جایا کرتے۔ خصوصاً جب حضرت شیخ اقدس کو زیادہ تکلیف ہوتی تو علاج معالجہ کے سلسلے کے لیے اکثر جانا ہوتا۔ جانے سے پہلے ٹیلیفون پر رابطہ کر کے اکٹھے ہو جاتے۔ ایک دفعہ جاتے ہوئے میر صاحب نے کہا کہ حضرت نے ویسے تو کافی کتابیں لکھیں ہیں اور ہر باطل کا رد کیا ہے مگر قرآن پاک کی تفسیر نہیں لکھی تو کیا حضرت اقدس جو صبح بعد نمازِ فجر درس قرآن ارشاد فرماتے ہیں وہ کسی نے محفوظ نہیں کیا کہ اسے کیسٹ سے کتابی شکل سے منظر عام پر لایا جائے تا کہ عوام الناس اس سے مستفید ہوں۔ اور اس سلسلے میں جتنے بھی اخراجات ہونگے وہ میں برداشت کرونگا اور میرا مقصد صرف رضائے الٰہی ہے، شاید یہ میرے اور میرے خاندان کی نجات کا سبب بن جائے۔ یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے مقدر فرمائی تھی۔

اس سے تقریباً ایک سال قبل میر صاحب کی اہلیہ کو خواب آیا تھا کہ ہم حضرت شیخ اقدس کے گھر گئے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ حضرت کیلوں کے چھلکے لیکر باہر آرہے ہیں۔ میں

نے عرض کیا حضرت مجھے دیدیں میں باہر پھینک دیتی ہوں۔حضرت نے وہ مجھے دیدیئے اور وہ میں نے باہر پھینک دیئے۔(چونکہ حضرت خواب کی تعبیر کے بھی امام ہیں۔)

میں نے مذکورہ بالا خواب حضرت سے بیان کیا اور تعبیر پوچھنے پر حضرت نے فرمایا کہ میرا یہ جو علمی فیض ہے اس سے تم بھی فائدہ حاصل کروں گے، چنانچہ وہ خواب کی تعبیر تفسیر قرآن ''ذخیرۃ الجنان'' کی شکل میں سامنے آئی۔

میر صاحب کے سوال کے جواب میں مَیں نے کہا اس سلسلے میں مجھے کچھ معلوم نہیں حضرت اقدس سے پوچھ لیتے ہیں۔چنانچہ جب گکھڑ حضرت کے پاس پہنچ کر بات ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ درس دو تین مرتبہ ریکارڈ ہو چکا ہے اور محمد سرور منہاس کے پاس موجود ہے ان سے رابطہ کرلیں۔اور یہ بھی فرمایا کہ گکھڑ والوں کے اصرار پر میں یہ درسِ قرآن پنجابی زبان میں دیتا رہا ہوں اس کو اُردو زبان میں منتقل کرنا انتہائی مشکل اور اہم مسئلہ ہے۔

اس سے دو دن پہلے میرے پاس میرا ایک شاگرد آیا تھا اس نے مجھے کہا کہ میں ملازمت کرتا ہوں تنخواہ سے اخراجات پورے نہیں ہو پاتے، دورانِ گفتگو اس نے یہ بھی کہا کہ میں نے ایم۔اے پنجابی بھی کیا ہے۔اس کی یہ بات مجھے اس وقت یاد آ گئی۔میں نے حضرت سے عرض کی کہ میرا ایک شاگرد ہے اس نے پنجابی میں ایم۔اے کیا ہے اور کام کی تلاش میں ہے، میں اس سے بات کرتا ہوں۔

حضرت نے فرمایا اگر ایسا ہو جائے تو بہت اچھا ہے۔ہم حضرت کے پاس سے اٹھ کر محمد سرور منہاس صاحب کے پاس گئے اور ان کے سامنے اپنی خواہش رکھی انھوں نے کیسٹیں دینے پر آمادگی ظاہر کر دی۔کچھ کیسٹیں ریکارڈ کرانے کے بعد اپنے شاگرد

ایم-اے پنجابی کو بلایا اور اس کے سامنے یہ کام رکھا اُس نے کہا کہ میں یہ کام کر دونگا، میں نے اسے تجرباتی طور پر ایک عدد کیسٹ دی کہ یہ لکھ کر لاؤ پھر بات کریں گے۔ دینی علوم سے ناواقفی اس کیلئے سدّ راہ بن گئی۔ قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور عربی عبارت سمجھنے سے قاصر تھا۔ تو میں نے فیصلہ کیا کہ یہ کام خود ہی کرنے کا ہے میں نے خود ایک کیسٹ سنی اور اُردو میں منتقل کر کے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت نے اس میں مختلف مقامات میں سے پڑھ کر اظہارِ اطمینان فرمایا۔ اس اجازت پر پوری تن دہی سے متوکل علی اللہ ہو کر کام شروع کر دیا۔

میں بنیادی طور پر دنیاوی تعلیم کے لحاظ سے صرف پرائمری پاس ہوں، باقی سارا فیض علمائے ربانیین سے دورانِ تعلیم حاصل ہوا۔ اور میں اصل رہائشی بھی جھنگ کا ہوں وہاں کی پنجابی اور لاہور، گوجرانوالہ کی پنجابی میں زمین آسمان کا فرق ہے لہٰذا جہاں دشواری ہوتی وہاں حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ سے رجوع کرتا یا زیادہ ہی الجھن پیدا ہو جاتی تو براہِ راست حضرت شیخؒ سے رابطہ کر کے تشفی کر لیتا لیکن حضرت کی وفات اور مولانا جلالپوریؒ کی شہادت کے بعد اب کوئی ایسا آدمی نظر نہیں آتا جسکی طرف رجوع کروں۔ اب اگر کہیں محاورہ یا مشکل الفاظ پیش آئیں تو پروفیسر ڈاکٹر اعجاز سندھو صاحب سے رابطہ کر کے تسلی کر لیتا ہوں۔

اہل علم حضرات سے التماس ہے کہ اس بات کو بھی مدنظر رکھیں کہ یہ چونکہ عمومی درس ہوتا تھا اور یادداشت کی بنیاد پر مختلف روایات کا ذکر کیا جاتا تھا اس لئے ضروری نہیں ہے کہ جو روایت جس کتاب کے حوالہ سے بیان کی گئی ہے وہ پوری روایت اسی کتاب میں موجود ہو۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ روایت کا ایک حصہ ایک کتاب میں ہوتا ہے جس کا

حوالہ دیا گیا ہے مگر باقی تفصیلات دوسری کتاب کی روایت بلکہ مختلف روایات میں ہوتی ہیں۔جیسا کہ حدیث نبویؐ کے اساتذہ اور طلبہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اس لئے ان دروس میں بیان کی جانے والی روایات کا حوالہ تلاش کرتے وقت اس بات کو ملحوظ رکھا جائے۔

علاوہ ازیں کیسٹ سے تحریر کرنے سے لے کر مسودہ کے زیورِ طباعت سے آراستہ ہونے تک کے تمام مراحل میں اس مسودہ کو انتہائی ذمہ داری کیساتھ میں بذاتِ خود اور دیگر تعاون کرنے والے احباب مطالعہ اور پروف رِیڈنگ کے دوران غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہیں اور حتی المقدور اغلاط کو دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔کمپوزنگ اور اغلاط کی نشاندہی کے بعد میں ایک مرتبہ دوبارہ مسودہ کو چیک کرتا ہوں تب جا کر انتہائی عرق ریزی کے بعد مسودہ اشاعت کیلئے بھیجا جاتا ہے۔لیکن بایں ہمہ ہم سارے انسان ہیں اور انسان نسیان اور خطا سے مرکب ہے غلطیاں ممکن ہیں۔لہٰذا اہل علم سے گذارش ہے کہ تمام خامیوں اور کمزوریوں کی نسبت صرف میری طرف ہی کی جائے اور ان غلطیوں سے مطلع اور آگاہ کیا جائے تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح ہو سکے۔

العارض

محمد نواز بلوچ

فارغ التحصیل مدرسہ نصرۃ العلوم وفاضل وفاق المدارس العربیہ، ملتان

نوٹ: اغلاط کی نشان دہی کے لیے درج ذیل نمبر پر رابطہ کریں۔

0300-6450340

فہرست مضامین

تفسیر

(مکمل)

جلد............۱۷

ایاتھا ۱۸۲ ۳۷ سُوْرَۃُ الصّٰٓفّٰتِ مَكِّيَّةٌ ۵۶ رکوعاتھا ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ﴿۲﴾ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۙ﴿۳﴾ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ؕ﴿۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ؕ﴿۵﴾ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ۨالْكَوَاكِبِ ۙ﴿۶﴾ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۚ﴿۷﴾ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۖۗ﴿۸﴾ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۙ﴿۹﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ۠﴿۱۲﴾ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ۠﴿۱۳﴾ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ۠﴿۱۴﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۚۖ﴿۱۵﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۙ﴿۱۶﴾ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ﴿۱۷﴾ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ۚ﴿۱۸﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۲۰﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ ع ۵

وَالصّٰٓفّٰتِ قسم ہے صف باندھنے والوں کی صَفًّا قطار بنا کر

فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا اور ڈانٹ پلانے والوں کی جھڑک کر فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا

پھر تلاوت کرنے والوں کی ذکر کی اِنَّ اِلٰـهَكُمْ لَوَاحِدٌ بے شک الٰہ تمہارا البتہ ایک ہی ہے۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وہ رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے وَرَبُّ الْمَشَارِقِ اور رب ہے مشرقوں کا اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بے شک ہم نے مزین کیا آسمان دنیا کو بِزِيْنَةِ ِالْكَوَاكِبِ ستاروں کی زینت کے ساتھ وَحِفْظًا اور حفاظت ہے مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ ہر شیطان سے مَّارِدٍ جو سرکش ہے لَا يَسَّمَّعُوْنَ نہیں سن سکتے اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى ملاء اعلیٰ کی بات کو وَيُقْذَفُوْنَ اور پھینکے جاتے ہیں مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ہر طرف سے دُحُوْرًا بھگانے کے لیے وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ اور ان کے لیے عذاب ہے دائمی اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ مگر جس نے اچک لیا کسی بات کو فَاَتْبَعَهٗ پس اس کے پیچھے لگتا ہے شِهَابٌ ثَاقِبٌ ستارہ چمکتا ہوا فَاسْتَفْتِهِمْ پس آپ ان سے پوچھیں اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا کیا یہ زیادہ سخت ہیں بنانے میں اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا یا وہ جن کو ہم نے پیدا کیا ہے اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ بے شک ہم نے پیدا کیا ان کو مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ چپکنے والے گارے سے بَلْ عَجِبْتَ بلکہ آپ تعجب کرتے ہیں وَيَسْخَرُوْنَ اور وہ ٹھٹھا کرتے ہیں وَاِذَا ذُكِّرُوْا اور جب ان کو یاد دلایا جائے لَا يَذْكُرُوْنَ تو نصیحت حاصل نہیں کرتے وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً اور جس وقت دیکھتے ہیں کوئی نشانی يَّسْتَسْخِرُوْنَ تو ہنسی اڑاتے ہیں وَقَالُوْا

اور کہتے ہیں اِنْ هٰذَآ نہیں ہے یہ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ مگر جادو کھلا ءَاِذَا مِتْنَا کیا جب ہم مر جائیں گے وَكُنَّا تُرَابًا اور ہو جائیں گے مٹی وَّعِظَامًا اور ہڈیاں ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ کیا ہم دوبارہ اٹھائے جائیں گے اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ کیا ہمارے آباؤ اجداد بھی جو پہلے گزر چکے ہیں قُلْ نَعَمْ آپ کہہ دیں ہاں وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ اور تم ذلیل ہو گے فَاِنَّمَا هِیَ پس پختہ بات ہے کہ وہ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ڈانٹ ہو گی ایک ہی فَاِذَا هُمْ یَنْظُرُوْنَ پس اچانک وہ دیکھ رہے ہوں گے وَقَالُوْا اور کہیں گے یٰوَیْلَنَا ہائے افسوس ہمارے اوپر هٰذَا یَوْمُ الدِّیْنِ یہ تو بدلے کا دن ہے هٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ یہ فیصلے کا دن ہے الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ جس کو تم جھٹلاتے تھے۔

اس سورت کا نام صافات ہے۔ پہلی ہی آیت کریمہ میں صٰفّٰت کا لفظ موجود ہے جس کی وجہ سے اس کا نام صٰفّٰت ہے۔ اس سے پہلے پچپن (۵۵) سورتیں نازل ہو چکی تھیں اس کا نمبر چھپن (۵۶) ہے۔ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس کے پانچ رکوع اور ایک سو بیاسی (۱۸۲) آیتیں ہیں۔ واو قسمیہ ہے۔ وَالصّٰفّٰتِ صَفًّا قسم ہے صف باندھنے والی جماعتوں کی قطار بنا کر۔

مسائل قسم :

قسم کے متعلق مسئلہ سمجھ لیں۔ مکلف مخلوق کے لیے قاعدہ یہ ہے کہ: مَنْ حَلَفَ لِغَیْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ ”جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ

شرک کیا، وہ شرک کا مرتکب ہوا۔'' نبی کی قسم، رسول کی قسم، کعبہ کی قسم، باپ دادے کی قسم، دودھ اور پوت کی قسم اٹھانا؛ یہ سب ہمارے تمہارے لیے ناجائز اور شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کوئی قانون لاگو نہیں ہوتا وہ کسی کا مکلف نہیں ہے لَا یُسْـَٔلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَ هُمْ یُسْـَٔلُوْنَ [الانبیاء: آیت ۲۳، پ ۱۷] ''نہیں پوچھا جا سکتا اس سے جو وہ کرتا ہے اور ان سے یعنی مخلوق سے سوال کیا جائے گا۔'' اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزوں کی قسم اٹھائی ہے۔ مثلاً: عصر کی، فجر کی، تین (انجیر) اور زیتون وغیرہ کی۔ قسم اصل میں تاکید کے لیے ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ تاکیدی طور پر فرماتے ہیں قسم ہے ان جماعتوں کی جو صف باندھنے والی ہیں قطار بنا کر فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا اور جھڑکنے والی ہیں جھڑکنا فَالتّٰلِیٰتِ ذِكْرًا پھر تلاوت کرنے والی ہیں ذکر کی۔

صٰفّٰت کی مراد :

اب صفوں سے کون سی صفیں مراد ہیں؟ ایک تفسیر یہ ہے کہ نمازیوں کی صفیں مراد ہیں کہ نمازی جب صف باندھتے ہیں قطار بنا کر اور شیطان اور نفس امارہ کو جھڑکتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر تلاوت کرتے ہیں۔ اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کرتے ہیں۔ شیطان کو جھڑکتے ہیں، برے دوستوں کو جھڑکتے ہیں کہ ہم نماز کے لیے جا رہے ہیں۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ اس سے فرشتوں کی جماعتیں مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے لیے ہر وقت صف بستہ منتظر رہتی ہیں فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا اور ڈانٹ پلانے والوں کی جھڑک کر۔ فرشتوں کی جماعتیں شیاطین کو ڈانٹ پلاتی ہیں ان کو بھگاتی ہیں تاکہ وہ اوپر جا کر عالم بالا کی بات نہ سن سکیں یا بادلوں کو فرشتے زجر کرتے ہیں۔ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ فرشتے بادلوں کو کوڑے مارتے ہیں اور جدھر بارش برسانا مقصود ہوتی

ہے ادھر ہانک کر لے جاتے ہیں اور ساتھ ساتھ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم کی تسبیح بھی پڑھتے ہیں۔ تو ایک تفسیر کے مطابق نمازیوں کی صفیں مراد ہیں اور دوسری تفسیر کے مطابق فرشتوں کی صفیں مراد ہیں۔ اور تیسری تفسیر یہ ہے کہ اس سے مجاہدین کی صفیں مراد ہیں۔ مجاہدین کی جماعتوں کی قطار اندر قطار صفیں باندھنے کی قسم ہے پھر جھڑ کتے ہیں کافروں کو جھڑکنا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کو بلند کرتے ہیں، نعرہ تکبیر لگاتے ہیں اور دوسرے اذکار بھی کرتے ہیں۔ ان تمام چیزوں کی قسم اٹھا کر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ بے شک تمہارا معبود ایک ہی ہے۔ نمازی نماز اللہ اکبر سے شروع کر کے، مجاہد جہاد اللہ اکبر سے شروع کر کے، فرشتے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم کی تسبیح پڑھ کر اپنے قول و فعل سے ثابت کرتے ہیں کہ الٰہ ایک ہی ہے اور وہ کون ہے؟ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جو رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے وَرَبُّ الْمَشَارِقِ اور رب ہے مشرقوں کا۔

مشارق کی مراد :

قرآن پاک میں مشرق کا لفظ مفرد بھی آیا ہے، تثنیہ بھی آیا ہے اور جمع کے صیغے کے ساتھ بھی آیا ہے۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۱۵ میں ہے وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ۔ یہاں مفرد کے صیغے کے ساتھ ہے۔ اس سے مراد جہت اور سمت ہے، مشرق کی جہت اور مغرب کی جہت اور سمت۔ اور سورۃ الرحمٰن میں تثنیہ کا صیغہ ہے رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ۔ تو اس سے مراد مشرق الشّتاء والصّيف ہے ''سردی کے دنوں کا مشرق اور گرمی کے دنوں کا مشرق۔'' دیکھو! آج کل سردی کے موسم میں سورج اس کونے

میں پہنچ گیا ہے اور جون کے مہینے میں اس کونے میں آجائے گا اور یہاں جمع کا صیغہ آیا ہے رَبُّ الْمَشَارِقِ مشرقوں کا رب۔ جمع کے صیغے سے مراد یہ ہے کہ روزانہ سورج الگ الگ اور جدا جدا جگہ سے طلوع ہوتا ہے۔ ہم سے چونکہ دور ہے اس لیے ہم محسوس نہیں کر سکتے۔ مثال کے طور پر آج گکھڑ سے، کل کوٹ خضری سے، پرسوں وزیر آباد سے؛ تو اس اعتبار سے جمع کا صیغہ لایا گیا ہے۔

فرمایا اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بے شک ہم نے مزین کیا آسمان دنیا کو بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ستاروں کی زینت کے ساتھ۔ ستاروں کے ساتھ آسمان کو کس طرح مزین کیا ہے تو اس کی ایک تفسیر یہ ہے کہ جس طرح بلب تار کے ذریعے چھت کے ساتھ لٹکے ہوتے ہیں اسی طرح ستارے بھی نورانی تاروں کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی تفسیر کرتے ہیں کہ آسمان کے اندر جڑے ہوئے ہیں اور اسی میں نقل و حرکت کرتے ہیں جیسے: مچھلیاں پانی میں۔

شیطانوں سے حفاظت کا ذریعہ :

وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ اور حفاظت ہے ہر سرکش شیطان سے۔ شیطانوں سے حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى نہیں سن سکتے وہ ملاء اعلیٰ، بالا جماعت کی بات وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ اور پھینکے جاتے ہیں ہر طرف سے جنات پر۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے لیے جو فیصلے کرتا ہے وہ احکامات فرشتوں کے حوالے کیے جاتے ہیں اور فرشتے آپس میں گفتگو کرتے ہیں۔ تو جنات ان کی گفتگو سننے کے لیے اوپر جاتے ہیں۔ کیونکہ جنات و شیاطین کو رب تعالیٰ نے اڑنے کی طاقت دی ہے اور مختلف شکلیں اختیار کرنے کی بھی طاقت دی

ہے۔ آدمی کی شکل، کتے بلے کی شکل، سانپ کی شکل اختیار کر سکتے ہیں۔ تو جب یہ اوپر جاتے ہیں تو ان پر آگ کے شعلے پھینکے جاتے ہیں جس سے کوئی مر جاتا ہے کوئی جھلس جاتا ہے کوئی زخمی ہو جاتا ہے اور کوئی بچ جاتا ہے مگر وہ اپنی شرارت سے باز نہیں آتے۔ جیسے: کوہ پیما یعنی پہاڑوں پر چڑھنے والی پارٹیاں مرتی بھی رہتی ہیں مگر اپنی مہم کو جاری رکھتی ہیں۔ پہلے صرف مرد ہوتے تھے اب عورتیں بھی ان میں شامل ہو گئی ہیں۔ تو ستارے ایک تو آسمان کی زینت ہیں دوسرا شیاطین اور جنات سے حفاظت کا ذریعہ ہیں کہ ان کے ذریعے شیطانوں کو رجم کیا جاتا ہے۔ اور تیسرا فائدہ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ [النحل:۱٦] ''اور ستاروں کے ذریعے وہ لوگ راہ پاتے ہیں۔'' آج تو خیر دنیا بہت ترقی کر گئی ہے، سائنس بہت ترقی کر گئی ہے۔ پہلے زمانے میں لوگ خشکی اور سمندر کا سفر ستاروں کی راہ نمائی کے ذریعے کرتے تھے۔

تو فرمایا پھینکے جاتے ہیں وہ ہر طرف سے دُحُوْرًا بھگانے کے لیے۔ اوپر سے شعلے پڑتے ہیں وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ اور ان کے لیے عذاب ہے ہمیشہ کا۔ یہ شعلوں والا عذاب ان کے لیے لگاتار ہے ان پر شعلے پڑتے رہتے ہیں اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ مگر جس نے اچک لیا کسی بات کو فرشتوں کی آپس کی گفتگو کے دوران فَاَتْبَعَهٗ پس اس کے پیچھے لگتا ہے شِهَابٌ ثَاقِبٌ ستارہ چمکتا ہوا ان کو مارنے کے لیے۔

اثباتِ قیامت :

پہلے توحید کا بیان تھا آگے قیامت کا اثبات ہے۔ قیامت کو قریش مکہ بہت بعید سمجھتے تھے۔ کہتے تھے هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ [مومنون:۳٦] ''بعید ہے یہ

بات بعید ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔'' اور کل کے سبق میں گزر چکا ہے ؛ کہتے تھے مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَ هِیَ رَمِیْمٌ [سورہ یٰسین] ''ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا ؟'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاسْتَفْتِهِمْ پس آپ ان سے پوچھیں ان سے سوال کریں اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا کیا یہ زیادہ سخت ہیں پیدا کرنے کے لحاظ سے یا جو مخلوق ہم نے پیدا کی ہے ان کا بنانا مشکل ہے۔ رب تعالیٰ کے لیے تو کسی شے کا بنانا مشکل نہیں ہے وہاں تو صرف كُنْ فَيَكُوْنُ کی بات ہے۔ یہ مخلوق کی نسبت سے بات ہو رہی ہے کہ تمہارے نزدیک ان میں سے کس چیز کا بنانا مشکل ہے ؟ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِیْنٍ لَّازِبٍ بے شک ہم نے پیدا کیا ان کو چپکنے والے گارے سے ، لیس دار گارے سے۔ اللہ تعالیٰ نے ساری زمین سے مٹی اکٹھی کرائی اس میں سفید بھی تھی ، سیاہ بھی تھی ، سرخ بھی تھی ؛ کچھ چھپڑ (جوہڑ) کی جگہ کی تھی ، کوئی پاکیزہ جگہ سے تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے دست قدرت سے گوندھا اور کئی سال اسی طرح پڑی رہی۔ طین کا معنٰی ہوتا ہے گیلی مٹی ، گارا۔ پھر وہ خشک ہو کر بجنے لگ گئی فَخَّار کے لفظ بھی قرآن میں آتے ہیں اور صلصال کے لفظ بھی آتے ہیں [رحمٰن : ۱۴] پھر اس گارے کا اللہ تعالیٰ نے خلاصہ لیا وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ [مومنون : ۱۲] ''اور البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیا انسان کو مٹی کے خلاصے سے۔'' اس خلاصے سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کا ڈھانچا بنایا۔ فرمایا بَلْ عَجِبْتَ بلکہ آپ تعجب کرتے ہیں ان کے انکار پر کہ یہ لوگ توحید کا کیوں انکار کرتے ہیں ، قیامت کا کیوں انکار کرتے ہیں ؟ وَيَسْخَرُوْنَ اور وہ ٹھٹھا کرتے ہیں وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ اور جس وقت ان کو یاد دہانی کرائی جاتی ہے تو نصیحت حاصل نہیں کرتے کہ یہ اصل میں کیا تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں کیسا خوبصورت انسان بنایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ [یٰسین: ۷۷] ”کیا نہیں دیکھتا انسان کہ بے شک ہم نے اس کو نطفے سے پیدا کیا۔“ یہ اس کی حقیقت ہے اور حال یہ ہے کہ وَاِذَا رَاَوْا اٰیَةً یَّسْتَسْخِرُوْنَ اور جب یہ دیکھتے ہیں کوئی نشانی تو ہنسی اڑاتے ہیں وَقَالُوْٓا اور کہتے ہیں اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ نہیں ہے یہ نشانی مگر کھلا جادو۔ دیکھو! اس سے بڑی نشانی کیا ہو سکتی تھی کہ چودھویں رات کا چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور سب نے آنکھوں سے دیکھا کہ ایک ٹکڑا مشرق کی طرف ہے اور دوسرا مغرب کی طرف ہے لیکن انہوں نے کہا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ [القمر: پ ۲۷] ”یہ جادو ہے جو مسلسل چلا آ رہا ہے۔“ انصاف کی نگاہ سے دیکھا جائے تو اس سے بڑی نشانی کیا ہو گی؟ لیکن ضد کا کوئی علاج نہیں ہے۔ تو فرمایا کہ جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو ہنسی اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نہیں ہے یہ مگر کھلا جادو ءَاِذَا مِتْنَا کیا جب ہم مر جائیں گے وَکُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا اور ہو جائیں گے مٹی اور ہڈیاں۔ گوشت گل سڑ جائے گا اور مٹی میں رل مل جائے گا اور صرف ہڈیاں رہ جائیں گی ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ تو کیا ہم دوبارہ اٹھائے جائیں گے اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ اور کیا ہمارے باپ دادا بھی جو پہلے گزر چکے ہیں وہ زندہ ہو کر دوبارہ اٹھ کھڑے ہوں گے؟ یہ بات ہماری عقل میں نہیں آتی۔

اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا قُلْ آپ کہہ دیں نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ہاں اور تم ذلیل ہو گے اس انکار کی وجہ سے۔ پھر جب قیامت کا دن آئے گا فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ پس پختہ بات ہے کہ وہ ڈانٹ ہو گی ایک ہی۔ پس ایک ہی دفعہ بگل بجے گا فَاِذَا هُمْ یَنْظُرُوْنَ پس اچانک وہ سب دیکھ رہے ہوں گے۔ سب کے سب اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور ذلیل و خوار ہو کر سزا کی طرف جائیں گے۔ سب

چودھراہٹ اور ڈیرے داری، کارخانے داری کی انانیت ختم ہو جائے گی اور ساری حقیقت کھل کر سامنے آ جائے گی اور ہاتھ ملتے ہوئے وَقَالُوْا اور کہیں گے یٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ہائے افسوس ہمارے اوپر، یہ تو بدلے کا دن ہے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر، اس کے ساتھی واعظین، مبلغین ہمیں اس دن سے ڈراتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ہاں یہ فیصلے کا دن ہے جس کو تم جھٹلاتے تھے کہ کوئی قیامت نہیں آئے گی نہ کوئی دوبارہ زندہ ہوگا نہ کوئی حساب کتاب ہو گا۔ اب دیکھ لو یہ فیصلے کا دن آ چکا ہے اور تم جو کچھ کرتے رہے ہو تمہیں اس کا بدلہ ملے گا۔

******

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ

ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ
اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ مَا لَكُمْ
لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ
عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ﴿۲۸﴾
قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ
بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾
فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ
مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا
قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا
اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿۳۶﴾ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾
اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾

اُحْشُرُوا جمع کرو الَّذِيْنَ ان لوگوں کو ظَلَمُوْا جنھوں نے ظلم کیا
وَاَزْوَاجَهُمْ اور ان کے جوڑوں کو وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ اور جن کی وہ پوجا
کرتے تھے مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے فَاهْدُوْهُمْ پس چلاؤ
ان کو اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ جہنم کے راستے کی طرف وَقِفُوْهُمْ اور
کھڑا کرو ان کو اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ بے شک ان سے پوچھا جائے گا مَا

لَكُمْ تمہیں کیا ہوا ہے لَا تَنَاصَرُوْنَ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے

بَلْ هُمُ الْيَوْمَ بلکہ وہ آج کے دن مُسْتَسْلِمُوْنَ فرماں بردار ہوں گے وَ

اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اور متوجہ ہوں گے ان میں سے بعض بعض کی طرف

يَّتَسَآءَلُوْنَ اور سوال کریں گے قَالُوْٓا وہ کہیں گے اِنَّكُمْ بے شک تم

كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا تم آتے تھے ہمارے پاس عَنِ الْيَمِيْنِ قسم اٹھاتے ہوئے

قَالُوْا وہ کہیں گے بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ بلکہ نہیں تھے تم ایمان لانے

والے وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اور نہیں تھا ہمارے لیے تمہارے

اوپر کوئی زور بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ بلکہ تھے تم سرکش قوم فَحَقَّ عَلَيْنَا

پس ثابت ہو چکی ہمارے اوپر قَوْلُ رَبِّنَآ ہمارے رب کی بات اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ

بے شک ہم چکھنے والے ہیں فَاَغْوَيْنٰكُمْ پس ہم نے گمراہ کیا تم کو اِنَّا

كُنَّا غٰوِيْنَ بے شک ہم بھی گمراہ تھے فَاِنَّهُمْ پس بے شک وہ يَوْمَئِذٍ

اس دن فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ عذاب میں اکٹھے ہوں گے اِنَّا كَذٰلِكَ

نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ بے شک ہم اسی طرح کرتے ہیں مجرموں کے ساتھ

اِنَّهُمْ كَانُوْٓا بے شک وہ تھے اِذَا قِيْلَ لَهُمْ جب کہا جاتا تھا ان کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا

اللّٰهُ کوئی نہیں الٰہ مگر صرف اللہ يَسْتَكْبِرُوْنَ تکبر کرتے تھے وَ

يَقُوْلُوْنَ اور کہتے تھے اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا کیا ہم البتہ چھوڑنے والے ہیں

اٰلِهَتِنَا اپنے معبودوں کو لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ایک دیوانے شاعر کی وجہ سے

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ نہیں بلکہ وہ لایا ہے حق وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِیْنَ اور اس نے تصدیق کی پیغمبروں کی اِنَّكُمْ بے شک تم لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِیْمِ چکھنے والے ہو دردناک عذاب۔

ماقبل سے ربط :

کل کے سبق میں تم نے پڑھا کہ فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ "پس پختہ بات ہے کہ وہ ایک ڈانٹ ہوگی۔" حضرت اسرافیل علیہ السلام بگل بجائیں گے تو سب اٹھ کھڑے ہوں گے اور کہیں گے یٰوَیْلَنَا هٰذَا یَوْمُ الدِّیْنِ "ہائے افسوس ہمارے اوپر یہ بدلے کا دن ہے۔" پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے اُحْشُرُوا ۔ جمع مذکر کا صیغہ ہے۔ اے فرشتو! تم جمع کرو، اکٹھا کرو الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ان لوگوں کو جنھوں نے ظلم کیا ہے وَ اَزْوَاجَهُمْ اور ان کے جوڑوں کو۔ جوڑوں کی ایک تفسیر یہ کی ہے کہ خاوند عورت کا جوڑا، عورت خاوند کا جوڑا۔ اور یہ تفسیر بھی کی ہے کہ ایک نمبری بدمعاشوں کو جوڑو، دو نمبریوں کو، تین نمبریوں کو، دس نمبریوں کو جوڑو۔ یعنی جرم کے اعتبار سے ان کے جو جوڑے تھے ان کو اکٹھا کرو۔ اور یہ بھی ہے کہ جرم وظلم کرنے میں ان کے ساتھ جو ہوتے تھے ان جوڑوں کو بھی اکٹھا کرو وَمَا كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ اور ان کو بھی جن کی یہ عبادت کرتے تھے، لات، منات، عزّٰی وغیرہ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان کو اکٹھا کر دیں گے۔ پھر رب تعالیٰ فرمائیں گے فَاهْدُوْهُمْ اِلٰی صِرَاطِ الْجَحِیْمِ چلاؤ ان کو دوزخ کے راستے کی طرف۔ ان کو اس راستے کی طرف چلاؤ جو سیدھا شعلے مارنے والی آگ کی طرف جاتا ہے۔ چنانچہ فرشتے ایک دو قدم چلائیں گے تو رب تعالیٰ فرمائیں گے وَقِفُوْهُمْ ۔ واو عاطفہ ہے اور قِفُوْا

امر کا صیغہ ہے، اوران کو کھڑا کرو، ٹھہراؤ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ بے شک ان سے پوچھا جائے گا۔ جب فرشتے ان کو روک لیں گے تو رب تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ تمہیں کیا ہوگیا ہے ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔ دنیا میں تو برے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے آج ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے؟ تَنَاصَرُوْنَ اصل میں تَتَنَاصَرُوْنَ تھا ایک تا حذف ہوگئی ہے۔ رب تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ مدد کیا کریں گے بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ بلکہ وہ آج کے دن فرماں بردار ہوں گے۔ جس طرف فرشتے ان کو لے جائیں گے ادھر ہی چلیں گے انکار نہیں کریں گے، انکار کی طاقت نہیں ہوگی۔

تابع ومتبوع کا مکالمہ :

وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ اور متوجہ ہوں گے ان میں سے بعض بعض کی طرف اور سوال کریں گے۔ مرید پیروں سے سوال کریں گے، شاگرد استادوں سے، ووٹ دینے والے اپنے ممبروں سے، تابعین متبوعین سے۔ کیا سوال کریں گے یہ؟ قَالُوْٓا کہیں گے اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ بے شک تم ہمارے پاس آتے تھے قسم اٹھاتے ہوئے کہ رب کی قسم ہے ہم تمہارے خیر خواہ ہیں، ہمدرد ہیں ہماری بات مانو۔ ہم نے تمہاری بات مانی اور یہ سب کچھ کیا اب ہمارا کچھ کرو نا۔ دیکھو! ووٹوں کے دنوں میں قرآن پاک کی قسمیں لوگوں کو دی جاتی ہیں کہ ووٹ ہمیں دو ہم تمہارے ہمدرد ہیں۔ اور یمین کے معنیٰ قوت کے بھی آتے ہیں۔ پھر معنیٰ یہ ہوگا کہ تم ہمارے پاس آتے تھے کہ ہماری پارٹی طاقت ور ہے ہم قوت میں زیادہ ہیں، ہمارے پاس اقتدار ہے اب ہمارے لیے کچھ کرو۔ قَالُوْا وہ بڑے کہیں گے سب کچھ ہمارے ذمہ نہ لگاؤ بَلْ

لَمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ بلکہ تم خود ہی نہیں تھے ایمان لانے والے۔ ہمارا کیا قصور ہے کہ ہمارے پیچھے پڑ گئے ہو وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطٰنٍ نہیں تھا ہمارا تمہارے اوپر کوئی زور، کوئی غلبہ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ بلکہ تھے تم سرکش قوم۔ ہم نے تمھارے ساتھ کوئی جبر نہیں کیا۔

یہی جواب ان کو شیطان دے گا وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ '' اور کہے گا شیطان جب فیصلہ کر دیا جائے گا اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ بے شک اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تمہارے ساتھ سچا وعدہ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ اور میں نے تمھارے ساتھ وعدہ کیا پس میں نے تمہارے ساتھ خلاف ورزی کی یعنی وعدہ پورا نہیں کیا لیکن وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطٰنٍ اور نہیں تھا میرے لیے تمہارے اوپر کوئی زور اور غلبہ اِلَّا اَنْ دَعَوْتُكُمْ مگر یہ کہ میں نے تم کو دعوت دی فَاسْتَجَبْتُمْ لِيَ پس تم نے میری دعوت کو قبول کر لیا فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ پس تم مجھے ملامت نہ کرو وَلُوْمُوْا اَنْفُسَكُمْ اور اپنے آپ کو ملامت کرو مَا اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ میں تمہاری امداد نہیں کر سکتا وَمَا اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ اور نہ تم میری امداد کر سکتے ہو۔'' بلکہ الٹی منطق دیکھو! کہے گا اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَا اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ [ابراہیم: ۲۲] '' بے شک میں کافر ہوا اس چیز کا کہ تم نے مجھے شریک بنایا اس سے پہلے۔'' تمہارے شریک بنانے کے بعد میں کافر ہوا گویا میرے کفر کے بھی تم ذمہ دار ہو۔ تم نے میری اطاعت کی تو میں نے بھی سمجھا کہ میں بھی کوئی شے ہوں تو میں کافر ہوا۔ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ پس ثابت ہوگئی ہم پر بات ہمارے پروردگار کی۔ اب ہمارے ساتھ کوئی گلہ نہ کرو اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ بے شک ہم چکھنے والے ہیں عذاب کا مزہ فَاَغْوَيْنٰكُمْ پس ہم نے گمراہ کیا تم کو۔ کیوں؟ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ

بے شک ہم بھی گمراہ تھے۔ ہم خود بھی گمراہ تھے تمھیں گمراہی کی دعوت دی تم نے مان لی فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ پس بے شک وہ اس دن عذاب میں شریک ہوں گے۔ تابع اور متبوع سب اکٹھے ہوں گے اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ بے شک ہم اسی طرح کرتے ہیں مجرموں کے ساتھ۔ سرفہرست ان کا جرم یہ تھا اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ بے شک یہ لوگ جب کہا جاتا ہے ان کو کہ کوئی الٰہ نہیں سوا اللہ تعالیٰ کے تو تکبر کرتے ہیں۔ چڑتے تھے اچھلتے تھے۔ سورہ ص آیت نمبر ۵ پارہ ۲۳ میں ہے اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا "کیا کر دیا ہے اس نے تمام معبودوں کو ایک ہی معبود اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ بے شک یہ ایک عجیب چیز ہے۔" کہ ایک خدا سارا نظام چلا رہا ہے ہمارے باپ دادا جن کی پوجا کرتے تھے ان کو چھوڑ دیں۔

حضرت ہود علیہ السلام کی قوم نے کہا کیا آپ آتے ہیں ہمارے پاس اس مقصد کے لیے لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَ نَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآءُنَا "کہ ہم عبادت کریں اکیلے اللہ کی اور چھوڑ دیں ہم ان کو جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ [اعراف: ۷۰] پس لاؤ تم اس چیز کو جس سے ہمیں ڈراتے ہو اگر ہو تم سچوں میں سے۔" تو ان کا سب سے بڑا جرم توحید کا انکار تھا۔ اس سے وہ بدکتے تھے اور اس سے ان کو چڑ تھی۔

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ :

ابو داؤد، نسائی وغیرہ صحاح کی کتب میں ہے کہ ۸ھ میں جب مکہ مکرمہ فتح ہوا اور اذان کی آواز آئی۔ بچوں کا کام ہے نقالی کرنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے وہ اذان کی نقالی کر رہے تھے۔ ان میں سلم بن معیر جن کی ابو محذورہ

کنیت تھی ان کی آواز بڑی سریلی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو میرے پاس لاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کو آپ ﷺ کے پاس لے آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیٹا کہو کیا کہہ رہے تھے؟ اس نے زور سے کہا اللہ اکبر! اللہ اکبر! چونکہ یہ تو مشرکوں کا بھی عقیدہ تھا کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ اور اشھد ان محمدًا رّسول اللہ آہستہ آہستہ کہا کیونکہ اس سے ان کے عقیدے پر زد پڑتی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اِرْجِعْ فَامْدُدْ مِنْ صَوْتِكَ "یہ جملے دوبارہ زور سے کہو جیسے اللہ اکبر زور سے کہا ہے۔" پھنسا ہوا تھا دوبارہ زور سے کہے۔ پھر ان کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی توفیق عطا فرمائی اور کہا کہ حضرت! میں اپنے محلے میں اذان دے دیا کروں؟ فرمایا ہاں! تم اذان دیا کرو۔ تو حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ شہادتین کو دو دو مرتبہ آہستہ کہا کرتے تھے اور دو دو مرتبہ اونچا کہا کرتے تھے اور حوالہ یہ دیتے تھے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے دو دو دفعہ بلند آواز سے کہا تھا۔ حالانکہ آپ ﷺ نے اونچی آواز سے کہلوایا تھا وحشت دور کرنے کے لیے۔ اس کو غیر مقلدوں نے دلیل بنالیا۔ حالانکہ یہ طریقہ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اذان کے سوا کسی کی اذان میں نہیں ہے، نہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان میں، نہ حضرت حارث بن ھدائی رضی اللہ عنہ کی اذان میں، نہ حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی اذان میں، کسی کی اذان میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔

تو فرمایا کہ جب ان سے کہا جاتا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو تکبر کرتے ہیں وَ یَقُوْلُوْنَ اور کہتے تھے اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا کیا بے شک ہم چھوڑ دیں گے اپنے معبودوں کو لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ایک دیوانے شاعر کی وجہ سے۔ حالانکہ آپ ﷺ شاعر نہیں تھے۔ سورہ یٰسین کے آخر میں گزر چکا ہے وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَ مَا يَنْبَغِيْ

لَـہٗ ’’اور ہم نے ان کو شعر کی تعلیم نہیں دی اور نہ ہی آپ کی شان کے لائق تھی۔‘‘ کیونکہ وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ [الشعراء:۲۲۴] ’’شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں۔‘‘ اور یہاں تو ہادیین مہدیین ہیں، ہدایت یافتہ لوگ ہیں۔ آپ ﷺ کے ساتھی تو ایک سے ایک بڑھ کر ہدایت یافتہ ہیں۔ پھر شاعروں کے متعلق رب تعالیٰ نے فرمایا يَـقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ’’وہ کہتے ہیں وہ جو کرتے نہیں۔‘‘ علامہ اقبال مرحوم جیسے لوگ بھی کہہ گئے:

اقبالؔ بڑا اپدیشک ہے، من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا یہ غازی تو بنا، کردار کا غازی بن نہ سکا

حقیقت یہ ہے کہ اگر اس شخص کا کردار ہوتا تو یہ شخص بہت آگے ہوتا کیونکہ اس وقت کے مولویوں سے اس کا علم بہت زیادہ تھا۔ درس نظامی کا فارغ تھا اور سیالکوٹ میں ایسے استادوں کے پاس پڑھا تھا جو اپنے دور کے بہترین مدرس تھے۔ تمام فنون اس نے پڑھے تھے، عقیدہ بالکل صحیح تھا، پکا موحد تھا اور مرزائیوں کا بھی سخت مخالف تھا مگر کردار، کردار ہوتا ہے۔

تو انہوں نے کہا کہ کیا ہم چھوڑ دیں گے اپنے الٰہوں کو، ایک دیوانے شاعر کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ نے تردید فرمائی بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وہ شاعر نہیں بلکہ وہ تو حق لے کر آیا ہے وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ اور وہ تصدیق کرتا ہے تمام پیغمبروں کی۔ ان میں جنون کہاں سے آگیا اے مجرمو! اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ بے شک تم چکھنے والے ہو دردناک عذاب۔ دردناک عذاب کو تم چکھو گے پھر تمہارا دماغ ٹھیک ہو جائے گا۔

******

وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ
مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰى
سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۴﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۴۵﴾ بَيْضَآءَ
لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ
عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿۴۸﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾
فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ
اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ﴿۵۱﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿۵۲﴾ ءَاِذَا مِتْنَا
وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾
فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۵۵﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿۵۶﴾
وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۵۷﴾

وَمَا تُجْزَوْنَ اور تم کو نہیں بدلہ دیا جائے گا اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ
مگر اس چیز کا جو تم کرتے تھے اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ مگر اللہ تعالیٰ کے
مخلص بندے اُولٰٓئِكَ لَهُمْ وہ ہیں جن کے لیے رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ روزی
ہے معلوم فَوَاكِهُ پھل ہوں گے وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ اور ان کی عزت کی
جائے گی فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ نعمتوں کے باغوں میں عَلٰى سُرُرٍ تختوں
پر ہوں گے مُّتَقٰبِلِيْنَ آمنے سامنے يُطَافُ عَلَيْهِمْ پھیرے جائیں

گے ان پر بِكَاْسٍ پیالے مِّنْ مَّعِيْنٍ خالص شراب کے بَيْضَآءَ سفید رنگ کی لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ لذت ہوگی پینے والوں کے لیے لَا فِيْهَا غَوْلٌ نہ اس میں سر گردانی ہوگی وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ اور نہ وہ اس کی وجہ سے بدمست ہوں گے وَعِنْدَهُمْ اور ان کے پاس قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ نیچی نگاہوں والی عِيْنٌ موٹی نگاہوں والی عورتیں ہوں گی كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ گویا کہ وہ انڈے ہیں پردے میں چھپائے ہوئے فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ پس متوجہ ہوں گے بعض ان میں سے عَلٰى بَعْضٍ بعض کی طرف يَّتَسَآءَلُوْنَ ایک دوسرے سے سوال کریں گے قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ ایک کہنے والا ان میں سے کہے گا اِنِّيْ كَانَ لِيْ بے شک تھا میرے لیے قَرِيْنٌ ایک ساتھی يَّقُوْلُ وہ کہتا تھا اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ کیا بے شک تم تصدیق کرنے والوں میں سے ہو ءَاِذَا مِتْنَا کیا جس وقت ہم مر جائیں گے وَكُنَّا تُرَابًا اور ہم ہو جائیں گے مٹی وَّعِظَامًا اور ہڈیاں ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ کیا ہم بدلہ دیئے جائیں گے قَالَ وہ کہے گا هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ کیا تم جھانکنے والے ہو فَاطَّلَعَ پس وہ جھانکے گا فَرَاٰهُ پس دیکھے گا اس کو فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ دوزخ کے درمیان میں قَالَ کہے گا تَاللّٰهِ اللہ کی قسم اِنْ كِدْتَّ بے شک تو قریب تھا لَتُرْدِيْنِ البتہ مجھے بھی ہلاک کر دیتا وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ اور اگر نہ ہوتی میرے رب کی نعمت

لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ البتہ میں بھی ہوتا دوزخ میں حاضر کیے گئے لوگوں میں سے۔

ماقبل سے ربط :

اس سے پہلی آیات میں یہ بیان ہوا تھا کہ جب ان کے سامنے لا الٰہ الا اللّٰہ کا ذکر کیا جاتا تو یہ تکبر کرتے، ٹھکراتے اور کہتے کہ کیا ہم ایک دیوانے شاعر کی وجہ سے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں گے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے شک تم دردناک عذاب چکھو گے اور یہ کوئی زیادتی نہیں ہوگی وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور تم کو نہیں بدلہ دیا جائے گا مگر اس چیز کا جو تم کرتے تھے۔ اس عذاب سے کون بچے گا؟ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ مگر اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے جن کو اللہ تعالیٰ نے نیکی کے لیے چن لیا ہے، ایمان کے لیے چن لیا ہے۔ آدمی کا ارادہ اور نیت اچھی ہو تو ضرور اللہ تعالیٰ اس کو دین اور ایمان کی سمجھ عطا فرماتے ہیں اور جو طالب ہدایت نہ ہو بے شک وہ دنیا کا کتنا بڑا ماہر ہی کیوں نہ ہو اس کو دین اور ایمان کی توفیق نہیں ملتی۔ جو دین کی قدر کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے۔

کئی دفعہ حدیث سن چکے ہو کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ يُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ يُحِبُّ وَمَنْ لَّا يُحِبُّ "بے شک اللہ تعالیٰ دنیا اسے بھی دیتا ہے جس کے ساتھ محبت کرتا ہے اور اسے بھی دیتا ہے جس کے ساتھ محبت نہیں کرتا وَلَا يُعْطِي الدِّيْنَ اِلَّا مَنْ يُحِبُّ اور دین نہیں دیتا مگر اس کو جس کے ساتھ محبت کرتا ہے۔" اور ایک روایت میں ہے وَلَا يُعْطِي الْاِيْمَانَ اِلَّا مَنْ يُحِبُّ "اور نہیں دیتا ایمان مگر اس کو جس کے ساتھ محبت کرتا ہے۔" تو جن کے ساتھ اللہ

تعالیٰ محبت کرتا ہے ان کو دین اور ایمان کی سمجھ دیتا ہے وہ دین کی قدر کرتے ہیں، حلال و حرام کا فرق سمجھتے ہیں، جائز اور ناجائز کو سمجھتے ہیں۔ تو فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندے ہیں وہ عذاب الیم سے بچیں گے۔

انعاماتِ مخلصین :

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ وہ ہیں جن کے لیے روزی ہے مقرر، معلوم۔ جنت میں ملے گا کیا؟ فَوَاكِهُ پھل ہوں گے۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا [ق:۳۵] ''ان کے لیے ہوگا جو وہ چاہیں گے جنت میں۔''

روایات میں آتا ہے کہ ایک خوبصورت پرندہ جنت کی فضا میں اڑتا ہوا نظر آئے گا آدمی ارادہ کرے گا کہ یہ میری خوراک ہو اسی وقت بھنا تلا ہوا پلیٹ میں سامنے آجائے گا یعنی ساری بات ارادے کی ہے۔ بہت بلندی پر پھل ہے ارادہ کرے گا خود بخود سامنے آجائے گا۔ غرض یہ کہ جس چیز کا ارادہ کرے گا وہ فوراً حاضر ہو جائے گی وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ اور ان کی عزت کی جائے گی فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ نعمتوں کے باغوں میں۔ نعمتوں والے باغ ہوں گے، خوشی والے باغ ہوں گے عَلٰى سُرُرٍ۔ یہ سَرِيْرٌ کی جمع ہے بمعنی تخت۔ وہ تختوں پر ہوں گے مُّتَقٰبِلِيْنَ آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے کوئی کسی کے پیچھے نہیں ہوگا کیونکہ پیچھے بیٹھنا جگہ کی قلت کی وجہ سے ہوتا ہے اور جنت میں جگہ کی کون سی کمی ہے۔

دوسرا یہ کہ پیچھے بیٹھنے سے عزت میں بھی کمی آتی ہے اور جنت میں کسی کی عزت میں کمی نہیں آئے گی سب آمنے سامنے ہوں گے يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ پھیرے

جائیں گے ان پر پیالے مِّنْ مَّعِيْنٍ خالص شراب کے بَيْضَآءَ سفید رنگ کی دودھ کی طرح۔ دنیاوی شراب کے رنگوں کا تو ہمیں معلوم نہیں ہے کہ وہ کس کس رنگ کی ہوتی ہے۔

البتہ بڑا عرصہ ہوا ہے کہ حضرت مولانا عبداللہ درخواستی صاحب، حضرت مولانا مفتی محمود صاحب، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب، حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب، مولانا محمد اجمل خان صاحب آف راول پنڈی اور میں بذریعہ جہاز ڈھاکے جا رہے تھے۔ اب میرے اور مولانا اجمل خان کے سوا یہ سارے بزرگ فوت ہو گئے ہیں رحمۃ اللہ علیہم (اور اب مولانا قاری محمد اجمل خان اور حضرت شیخ رحمہما اللہ بھی دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ بلوچ) جہاز کا ملازم شیشے کے گلاس میں قہوے کے رنگ کی کوئی چیز لے کر جا رہا تھا مولانا عبدالحکیم صاحب مرحوم نے اس کو آواز دے کر کہا او بے ایمان! تم فضا میں بھی باز نہیں آتے۔ کہنے لگے یہ شراب لے کر جا رہا ہے۔ اس نے کہا کہ جی میں تو ملازم ہوں پینے والا کوئی اور ہے۔

دنیا کی شراب کے رنگوں کا تو ہمیں معلوم نہیں ہے لیکن جنت کی شراب کا رنگ دودھ کی طرح سفید ہوگا لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ لذت ہوگی پینے والوں کے لیے لَا فِيْهَا غَوْلٌ۔ غَوْل کے دو معنٰی آتے ہیں، سر درد کے اور پیٹ درد کے۔ یہ تو شرابی بہتر جانتے ہوں گے کہ پینے سے سر درد ہوتا ہے یا پیٹ درد۔ بہر حال قرآن کریم سے اتنی بات معلوم ہوتی ہے کہ شراب کی کوئی قسم ہوگی جس سے معمولی سر درد اور پیٹ درد ہوتا ہے۔ تو جنت کی شراب سے نہ سر درد ہوگا، نہ سر چکرائے گا اور نہ پیٹ درد ہوگا وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ اور نہ اس کی وجہ سے بدمست ہوں گے۔ دنیاوی شراب سے آدمی مدہوش ہو جاتے ہیں،

شراب پی کر غل غپاڑہ کرتے ہیں، گالیاں بکتے ہیں بہت کچھ ہوتا ہے جنت کی شراب کی وجہ سے کچھ بھی نہیں ہوگا۔

رئیس الطب ابن سینا نے اپنی کتاب ''قانون'' میں شراب کے پچاس فائدے لکھے ہیں جن کو پڑھ کر آدمی بڑا پھولتا ہے کہ بڑی مفید چیز ہے۔اس کے بعد ڈیڑھ سو نقصانات لکھے ہیں۔تو جس چیز میں ایک حصہ فائدہ ہو اور تین حصے نقصان ہو وہ شے کوئی فائدے مند تو نہ ہوئی۔

رب تعالیٰ نے قرآن کریم میں شراب اور جوئے کے متعلق فرمایا ہے وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا [بقرہ:۲۱۹] ''اور ان کا گناہ ان کے فائدے سے بہت بڑا ہے۔'' اور رب تعالیٰ سے زیادہ سچا کون ہے؟ تو جنتی شراب سے نہ سر درد ہوگا، نہ پیٹ میں مروڑ ہوگا، نہ سر پھریں گے، نہ مدہوش ہوں گے وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اور ان کے پاس نیچی نگاہوں والی عِيْنٌ موٹی نگاہوں والی عورتیں ہوں گی كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ گویا کہ وہ انڈے ہیں پردے میں چھپائے ہوئے۔ پردے میں چھپا ہوا انڈا گرد و غبار سے محفوظ رہتا ہے، مکھی سے محفوظ رہتا ہے، رنگ اس کا صاف رہتا ہے۔ اسی طرح وہ حوریں بھی محفوظ ہیں۔ حوروں کے ساتھ ساتھ دنیا والی بیویاں بھی ملیں گی اور جنت کی حوروں کا درجہ دنیا والی بیوی سے کم ہوگا۔ حوریں کہیں گی کہ ہماری تخلیق کستوری، زعفران اور کافور سے ہوئی ہے اور ان کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے تو درجہ زیادہ کیوں ہے؟ جواب سے پہلے مودودی صاحب کا ایک غلط مسئلہ بھی سمجھ لیں۔

مودودی صاحب کا غلط مسئلہ :

مودودی صاحب نے تفہیم القرآن میں لکھا ہے کہ حوریں کافروں کی وہ لڑکیاں

ہیں جو نابالغ فوت ہوئی ہیں، قریب البلوغ، لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ بے شک کافروں کے وہ بچے جو بالغ نہیں ہوئے اور فوت ہو گئے وہ جنت میں جائیں گے لیکن ان کی تخلیق تو مٹی سے ہوئی ہے اور حوروں کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کی تخلیق زعفران، کستوری، عنبر اور کافور سے ہوئی ہے۔ مودودی صاحب کے ساتھ علماءِ حق کا یہی اختلاف تھا کہ وہ اپنی رائے سے جو کہنا چاہتے تھے کہہ دیتے تھے۔

پھر دیکھو! انہوں نے کتنی غلط بات کہی ہے یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ اس وقت ایک رسالہ چھپتا تھا ''ایشیا'' جماعت اسلامی کا۔ اس میں یہ بات شائع ہوئی کہ کسی نے مودودی صاحب سے پوچھا کہ تم کہتے ہو کہ حوریں کافروں کی نابالغ لڑکیاں ہوں گی اور سلف صالحین کہتے ہیں کہ وہ وہاں کی مخلوق ہے؟ تو مودودی صاحب نے جواب دیا کہ سلف صالحین کا بھی ایک قیاس ہے اور میرا بھی ایک قیاس ہے۔ سلف صالحین پر اتنا بڑا ظلم کوئی نہیں کرسکتا کہ وہ محض قیاس پر چلتے تھے حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے اور سلف صالحین پر الزام محض ہے۔ سلف صالحین نے جو کچھ فرمایا ہے وہ صحیح احادیث کی روشنی میں فرمایا ہے۔ میرا ایک چھوٹا سا رسالہ ہے ''مودودی صاحب کے غلط فتوے'' اس میں میں نے خوب رد کیا ہے۔

تو حوریں کہیں گی کہ ہم کستوری اور زعفران سے پیدا کی گئی ہیں تمہارا درجہ زیادہ کیوں ہے؟ تو یہ خاموش ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کو حکم ہوگا کہ تم جواب دو۔ تو فرشتے جواب دیں گے بِصَلٰوتِهِنَّ وَصِيَامِهِنَّ وَحَجَّتِهِنَّ ''انہوں نے دنیا میں نمازیں پڑھی ہیں، روزے رکھے ہیں، حج کیے ہیں دنیا کی تکلیفیں اٹھائی ہیں ان کی وجہ سے ان کا درجہ بلند ہے۔

دوزخیوں کی احتیاجی :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ پس متوجہ ہوں گے بعض ان کے دوسرے بعض کی طرف۔ بعض جنتی متوجہ ہوں گے دوسرے جنتیوں کی طرف باتیں کرنے کے لیے یَتَسَآءَلُوْنَ ایک دوسرے سے سوال کریں گے، پوچھیں گے قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ ایک کہنے والا ان میں سے کہے گا اِنِّیْ كَانَ لِیْ قَرِیْنٌ بے شک تھا میرا ایک ساتھی یَّقُوْلُ وہ کہتا تھا اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ کیا تو ان لوگوں میں سے ہے جو اس بات کی تصدیق کرتے ہیں ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِیْنُوْنَ کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہو جائیں گے مٹی اور ہڈیاں تو کیا ہم بدلہ دیے جائیں گے؟ وہ میرا کافر ساتھی مجھے دنیا میں یہ کہتا تھا کہ تم اس بات کو مانتے ہو کہ جب ہم مر کے مٹی ہو جائیں گے ہڈیاں ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہمیں بدلہ دیا جائے گا؟ آؤ نا ذرا اس کو دیکھیں کہ بدلہ ملا ہے یا نہیں؟ قَالَ وہ کہے گا اپنے ساتھیوں کو هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ کیا تم جھانکنا چاہتے ہو۔ جنت کا محل وقوع اوپر ہے اور دوزخ کا محل وقوع نیچے ہے۔ اور وضع کچھ ایسی ہوگی کہ ایک دوسرے کو دیکھیں گے اور باتیں بھی کریں گے۔ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۵۰ میں ہے "اور پکاریں گے دوزخ والے جنت والوں کو اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ کہ بہا دو ہمارے اوپر تھوڑا سا پانی یا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں روزی دی ہے قَالُوْٓا جنت والے کہیں گے اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِیْنَ بے شک اللہ تعالیٰ نے ان دونوں چیزوں کو حرام کر دیا ہے کافروں پر۔" تو دوزخی جنتیوں سے روٹی پانی مانگیں گے حالانکہ دنیا میں باضمیر آدمی حتی الوسع دوسرے کے آگے روٹی کے لیے ہاتھ نہیں پھیلاتا۔

ہم حج کے سفر پر تھے۔ گوجرانوالا کے دوست میرے ساتھ تھے ہم حرم کے اندر ہی بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ ایک ترکی بے چارہ دور سے ہمیں دیکھ رہا تھا۔ میں نے ساتھیوں سے کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ یہ بھوکا ہے اجازت ہو تو اس کو بلا لوں؟ سب نے کہا کہ ٹھیک ہے بلا لو۔ ایک ساتھی اس کو بلا لایا۔ وہ کچی پکی عربی اور فارسی جانتا تھا۔ اس نے کہا کہ میں ساتھیوں سے بچھڑ گیا ہوں اور رقم ساری ان کے پاس ہے میں تین دن سے بھوکا ہوں۔ (یہ اس دور کی بات ہے جب موبائل سروس نہیں ہوتی تھی۔) تین دن بھوکا رہا مگر کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا۔

لیکن دوزخی جنتیوں کے آگے ہاتھ پھیلائیں گے لیکن حاصل کچھ نہیں ہوگا۔ تو مومن ساتھی کہے گا کہ کیا تم جھانکتے ہو جھانکنا چاہتے ہو فَاطَّلَعَ پس وہ جھانکے گا فَرَاٰهُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ پس وہ دیکھے گا اس کافر دوست کو دوزخ کے درمیان میں قَالَ کہے گا یہ مومن اس کو تَاللّٰهِ۔ یہ تا حرف قسم ہے، اللہ کی قسم اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ بے شک قریب تھا کہ تو مجھے بھی ہلاک کر دیتا اگر میں تیری باتوں میں آ کر قبر حشر کا انکار کر دیتا وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّیْ اور اگر نہ ہوتی میرے پروردگار کی نعمت اس کا کرم لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ البتہ میں بھی ہوتا تمہارے ساتھ دوزخ میں حاضر کیے ہوئے لوگوں میں سے۔ رب تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے مجھے بچا لیا لہٰذا بُرے دوستوں، بُرے یاروں سے بچو اور بُری مجلسوں سے بچو۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ (امین)

******

اَفَمَا نَحۡنُ بِمَیِّتِیۡنَ ﴿ۙ۵۸﴾

اِلَّا مَوۡتَتَنَا الۡاُوۡلٰی وَ مَا نَحۡنُ بِمُعَذَّبِیۡنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ ہٰذَا لَہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثۡلِ ہٰذَا فَلۡیَعۡمَلِ الۡعٰمِلُوۡنَ ﴿۶۱﴾ اَذٰلِکَ خَیۡرٌ نُّزُلًا اَمۡ شَجَرَۃُ الزَّقُّوۡمِ ﴿۶۲﴾ اِنَّا جَعَلۡنٰہَا فِتۡنَۃً لِّلظّٰلِمِیۡنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّہَا شَجَرَۃٌ تَخۡرُجُ فِیۡۤ اَصۡلِ الۡجَحِیۡمِ ﴿ۙ۶۴﴾ طَلۡعُہَا کَاَنَّہٗ رُءُوۡسُ الشَّیٰطِیۡنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّہُمۡ لَاٰکِلُوۡنَ مِنۡہَا فَمَالِـُٔوۡنَ مِنۡہَا الۡبُطُوۡنَ ﴿ؕ۶۶﴾ ثُمَّ اِنَّ لَہُمۡ عَلَیۡہَا لَشَوۡبًا مِّنۡ حَمِیۡمٍ ﴿ۚ۶۷﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرۡجِعَہُمۡ لَا۠اِلَی الۡجَحِیۡمِ ﴿۶۸﴾ اِنَّہُمۡ اَلۡفَوۡا اٰبَآءَہُمۡ ضَآلِّیۡنَ ﴿ۙ۶۹﴾ فَہُمۡ عَلٰۤی اٰثٰرِہِمۡ یُہۡرَعُوۡنَ ﴿۷۰﴾ وَ لَقَدۡ ضَلَّ قَبۡلَہُمۡ اَکۡثَرُ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿ۙ۷۱﴾ وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا فِیۡہِمۡ مُّنۡذِرِیۡنَ ﴿۷۲﴾ فَانۡظُرۡ کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُنۡذَرِیۡنَ ﴿ۙ۷۳﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰہِ الۡمُخۡلَصِیۡنَ ﴿۷۴﴾ ع ۵۳ ۲ ۶

اَفَمَا نَحۡنُ بِمَیِّتِیۡنَ کیا پس ہم نہیں ہیں مرنے والے اِلَّا مَوۡتَتَنَا الۡاُوۡلٰی مگر وہی پہلی موت وَمَا نَحۡنُ بِمُعَذَّبِیۡنَ اور نہیں ہمیں سزا دی جائے گی اِنَّ ہٰذَا بے شک یہ لَہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ البتہ بڑی کامیابی ہے لِمِثۡلِ ہٰذَا اس جیسی کامیابی کے لیے فَلۡیَعۡمَلِ الۡعٰمِلُوۡنَ پس چاہیے عمل کریں عمل کرنے والے اَذٰلِکَ خَیۡرٌ کیا یہ بہتر ہے نُّزُلًا بہ طور مہمانی کے اَمۡ شَجَرَۃُ الزَّقُّوۡمِ یا تھوہر کا درخت اِنَّا جَعَلۡنٰہَا بے شک ہم نے بنایا ہے اس کو فِتۡنَۃً آزمائش لِّلظّٰلِمِیۡنَ ظالموں کے لیے اِنَّہَا

بے شک وہ شَجَرَةٌ ایک درخت ہے تَخْرُجُ فِیْٓ اَصْلِ الْجَحِیْمِ جو نکلتا ہے جہنم کی جڑ سے طَلْعُهَا اس کے خوشے كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ گویا کہ شیطانوں کے سر ہیں فَاِنَّهُمْ پس بے شک یہ لوگ لَاٰكِلُوْنَ البتہ کھانے والے ہیں مِنْهَا اس سے فَمَالِئُوْنَ پس بھرنے والے ہیں مِنْهَا اس سے الْبُطُوْنَ اپنے پیٹ ثُمَّ اِنَّ پھر بے شک لَهُمْ ان کے لیے عَلَيْهَا اس پر لَشَوْبًا البتہ ملاوٹ ہوگی مِّنْ حَمِيْمٍ کھولتے ہوئے پانی کی ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ پھر بے شک ان کے لوٹنے کی جگہ لَاِلَى الْجَحِيْمِ البتہ شعلے مارنے والی آگ ہے اِنَّهُمْ بے شک انہوں نے اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ پایا اپنے باپ دادا کو ضَآلِّيْنَ گمراہ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ پس وہ ان کے نقش قدم پر يُهْرَعُوْنَ دوڑ رہے ہیں وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اور البتہ تحقیق گمراہ ہوئے ان سے پہلے اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ پہلے بہت سے لوگ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے ان میں مُّنْذِرِيْنَ ڈرانے والے فَانْظُرْ پس دیکھ كَيْفَ كَانَ کیسے ہوا عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ انجام ان لوگوں کا جن کو ڈرایا گیا اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ مگر اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے جنتی جب جنت میں پہنچ جائیں گے اور آپس میں باتیں کریں گے ان میں سے ایک کہے گا کہ میرا ایک ساتھی ہوتا تھا کافر مشرک۔ وہ مجھے کہتا تھا کہ تم اس بات کی تصدیق کرتے ہو کہ جس وقت ہم مر کے مٹی اور ہڈیاں ہو

جائیں گے تو ہمیں بدلا دیا جائے گا۔ وہ بڑا زور لگاتا تھا کہ میں قیامت کو تسلیم نہ کروں توحید کو نہ مانوں آؤ ذرا اس کو جھانک کر دیکھیں وہ کہاں ہے؟ پس وہ اس کو جھانک کر دیکھے گا وہ دوزخ کے درمیان میں آگ کے شعلوں میں جل رہا ہوگا۔ اس کو خطاب کر کے کہے گا اللہ کی قسم ہے قریب تھا کہ تو مجھے بھی ہلاک کر دیتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا تو میں بھی دوزخ میں حاضر ہونے والوں میں سے ہوتا۔

مکافاتِ عمل :

اس کے ساتھ گفتگو کرنے کے بعد مومن ساتھی کہے گا اپنے ساتھیوں کو اَفَمَا نَحۡنُ بِمَيِّتِيۡنَ کیا پس ہم نہیں ہیں مرنے والے۔ یہ خوشی کا اظہار ہے اِلَّا مَوۡتَتَنَا الۡاُوۡلٰى مگر وہی پہلی موت۔ اب ہم کبھی نہیں مریں گے، نہ جنتی مریں گے، نہ دوزخی مریں گے وَمَا نَحۡنُ بِمُعَذَّبِيۡنَ اور نہیں ہمیں سزا دی جائے گی۔ جنتی کہیں گے بچ گئے ہم ساری چیزوں سے۔ رب تعالیٰ فرمائیں گے اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ بے شک یہ چیزیں البتہ بڑی کامیابی ہیں۔ دوزخ سے بچ گئے جنت میں داخل ہو گئے، تکالیف سے جان چھوٹ گئی، ہمیشہ ہمیشہ کی راحتیں اور خوشیاں نصیب ہو گئیں۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں لِمِثۡلِ هٰذَا فَلۡيَعۡمَلِ الۡعٰمِلُوۡنَ اس جیسی کامیابی کے لیے پس چاہیے عمل کریں عمل کرنے والے۔ عمل کے بغیر عادتاً دنیا میں کچھ نہیں ملتا۔ ملازم کو ملازمت کرنی چاہیے، مزدور کو مزدوری کرنی چاہیے، تاجر کو تجارت کرنی چاہیے، زراعت پیشہ کو زراعت کرنی چاہیے، کچھ کرے گا تو پھل پائے گا۔ جنت تو بہت قیمتی شے ہے جنت کی ایک چابک کی جگہ دنیا و مافیہا کے خزانوں سے قیمتی ہے۔ تو اس قیمتی شے کے لیے عمل کرنا چاہیے عمل کے بغیر کچھ نہیں ملتا۔ اور جو کرو گے اس کے مطابق بدلہ پاؤ گے۔ شاعر نے کیا

خوب کہا ہے:

از مکافات عمل غافل مشو

گندم از گندم بروید جو ز جو

"مکافات عمل سے غافل نہ ہو گندم سے گندم اگتی ہے اور جو سے جو۔" گندم کے بیج ڈالو گے تو گندم کاٹو گے اور جو اگاؤ گے تو جو کاٹو گے۔ اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم بوتے تو کچھ نہیں ہیں اور ساری فصلیں کاٹنے کی امیدیں لگا کر بیٹھے ہیں۔ نہ نمازیں ہیں، نہ روزے ہیں، نہ حج، نہ زکوٰۃ، نہ قربانی۔ میں سب کی بات نہیں کر رہا نیک بھی ہیں مگر اکثریت کا حال یہ ہے کہ حلال وحرام کی تمیز ہے نہ جائز و ناجائز کی پروا ہے اور بخشش کی امیدیں ہیں۔ بویا کچھ نہیں اور کاٹنے کے لیے درانتی لیے پھرتے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس جیسی کامیابی کے لیے پس چاہیے کہ عمل کریں عمل کرنے والے۔ فرمایا اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا کیا یہ چیزیں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے کہ جنت میں پھل ہوں گے، تخت ہوں گے، خالص شراب ہوگی، حوریں ہوں گی، یہ بہتر ہیں بہ طور مہمانی کے۔

زقوم کا درخت :

اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ یا تھوہر کا درخت۔ یہ درخت ہمارے ہاں بھی ہوتا ہے لیکن جو عرب میں ہوتا تھا وہ اتنا کڑوا اور زہریلا ہوتا تھا کہ جانور اس کو سونگھنے کے ساتھ ہی مر جاتے تھے۔ تو جہنم میں یہ زقوم کا درخت بھی ہے اور ضریع بھی۔ جس کا ذکر سورہ غاشیہ پارہ ۳۰ میں ہے کہ یہ ایک خاردار جھاڑی ہے بہت کڑوی۔ زقوم کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ اگر اس کے چند قطرے اس زمین پر گرا دیئے جائیں تو تمام جان دار چیزیں اس کی

بد بو کی وجہ سے مر جائیں۔تو بتاؤ کہ مہمانی کے لیے جنت کے میوے، پھل، خوشبوئیں بہتر ہیں یا تھوہر کا درخت اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِیْنَ بے شک ہم نے بنایا ہے اس کو آزمائش ظالموں کے لیے۔آزمائش اس طرح ہے کہ یہ درخت اس آگ میں ہوگا جو آگ دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہے۔دنیا کی آگ میں لوہا، تانبا پگھل جاتا ہے پتھر جل جاتا ہے تو جو آگ اس سے انہتر گنا تیز ہوگی اس میں درخت ہوں گے، سانپ اور بچھو ہوں گے، انسان بھی جل کر کوئلہ نہیں ہوں گے، جس شخص میں ایمان نہ ہو وہ تو نہیں سمجھ سکتا۔مادیات پر ایمان رکھنے والا ان چیزوں کو کیسے سمجھے گا؟ ساری بات ایمان پر ختم ہوتی ہے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس درخت کو ظالموں کے لیے آزمائش بنایا ہے اِنَّهَا شَجَرَةٌ بے شک وہ زقوم کا ایک درخت ہے تَخْرُجُ جو نکلتا ہے، اگتا ہے فِیْٓ اَصْلِ الْجَحِیْمِ دوزخ کی جڑ سے، جہنم کے درمیان سے طَلْعُهَا اس کی شاخیں كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّیٰطِیْنِ جیسے شیطانوں کے سر ہیں، چڑیلوں کے سر ہیں۔آج بھی جس عورت نے سر میں تیل کنگھی نہ کی ہو، بال بکھرے ہوئے ہوں تو کہتے ہیں دیکھو بی بی چڑیل ہے۔اس وقت بھی لوگ چڑیلوں کے ساتھ تشبیہ دیتے تھے تو چڑیلوں کے سروں کی طرح اس کی شاخیں ہوں گی۔کوئی شاخ اِدھر گئی ہوئی ہے کوئی اُدھر گئی ہوئی ہے۔ایمان کے ساتھ تو یہ ساری چیزیں سمجھ آتی ہیں بے ایمان کو کوئی بات سمجھ نہیں آئے گی۔

تفسیر مدارک میں لکھا ہے کہ ترکی میں صمندل نامی ایک جانور ہے اس کی پشم سے لوگ کپڑے بناتے ہیں۔یہ کپڑے جب میلے ہو جائیں تو ان کو آگ میں ڈال دیتے ہیں آگ میل کو جلا دیتی ہے کپڑوں کو کچھ نہیں ہوتا وہ صاف ہو جاتے ہیں۔غالباً دحران نامی

ایک جانور ہے جو آگ میں خوش رہتا ہے جیسے مچھلی پانی میں خوش رہتی ہے۔

اسی آیت کی تفسیر میں مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ''فوائد عثمانیہ'' میں لکھتے ہیں:
''کمپنی باغ سہارن پور میں بعض درختوں کی نشوونما آگ کے ذریعے ہوتی ہے۔''

۱۹۴۱ء کے قریب اس باغ میں حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر ہوئی تھی۔ اس میں مَیں بھی تھا۔ اس باغ کو میں نے دیکھا ہے لیکن لاعلمی کی بنیاد پر وہ درخت نہیں دیکھ سکا کیونکہ اس وقت میں نے فوائد عثمانیہ نہیں پڑھی تھی۔ ایمان ہو تو سب چیزیں سمجھ آتی ہیں۔

فرمایا فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا پس بے شک یہ لوگ البتہ کھانے والے ہیں اس زقوم کے درخت سے فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ پس بھرنے والے ہیں اس شجرہ زقوم سے اپنے پیٹ۔ سخت بھوک سے مجبور ہو کر اس کو کھائیں گے مجبوری میں آدمی بہت کچھ کرتا ہے۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ مکے والوں پر جب قحط مسلط ہوا تو انہوں نے جانوروں کے چمڑے پانی میں بھگو بھگو کر کھائے اور اَكَلُوا الْعِظَامَ ہڈیاں پیس پیس کر کھائیں تو جہنمیوں پر اتنی شدید بھوک مسلط ہوگی کہ مجبور ہو کر اس کو کھائیں گے پیٹ بھریں گے ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ پھر بے شک ان کے لیے اس پر البتہ ملاوٹ ہوگی کھولتے ہوئے پانی کی۔ (پینے کے لیے کھولتا ہوا پانی ملے گا)

زقوم کھانے کے بعد جب پیاس لگے گی تو گرم پانی ملے گا يَشْوِى الْوُجُوْهَ [کہف:۲۹] وہ جبڑوں کو جلا ڈالے گا ہونٹوں پر لگے گا تو ہونٹ جل جائیں گے وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ [مومنون:۱۰۴] ''اور وہ اس میں بدشکل ہو جائیں گے۔'' اوپر والا ہونٹ پیشانی کے ساتھ جا لگے گا اور نیچے والا لٹک کر ناف تک چلا جائے گا انتہائی بدشکل ہو کر جہنم

میں رہیں گے اور چیخیں ماریں گے وَهُمْ فِيهَا يَصْطَرِخُونَ [فاطر:۳۷] ''اور وہ چلائیں گے اس دوزخ میں۔'' لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَّشَهِيقٌ [ھود:۱۰۶] ''ان کے لیے دوزخ میں چیخنا چلانا ہوگا۔'' گدھے کی ابتدائی آواز کو زفیر کہتے ہیں اور آخری آواز کو شھیــــق کہتے ہیں۔گدھے کی طرح چیخیں چلائیں گے اور سورہ لقمان میں ہے اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ [آیت:۱۹، پارہ:۲۱] ''بے شک سب آوازوں سے بُری آواز گدھے کی ہے۔''

پھر کیا ہوگا ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ پھر بے شک ان کے لوٹنے کی جگہ البتہ شعلے مارنے والی آگ ہے۔جب آگ کے شعلوں میں چیخیں چلائیں گے تو ان کو زمہریر جو ٹھنڈا طبقہ ہے وہاں لے جایا جائے گا۔جب سردی سے تنگ آجائیں گے تو کہیں گے ہمیں واپس وہیں لے جایا جائے جہاں ہم تھے کہ جب سردی زیادہ ہوتی ہے تو کہتے ہیں گرمی اچھی ہے اور جب شدید گرمی پڑتی ہے تو کہتے ہیں سردی اچھی ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں دوزخ سے محفوظ فرمائے۔ دوزخ میں کیوں جائیں گے؟ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ بے شک انہوں نے پایا باپ دادا کو گمراہ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ پس وہ ان کے نقش قدم پر دوڑ رہے ہیں۔ان کے باپ دادا گمراہ تھے اور یہ ان کے راستے پر دوڑتے رہے،ان کی پیروی کرتے رہے۔

تقلید کا معیار :

ہاں اگر آباؤ اجداد سمجھ دار اور ہدایت یافتہ ہوں تو قرآن کریم کا حکم ہے وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ [لقمان:۱۵] ''اور پیروی کر اس کے راستے کی جو میری طرف رجوع رکھتا ہے۔'' تو گمراہ کی تقلید کی شریعت نے سختی کے ساتھ تردید کی ہے۔ایسی تقلید جو

قرآن وحدیث کے خلاف ہو شریعت کے خلاف ہو یہ گمراہی کا سب سے بڑا سبب ہے۔

لیکن اہل اسلام جو تقلید کرتے ہیں یہ وہ نہیں ہے جس کی قرآن نے تردید کی ہے۔

اہل اسلام کی تقلید یہ ہے کہ جو مسئلہ قرآن و حدیث میں نہیں ہے، خلفائے راشدین سے ثابت نہیں ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ہے ایسے مسائل میں کسی امام کی بات مان لینا جو اس نے قرآن وسنت سے اخذ کی ہے۔ اس نظریے کے تحت کہ امام معصوم عن الخطاء نہیں ہے۔ معصوم صرف پیغمبر کی ذات ہے امام مجتہد ہے اور مجتہد کی بات صحیح بھی ہو سکتی ہے اور غلط بھی ہو سکتی ہے۔

تو رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کو گمراہ پایا اور ان کے نقش قدم پر چلتے رہے وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اور البتہ تحقیق گمراہ ہو چکے ان سے پہلے اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ بہت سے لوگ۔ اکثریت اس وقت بھی گمراہ تھی اور آج بھی اکثریت گمراہ ہے اور قیامت تک اکثریت گمراہوں کی رہے گی۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ جو گمراہ ہوئے تو کیا ان کو حق سے آگاہ نہیں کیا گیا؟ رب تعالیٰ نے ان کی طرف پیغمبر نہیں بھیجے؟

تو رب تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے ان میں ڈرانے والے۔ پیغمبر بھیجے انہوں نے پیغمبروں کی بات نہیں مانی۔ پھر کیا ہوا؟ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ پس دیکھ کیا ہوا انجام ان لوگوں کا جن کو ڈرایا گیا، ان کا کیا حشر ہوا؟ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو ہلاک نہیں کرتے جب تک اتمام حجت نہ کرلیں۔ سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۵ پارہ ۱۵ میں ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ''اور ہم عذاب نہیں دیتے یہاں تک کہ ہم رسول بھیجتے ہیں۔'' جب تک

رسول نہ بھیجیں کسی قوم کو تباہ نہیں کرتے۔آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہے لیکن الحمدللہ!
آپ ﷺ کی وفادار امت نے نبوت والا سارا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھایا ہے اور آج
تک دین اپنی اصل شکل میں موجود ہے۔قرآن وحدیث بھی اپنی اصل شکل میں موجود
ہیں اگرچہ اہل بدعت نے بڑی خرابیاں پیدا کی ہیں لیکن پھر بھی دین تمھیں اصل شکل میں
ملے گا۔تو فرمایا دیکھو ان لوگوں کا کیا انجام ہوا جن کو ڈرایا گیا اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ
مگر اللہ تعالیٰ کے وہ بندے جو چنے ہوئے تھے وہ عذاب سے بچ گئے باقی سب تباہ و برباد
ہو گئے اور نافرمانی کے انجام کو پہنچ گئے۔

******

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿۸۳﴾ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۴﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿۸۶﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴿۸۹﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ﴿۹۰﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ﴿۹۳﴾ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾

وَلَقَدْ اور البتہ تحقیق نَادٰىنَا نُوْحٌ پکارا ہمیں نوح علیہ السلام نے فَلَنِعْمَ پس بہت ہی اچھے ہیں الْمُجِيْبُوْنَ دعائیں قبول کرنے والے وَنَجَّيْنٰهُ اور ہم نے نجات دی اس کو وَاَهْلَهٗ اور اس کے گھر والوں کو مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ بڑی پریشانی سے وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ اور کردیا ہم نے اس کی اولاد کو هُمُ الْبٰقِيْنَ وہی باقی رہنے والے وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ

اور چھوڑا ہم نے اس کے لیے فِی الْاٰخِرِیْنَ (اچھا ذکر) پچھلوں میں سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ سلامتی ہو نوح علیہ السلام پر فِی الْعٰلَمِیْنَ جہان والوں میں اِنَّا بے شک ہم کَذٰلِكَ اسی طرح نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو اِنَّهٗ بے شک وہ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ پھر ہم نے غرق کر دیا دوسروں کو وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ اور بے شک ان کے گروہ میں سے ہے لَاِبْرٰهِیْمَ البتہ ابراہیم علیہ السلام اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ جس وقت آئے وہ اپنے رب کے پاس بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ سلامتی والا دل لے کر اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ جس وقت کہا اس نے اپنے والد سے وَقَوْمِهٖ اور اپنی قوم سے مَاذَا تَعْبُدُوْنَ کن چیزوں کی تم عبادت کرتے ہو اَئِفْكًا اٰلِهَةً کیا جھوٹے خدا دُوْنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے تُرِیْدُوْنَ جن کا تم ارادہ کرتے ہو فَمَا ظَنُّكُمْ پس کیا خیال ہے تمھارا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رب العالمین کے بارے میں فَنَظَرَ نَظْرَةً پس دیکھا انھوں نے دیکھنا فِی النُّجُوْمِ ستاروں میں فَقَالَ پس فرمایا اِنِّیْ سَقِیْمٌ میں بیمار ہوں فَتَوَلَّوْا عَنْهُ پس پھر گئے وہ لوگ ان سے مُدْبِرِیْنَ پشت پھیر کر فَرَاغَ اِلٰٓی اٰلِهَتِهِمْ پس مائل ہوئے ابراہیم علیہ السلام ان کے خداؤں کی طرف فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ پس فرمایا کیا تم کھاتے نہیں مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ تمھیں کیا ہو گیا تم بولتے نہیں فَرَاغَ عَلَیْهِمْ پس مائل

ہوئے ان پر ضَرْبًا بِالْیَمِیْنِ مارتے ہوئے قوت کے ساتھ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَیْہِ پس وہ متوجہ ہوئے ان کی طرف یَزِفُّوْنَ دوڑتے ہوئے قَالَ فرمایا اَتَعْبُدُوْنَ کیا تم عبادت کرتے ہو مَا ان چیزوں کی تَنْحِتُوْنَ جن کو تم خود تراشتے ہو وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تم کو وَمَا تَعْمَلُوْنَ اور جو تم عمل کرتے ہو قَالُوا کہا انہوں نے ابْنُوْا لَہٗ بُنْیَانًا بناؤ اس کے لیے ایک عمارت فَاَلْقُوْہُ پس اس کو ڈالو فِی الْجَحِیْمِ آگ کے شعلوں میں فَاَرَادُوْا بِہٖ کَیْدًا پس انہوں نے ارادہ کیا اس کے بارے میں ایک تدبیر کا فَجَعَلْنٰھُمُ الْاَسْفَلِیْنَ پس کر دیا ہم نے ان ہی کو پست۔

کل کے سبق میں تم نے پڑھا کہ پہلے لوگوں کی اکثریت گمراہ تھی تو سوال پیدا ہوا کہ ان کو سمجھانے والا کوئی نہیں تھا؟ جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِیْھِمْ مُّنْذِرِیْنَ "اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے ان میں ڈرانے والے۔" مگر ان لوگوں نے ان کی بات نہیں مانی پھر دیکھو ان کا کیسا انجام ہوا؟ اب آگے ڈرانے والوں کا ذکر ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کا مختصر تعارف :

فرمایا وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ اور البتہ تحقیق پکارا ہمیں نوح علیہ السلام نے۔ حضرت نوح علیہ السلام کا نام عبد الغفار تھا اور والد محترم کا نام لمک تھا۔ قوم کی حالتِ بد پر نوحہ کرتے کرتے، افسوس کرتے کرتے نوح لقب پڑ گیا۔ چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی، ساڑھے نو سو

سال تبلیغ کی اور طوفان نوح کے بعد بھی کئی سو سال تک زندہ رہے۔ تو فرمایا پکارا ہمیں نوح علیہ السلام نے فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ پس بہت ہی اچھے ہیں دعائیں قبول کرنے والے۔

کربِ عظیم سے مراد :

وَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ اور نجات دی ہم نے نوح علیہ السلام کو اور ان کے گھر والوں کو مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ بڑی پریشانی سے کہ قوم کے کفر و شرک کرنے کی وجہ سے بڑی پریشانی تھی تو اللہ تعالیٰ نے قوم کو تباہ کر کے اس پریشانی سے نجات عطا فرمائی۔

اور دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کربِ عظیم سے مراد طوفان ہے۔ جو سیلاب ساری دنیا میں آیا ہر شے کو تباہ کیا اور نوح علیہ السلام اور ان کے اہل خانہ اور جو ساتھی کشتی میں سوار تھے ان کو بچا لیا۔ وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِیْنَ اور کر دیا ہم نے ان کی اولاد کو وہی باقی رہنے والے۔ سیلاب کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ جو مومن ساتھی تھے ان سے آگے اولاد نہیں چلی۔ اولاد صرف حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹوں سے ہوئی۔ حضرت نوح کے چار بیٹے تھے۔ ایک کا نام کنعان تھا لقب اس کا یام تھا جو کفر پر مرا آخر تک اس نے حق کو قبول نہیں کیا فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ [ہود: ۴۳] ''پس تھا وہ ڈوبنے والوں میں سے۔'' باقی تین بیٹے موحد مسلمان تھے۔ بیٹی کا ذکر نہیں آتا۔ ایک کا نام سام تھا رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ان کی اولاد میں عربی، فارسی، رومی ہوئے ہیں۔ دوسرے بیٹے کا نام حام تھا رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ان کی اولاد سوڈانی، حبشی، نائیجیریا والے ہیں۔ تیسرے کا نام یافث تھا رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ترکی، افغانی، یاجوج ماجوج اور یہ چینی اس کی نسل سے ہیں۔

تو حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے باقی رکھا وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ اور چھوڑا ہم نے اس کے لیے اچھا ذکر پچھلوں میں۔ آج بھی نوح علیہ السلام کا

نام بڑے ادب واحترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ تو اچھا ذکر پچھلے لوگوں میں رکھا تا کہ لوگ ان کے کارنامے یاد رکھیں سَلٰمٌ عَلٰی نُوۡحٍ فِی الۡعٰلَمِیۡنَ سلامتی ہو نوح علیہ السلام پر جہان والوں میں۔ ان کی بڑی خدمات ہیں اِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ بے شک ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔ ظاہر بات ہے کہ پیغمبر سے بڑھ کر نیک کون ہو سکتا ہے اِنَّهٗ مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ بے شک نوح علیہ السلام ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ صرف مومن ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر بھی تھے۔ نوسو پچاس سال اللہ تعالیٰ کا پیغام بندوں کو پہنچایا۔ نوسو پچاس سال کے دن گننے پر بھی اچھا خاصا وقت لگتا ہے۔ نوح علیہ السلام اور ان کے اہل کو اللہ تعالیٰ نے نجات دی۔ فرمایا ثُمَّ اَغۡرَقۡنَا الۡاٰخَرِيۡنَ پھر ہم نے غرق کر دیا دوسرے لوگوں کو وَاِنَّ مِنۡ شِيۡعَتِهٖ لَاِبۡرٰهِيۡمَ اور بے شک نوح علیہ السلام کے گروہ میں نیک بندوں اور پیغمبروں کے گروہ میں سے البتہ ابراہیم علیہ السلام بھی ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مختصر تعارف :

حضرت ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السلام سے سترہ سو(۱۷۰۰) سال بعد تشریف لائے ہیں کوثیٰ بروزن موسیٰ شہر میں۔ آج کل کے جغرافیہ میں اس کا نام اُر ہے جو اس وقت عراق کا دار الخلافہ تھا۔ اس وقت بادشاہ نمرود بن کنعان تھا جو بڑا ظالم جابر اور مشرک تھا۔ ابراہیم کے والد کا نام قرآن نے آزر بتلایا ہے۔ یہ اس حکومت کا وزیر مذہبی اُمور تھا۔ بت بنانا، بت خانے بنانا اور بت خانوں میں بت پورے کرنا، یہ اس کی ذمہ داری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے بت گر کے گھر بت شکن پیدا فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی بڑی آزمائشی زندگی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِذۡ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلۡبٍ سَلِيۡمٍ جس وقت وہ آئے

اپنے رب کے پاس سلامتی والا دل لے کر۔ ایسا صحیح سالم دل لے کر آئے کہ دین کی چیزوں کے بارے میں کوئی شک وتردد اس دل میں نہیں تھا۔ یادرکھنا! ہمیں بھی اگر دین کی کسی چیز میں شک ہوا تو ایمان نہیں رہے گا۔ ایمان اس پختہ عقیدے کا نام ہے کہ بے شک دنیا شک ڈالتی رہے اس میں شک نہ آئے۔ بلکہ کوئی شک وشبہ اس کے قریب بھی نہ آئے۔

اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ جس وقت کہا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد سے۔ ساتویں پارے میں تفصیل ہے یہاں اجمال ہے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ''اور جس وقت کہا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر سے کیا آپ بتوں کو معبود بناتے ہیں اِنِّیْٓ اَرٰىكَ وَ قَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ [انعام: ۷۴] '' بے شک میں آپ کو اور آپ کی قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں۔'' اور یہاں ہے کہ جس وقت کہا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے وَقَوْمِهٖ اور اپنی قوم سے مَاذَا تَعْبُدُوْنَ کن چیزوں کی تم عبادت کرتے ہو۔ اس قوم میں بت پرستی بھی تھی اور کواکب پرستی بھی۔ چاند، سورج ستاروں کی بھی پوجا کرتے تھے۔ کن چیزوں کی عبادت کرتے ہو؟ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِیْدُوْنَ کیا جھوٹے خدا بناتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے جن کا تم ارادہ کرتے ہو ان کی تم پوجا کرتے ہو فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پس کیا خیال ہے تمہارا رب العالمین کے بارے میں۔

مشرک رب تعالیٰ کا منکر نہیں ہوتا بلکہ ظاہری طور پر دیکھو تو مشرک رب کی بڑی عظمت کا قائل ہے۔ مشرک کہتا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات بہت بلند ہے درجے کے لحاظ سے۔ ہم سے بہت دور ہے اور ہم بڑے گناہ گار ہیں ہماری رب تعالیٰ تک رسائی نہیں

ہے جب تک درمیان میں بابوں (بزرگوں) کی سیڑھیاں نہ ہوں هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآءُ نَا عِنْدَ اللّٰهِ [یونس:۱۸] ''یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ تعالیٰ کے پاس۔'' دیکھو! کتنی عظمت ہے کہ رب تعالیٰ کی ذات بہت بلند ہے ان بابوں (بزرگوں) کے بغیر وہاں تک ہماری پہنچ نہیں ہے۔ اور آٹھویں پارے میں ہے وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا ''اور ٹھہرایا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اس میں سے جو پیدا کیے ہیں اللہ تعالیٰ نے کھیتی اور مویشی ایک حصہ فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ ''پھر کہا انہوں نے یہ اللہ تعالیٰ کا حصہ ہے اپنے خیال کے مطابق وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا اور یہ ہمارے شریکوں کے لیے فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ پس وہ حصہ جو ان کے شریکوں کا ہوتا پس وہ نہیں پہنچتا اللہ تعالیٰ کی طرف وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ اور جو اللہ تعالیٰ کا حصہ ہوتا ہے پس وہ پہنچتا ہے ان کے شریکوں کی طرف سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ [انعام:۱۳۶] ''بہت برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔''

مشرک لوگ زمین کی پیداوار میں سے اللہ تعالیٰ کا بھی حصہ نکالتے تھے اور اپنے شریکوں کا بھی حصہ نکالتے تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ والے حصے سے کچھ دانے شریکوں والی ڈھیری میں مل جاتے تو الگ نہیں کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ غنی ہے اور اگر شریکوں والی ڈھیری سے کچھ دانے اللہ تعالیٰ والی ڈھیری میں مل جاتے تو فوراً الگ کر لیتے تھے کہ یہ مسکین ہیں۔ تو مشرک رب تعالیٰ کا منکر نہیں ہوتا بلکہ رب تعالیٰ کو مانتے ہوئے دوسروں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوڑتا ہے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے نیچے تم نے چھوٹے خدا بنائے ہوئے ہیں جن کا تم ارادہ کرتے ہو رب العالمین کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟

کہتے ہیں کہ رات کا وقت تھا قوم کے افراد بیٹھے تھے شہر سے باہر کوئی تہوار منانے کے لیے پروگرام بنا رہے تھے اس میں شریک ہونے کے لیے انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو بھی دعوت دی۔ آپ ان کے ساتھ جانا نہیں چاہتے تھے فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ پس دیکھا انہوں نے دیکھنا ستاروں میں فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ پس فرمایا بے شک میں بیمار ہوں مجھے تمہاری کواکب پرستی نے بیمار کر دیا ہے کہ اچھے بھلے آدمی ہو کھاتے پیتے انسان ہونے کے باوجود کبھی سورج کے آگے، کبھی چاند، کبھی ستاروں کے آگے اور کبھی بتوں کے آگے جھکتے ہو۔ ان چیزوں کو دیکھ کر میں بیمار ہوں۔ کبھی آدمی فکر اور پریشانی کی وجہ سے بھی بوڑھا ہو جاتا ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت! آپ وقت سے پہلے بوڑھے ہو گئے ہیں آپ کے جسم میں کمزوری وقت سے پہلے آ گئی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شَيَّبَتْنِي هُودٌ وَ أَخَوَاتُهَا ''سورہ ہود اور اس جیسی سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔'' سورہ ہود میں کافی مجرم قوموں کی تباہی کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ [ہود: ۱۰۲] ''اور اسی طرح ہے پکڑ آپ کے رب کی جس وقت کہ وہ پکڑتا ہے اور وہ ظلم کرنے والے ہوتے ہیں۔'' اس جملے نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پریشان کیا کہ میری امت میں بھی تو لازماً ظالم لوگ ہوں گے۔ بلکہ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو ان قوموں میں تو ایک ایک عیب تھا اور اس آخری امت میں وہ سارے عیب موجود ہیں۔ تو امت کے غم کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقت سے پہلے بوڑھے ہو گئے۔

کواکب پرستی :

تو فرمایا تمہاری کواکب پرستی کی وجہ سے میں بیمار ہوں اور یہ روحانی بیماری جسمانی بیماری سے بھی سخت ہوتی ہے فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ پس پھر گئے وہ لوگ ان سے پشت پھیر کر۔ دار الخلافہ کے بت خانے میں جو شاہی بت خانہ تھا اس میں اس وقت بہتر (۷۲) بت تھے۔ ان کو خوشبوئیں لگی ہوئی تھیں، کسی کے سامنے حلوا رکھا ہوا ہے، کسی کے سامنے کھیر اور کسی کے سامنے سویاں اور کسی کے سامنے قورما کہ ان میں بابے برکت ڈالیں گے اور ہم بعد میں کھائیں گے۔ سارے تہوار منانے کے لیے چلے گئے فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ پس مائل ہوئے ابراہیم علیہ السلام ان کے خداؤں کی طرف اور کلہاڑی بھی ساتھ لے گئے تھے۔ پہلے ان کے ساتھ مذاق کیا فَقَالَ پس فرمایا اَلَا تَاْكُلُوْنَ کیا تم کھاتے نہیں کھیر، سویاں، قورما ٹھنڈا ہو رہا ہے کھاتے کیوں نہیں؟ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ تمہیں کیا ہو گیا بولتے کیوں نہیں؟ مگر کس نے کوئی چیز کھانی تھی اور کس نے بولنا تھا فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ یمین کے معنی قوت کے ہیں پس مائل ہوئے ابراہیم علیہ السلام ان پر مارتے ہوئے پوری قوت کے ساتھ۔ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۵۸ پارہ ۱۷ میں ہے فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ "پس کر ڈالا ابراہیم علیہ السلام نے ان کے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے مگر ان میں سے جو بڑا تھا اس کو چھوڑ دیا تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں" کہ جو کچھ میں نے کیا ہے اس کی تحقیق تو ہوگی۔ تو اس موقع پر اس کا وجود مجھے فائدہ دے گا جب تحقیق شروع ہوئی تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ پہلے تو ان خداؤں سے پوچھو تاکہ تمہارا یہ حشر کس نے کیا ہے اگر یہ بولتے ہیں۔ پھر اس بڑے گرو گھنٹال سے پوچھو شاید اس نے کچھ کیا ہو ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِ

سِهِمْ پس تحقیق کرنے والوں نے سر جھکا دیئے اور کہنے لگے لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ بے شک آپ جانتے ہیں کہ یہ گفتگو نہیں کرتے۔ فرمایا اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ افسوس ہے تمہارے اوپر اور تمہارے خداؤں پر بھی جن کی تم پوجا کرتے ہو، توقعات رکھتے ہو، اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے جو اپنی جان نہیں بچا سکتے، بول نہیں سکتے۔ پھر ان لوگوں نے کہا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ جلاؤ ابراہیم علیہ السلام کو اور مدد کرو اپنے خداؤں کی اگر تم کچھ کرنے والے ہو۔ تو مائل ہوئے ابراہیم علیہ السلام ان پر مارتے ہوئے قوت کے ساتھ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ پس متوجہ ہوئے لوگ ابراہیم علیہ السلام کی طرف دوڑتے ہوئے، گھبراتے ہوئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان :

یہاں اجمال ہے اور سورۃ الانبیاء پارہ ۱۷ میں تفصیل ہے۔ کہنے لگے سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ "سنا ہے ہم نے ایک نوجوان جو ان معبودوں کا ذکر کرتا ہے يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ اس کو ابراہیم کہا جاتا ہے۔ اس نے یہ بھی کہا تھا تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ اللہ کی قسم میں ضرور تدبیر کروں گا تمہارے ان بتوں کے لیے بعد اس کے کہ تم پشت پھیر کر جاؤ گے۔" لہٰذا یہ کارروائی اسی کی ہوگی۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کو بلا کر لائے اور پوچھا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ "یہ کاروائی ہمارے خداؤں کے ساتھ آپ نے کی ہے۔" فرمایا بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ "اس بڑے نے کی ہوگی ان سے پوچھو اگر یہ بولتے ہیں تو پوچھو ان سے کس نے کی ہے۔" قَالَ فرمایا اَتَعْبُدُوْنَ کیا تم عبادت کرتے ہو مَا تَنْحِتُوْنَ ان چیزوں کی جن کو تم خود تراشتے ہو۔ ذہنی طور پر بھی تراشے ہوئے ہیں اور

ہاتھوں سے بھی تراشے ہوئے ہیں۔ یہ تمہارے خود ساختہ ہیں وَاللّٰہُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں پیدا کیا ہے اور ان چیزوں کو بھی جن کی تم پوجا کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمھارا بھی خالق ہے تمہارے عمل کا بھی خالق ہے۔ خالق کل شی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ قَالُوا ان لوگوں نے کہا ابْنُوا لَهٗ بُنْيَانًا بناؤ اس کے لیے ایک عمارت۔ بھٹا تیار کرو آگ کا فَأَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ پھر ڈالو اس کو آگ کے شعلوں میں۔ اس نے ہمارا دل جلایا ہے اس کو آگ میں جلاؤ۔

دارمی کی روایت میں ہے جُرِّدَ عَنِ الثِّيَابِ ''حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سارے کپڑے اتار دیئے گئے اور ہاتھ پاؤں باندھ کر آلہ منجنیق کے ذریعے آگ میں ڈال دیا گیا۔'' ساری مخلوق بمع باپ کے تماشائی تھی اور انتظار میں تھی کہ اب سر پھٹے گا ٹھاہ ہوگی ہمارے دل ٹھنڈے ہوں گے۔ یہاں تفصیل نہیں ہے سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۶۹ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا ''ہم نے کہا اے آگ! ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی والی عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ابراہیم پر۔'' رسیاں جل گئیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں کھل گئے۔ آگ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک بال بھی نہیں جلایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس طرح پھر رہے تھے جس طرح باغ میں ٹہل رہے ہوں۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو والد نے کہا نِعْمَ الرَّبُّ رَبُّكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ ''اے ابراہیم تیرا رب بہت اچھا ہے۔'' اس کے باوجود اپنا دھڑا اور گروہ نہیں چھوڑا۔ یہ دھڑا بہت بُری شے ہے۔ لوگ رسومات، بدعات کو جاننے کے باوجود نہیں چھوڑتے کہ ناک رہ جائے۔ تو کہا انہوں نے اس کے لیے ایک عمارت بناؤ اور اس کو بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالو فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا پس ارادہ کیا انہوں نے ایک

تدبیر کا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِیْنَ پس کر دیا ہم نے اس کو پست۔ ذلیل کیا، خوار ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کچھ نہ بگاڑ سکے لیکن مانا بھی کوئی نہیں نہ باپ نہ کوئی اور......

******

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ؕ قَالَ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۫ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ﴿۱۰۳﴾ۚ وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ ﴿۱۰۴﴾ۙ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۰۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۰۸﴾ۖ سَلٰمٌ عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَبٰرَكْنَا عَلَیْهِ وَعَلٰۤی اِسْحٰقَ ؕ وَمِنْ ذُرِّیَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِیْنٌ ﴿۱۱۳﴾ ع ۳ ۳۹ ۷

وَقَالَ اور فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے اِنِّیْ بے شک میں ذَاهِبٌ جانے والا ہوں اِلٰی رَبِّیْ اپنے رب کی طرف سَیَهْدِیْنِ بہ تاکید وہ میری راہنمائی کرے گا رَبِّ هَبْ لِیْ اے میرے رب مجھے عطا کر مِنَ الصّٰلِحِیْنَ نیکوں میں سے اولاد فَبَشَّرْنٰهُ پس ہم نے خوش خبری سنائی ان کو بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ایک لڑکے کی جو بڑا حوصلے والا تھا فَلَمَّا بَلَغَ پس جس وقت وہ پہنچا مَعَهُ السَّعْیَ ان کے ساتھ دوڑ کی عمر کو قَالَ فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے یٰبُنَیَّ اے میرے بیٹے اِنِّیْۤ اَرٰی بے شک میں نے دیکھا ہے فِی

اَلْمَنَامِ خواب میں اَنِّیْٓ اَذْبَحُكَ بے شک میں تجھے ذبح کر رہا ہوں

فَانْظُرْ پس دیکھو مَاذَا تَرٰی کیا رائے ہے آپ کی قَالَ انہوں نے

کہا یٰٓاَبَتِ اے میرے اباجان افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ کرڈالیں جس کا آپ

کو حکم ہوا ہے سَتَجِدُنِیْٓ بہ تاکید آپ پائیں گے مجھے اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ

الصّٰبِرِیْنَ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو صبر کرنے والوں میں سے فَلَمَّآ اَسْلَمَا

پس جس وقت ہو گئے دونوں فرماں بردار وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ اور گرادیا اس کو

پیشانی کے بل وَنَادَیْنٰهُ اور ہم نے اس کو آواز دی اَنْ یّٰٓاِبْرٰهِیْمُ اے

ابراہیم قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا تحقیق آپ نے سچا کردکھایا خواب اِنَّا كَذٰلِكَ

بے شک ہم اسی طرح نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو

اِنَّ هٰذَا بے شک یہ بات لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ البتہ یہ صریح آزمائش ہے

وَفَدَیْنٰهُ اور ہم نے فدیہ دیا اس کو بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ذبح کرنے کا ایک عظیم

جانور کا وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ اور ہم نے چھوڑا اس کا ذکر فِی الْاٰخِرِیْنَ پچھلوں

میں سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ سلام ہو ابراہیم علیہ السلام پر كَذٰلِكَ نَجْزِی

الْمُحْسِنِیْنَ اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا

الْمُؤْمِنِیْنَ بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے وَبَشَّرْنٰهُ

بِاِسْحٰقَ اور ہم نے اس کو خوش خبری دی اسحاق کی (علیہ السلام) نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ

جو کہ اللہ تعالیٰ کے نبی تھے نیکوں میں سے وَبٰرَكْنَا عَلَیْهِ اور ہم نے برکت

نازل کی اس پر وَعَلٰٓى إِسْحٰقَ اور اسحاق پر وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا اور ان دونوں کی اولاد میں سے مُحْسِنٌ نیکی کرنے والے ہیں وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ اور اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں مُبِيْنٌ واضح طور پر۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ چلا آرہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بتوں کو توڑنے کی پاداش میں آگ کے بھٹے میں ڈال دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔ بھٹے کی جگہ باغ بنا دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بدن مبارک کا ایک بال بھی نہ جلا۔ کتنا بڑا کرشمہ تھا مگر ایک آدمی بھی مسلمان نہ ہوا۔ اس ضد کا تو کوئی علاج نہیں ہے۔

ہجرتِ ابراہیم علیہ السلام :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَقَالَ اور فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے إِنِّيْ ذَاهِبٌ إِلٰى رَبِّيْ بے شک میں جانے والا ہوں اپنے رب کی طرف سَيَهْدِيْنِ ضرور وہ میری راہنمائی فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا عراق سے شام ہجرت کرنے کا۔ ہجرت کرنے میں یہ تین بزرگ تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام، ان کی اہلیہ محترمہ حضرت سارہ علیہا السلام اور سگا بھتیجا حضرت لوط علیہ السلام۔ چوتھا کوئی آدمی ان کے ساتھ نہیں تھا اور نہ ہی چلتے وقت ان کو کسی نے روکا کہ نہ جاؤ ہم اپنے اندر کچھ تبدیلی پیدا کرتے ہیں۔ آخر وہاں مرد بھی تھے، عورتیں بھی تھیں، خویش واقارب بھی تھے، کوئی ایک بھی روکنے نہیں آیا۔ تو فرمایا کہ میں اپنے رب کے حکم کے ساتھ ہجرت کر رہا ہوں اور دعا کی رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ اے میرے پروردگار بخش دے مجھے، مجھے عطا فرما نیکوں میں سے اولاد۔ فرمایا فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ پس ہم نے خوش خبری دی ابراہیم علیہ السلام کو ایک لڑکے کی جو بڑا حوصلے والا تھا۔ یہ بشارت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تھی جس کا قرینہ آگے آرہا ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت

ہاجرہ علیہا السلام کے پیٹ سے ہوئے۔ان دونوں بیٹوں کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔ان کے علاوہ تین بیٹے اور تھے۔تورات اور تاریخ میں ان کا نام آتا ہے۔ایک کا نام مدین، ایک کا نام مدائن اور ایک کا نام قیدار تھا رحمہم اللہ تعالیٰ۔بیٹی کوئی نہیں تھی صرف بیٹے ہی تھے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام عطا فرمایا پھر حکم دیا ماں بیٹا دونوں کو وہاں چھوڑ آؤ جہاں کا میں حکم دوں اور بیوی کو بتانا بھی نہیں ہے۔

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور اسماعیل علیہ السلام کو لے کر چل پڑے۔جہاں کعبۃ اللہ ہے یہاں ایک درخت ہوتا تھا وہاں نہ پانی تھا نہ کوئی انسان تھا بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ [ابراہیم:۳۷] ''ایسی وادی میں جو کھیتی باڑی والی نہیں ہے۔'' مشکیزے میں تھوڑا سا پانی تھا اور تھوڑی سی کھجوریں تھیں۔یہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے حوالے کیں اور فرمایا کہ میں جا رہا ہوں۔چل پڑے تو حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے آواز دی ہمیں یہاں چھوڑ کر جا رہے ہو أَأَمَرَكَ اللهُ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے؟ منہ سے بولے نہیں، اشارے کے ساتھ فرمایا کہ ہاں! رب تعالیٰ کا حکم ہے۔اس وقت حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے کہا اِذًا لا يُضَيِّعُنَا اللهُ ''پھر اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔'' کوئی فکر نہیں ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ایڑیاں رگڑیں تو اللہ تعالیٰ نے آب زم زم کا چشمہ جاری کر دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک اور امتحان :

کچھ دنوں کے بعد قبیلہ بنو جرہم کے لوگ وہاں آئے پانی دیکھ کر بڑے خوش ہوئے اور ٹھہرنے کی اجازت مانگی۔حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے اجازت دے دی۔انہوں نے وہاں اپنے مکان اور خیمے لگا لیے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام آتے جاتے رہتے تھے۔جب

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر مبارک تقریباً تیرہ برس کی ہوئی فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ پس جس وقت وہ پہنچا ان کے ساتھ دوڑ کی عمر کو، کام کاج کی عمر کو تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا اور پیغمبر کا خواب حقیقت ہوتا ہے۔ تو خواب کو بیٹے کے سامنے بیان فرمایا قَالَ يٰبُنَيَّ فرمایا اے میرے بیٹے! پنجابی زبان میں اس کا لفظی معنٰی ہے اے میری پتری! یہ پیار کا لفظ ہوتا ہے اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ بے شک میں نے خواب میں دیکھا ہے اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ بے شک میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میں تجھے ذبح کروں فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى پس دیکھو کیا رائے ہے آپ کی کہ میں خواب کو پورا کروں۔ بیٹے نے فرماں برداری کا ثبوت دیتے ہوئے کہا قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ کہا اے میرے ابا جان! کر ڈالیں جس کا آپ کو حکم ہوا ہے سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ بہ تاکید آپ پائیں گے مجھے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو صبر کرنے والوں میں سے۔

چنانچہ ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لے کر منیٰ کی طرف چل پڑے۔ راستے میں ایک بزرگ صورت جس نے بڑا عمدہ لباس پہنا ہوا تھا، ملا اور بڑی ہمدردی کے انداز میں سلام کے بعد سوال کیا حضرت! کہاں جا رہے ہیں؟ فرمایا اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے۔ کہنے لگا حضرت! آپ کے کتنے بیٹے ہیں؟ فرمایا یہی ہے۔ کہنے لگا حضرت! کیا ایک بیٹا بھی آپ پر بوجھ ہے؟ فرمایا یہ بات نہیں ہے بلکہ مجھے رب تعالیٰ کا حکم ہے۔ خواب کے ذریعے مجھے حکم ملا ہے۔ وہ بزگ کہنے لگا حضرت! خواب کی ایک صورت ہوتی ہے اور ایک حقیقت ہوتی ہے، ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن ہوتا ہے۔ سمجھنے میں غلطی لگ سکتی ہے۔ کوئی اور ہوتا تو مغالطے میں آجاتا مگر وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

تھے۔ اِدھر اُدھر سے کنکریاں اٹھائیں اور اس نصیحت کرنے والے کو اللہ اکبر! کہہ کر ماریں۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اس کا حکم سب سے بڑا ہے بھاگ جا یہاں سے۔ وہ شیطان تھا۔ کچھ آگے گئے تو پھر آ گیا اور کہنے لگا حضرت! کچھ سوچیں تو سہی بیٹے کو ذبح نہ کریں کچھ اور کر لیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر سات کنکریاں اٹھا کر اللہ اکبر کہہ کر اس کو ماریں۔ آخر وہ بھی شیطان تھا پیچھا چھوڑنے والا نہیں تھا۔ آگے جا کر پھر کھڑا ہو گیا اور منتیں کرنا شروع کر دیں کہ بیٹے کو ذبح نہ کریں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر سات کنکریاں اٹھا کر اس کو ماریں کہ بھاگ جا، میں رب تعالیٰ کے حکم کو سمجھتا ہوں۔ آج کل جو رمی کرتے ہیں یہ وہی ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَمَّآ اَسْلَمَا پس جس وقت ہو گئے وہ دونوں فرماں بردار وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ اور گرا دیا اس کو پیشانی کے بل وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ اور ہم نے اس کو آواز دی اے ابراہیم قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا تحقیق آپ نے سچا کر دکھایا خواب اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ بے شک ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔

اب اس واقعہ کے تناظر میں یہ مسئلہ سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا غیب دان کوئی نہیں ہے۔ ہاں غیب کی خبریں جتنی اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو عطا فرمائی ہیں وہ حق ہیں ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرنا کفر ہے۔ رہا غیب تو وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اسی طرح ہر چیز کا جاننا بھی صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ دیکھو! اگر ابراہیم علیہ السلام کو پہلے سے اس بات کا علم ہوتا کہ میرے لڑکے نے ذبح نہیں ہونا تو ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کی کوئی قدر باقی نہ رہتی، معاذ اللہ تعالیٰ۔ پھر تو یہ ایک ڈرامہ تھا جو باپ بیٹے نے کھیلا۔ حضرت ابراہیم

علیہ السلام بھی پیغمبر ہیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی۔ گو اس وقت اظہار نبوت نہیں ہوا مگر نبی پیدائشی طور پر نبی ہوتا ہے۔ اگر ان کو علم تھا کہ میری قربانی کوئی نہیں ہے تو پھر یہ کہنے کی کیا حقیقت رہ جاتی ہے کہ ابا جی! آپ کو جو حکم ملا ہے کر گزرو مجھے آپ ان شاء اللہ صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

یاد رکھنا! انجام کا نہ ابراہیم علیہ السلام کو علم تھا اور نہ اسماعیل علیہ السلام کو علم تھا کہ کیا ہونا ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی سمجھتے تھے کہ میں نے بیٹے کی قربانی دینی ہے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی سمجھتے تھے کہ میں ۔ نے قربان ہونا ہے۔ اس نیت کی بنیاد پر ان کی قربانی سب سے اونچی ہے۔ اگر پہلے سے علم ہوتا تو پھر اس قربانی کی حیثیت کھیل کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ تو پروردگار نے آواز دی اے ابراہیم! آپ نے خواب کو سچا کر دکھایا۔ بے شک ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ بے شک یہ بات البتہ صریح آزمائش ہے۔ یہ بڑا امتحان تھا اور امتحان تبھی بنتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام سمجھتے تھے کہ میں نے قربانی دینی ہے اور اسماعیل علیہ السلام سمجھتے تھے کہ میں نے قربان ہونا ہے وَ فَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ اور ہم نے ان کو فدیہ دیا بڑی قربانی کا۔

اس کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت سے ایک دنبہ بھیجا کہ اس کی قربانی کرو۔ اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ قربانی اتنی پسندیدہ تھی کہ قیامت تک اس سنت کو جاری فرما دیا۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِیُّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ''اے اللہ کے رسول یہ قربانیاں کیا ہیں؟'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سنۃ ابیکم ابراھیم ''یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ

ہے۔ ''پھر پوچھا فَمَا لَنَا فِیْهَا'' ہمیں اس سے کیا حاصل ہوگا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ'' جانور کے جسم پر جتنے بال ہیں ہر بال کے بدلے نیکی ملے گی۔'' اسی لیے کہتے ہیں کہ چھوٹے جانور کی قربانی زیادہ افضل ہے۔ ایک تو اس لیے کہ اس کا گوشت لذیذ ہوتا ہے اور دوسرا نیکیاں تقسیم نہیں ہوں گی۔ اور بڑے جانور میں تو سات آدمی شریک ہوں گے اور چمڑے کے بھی سات حصے ہوں گے تو بال بھی تھوڑے ہوں گے۔ تو الحمدللہ! حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ طریقہ آج تک چلا آرہا ہے۔

فرمایا وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ اور ہم نے چھوڑا ان کا اچھا ذکر پچھلوں میں۔ کتنی دنیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ محبت کرتی ہے سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ سلام ہو ابراہیم علیہ السلام پر كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ یہ خوش خبری تو تھی اسماعیل علیہ السلام کی اور ان کی قربانی کا ذکر تھا۔ آگے اسحاق علیہ السلام کی خوش خبری کا ذکر ہے۔

حضرت اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ اور ہم نے ان کو خوش خبری دی اسحاق علیہ السلام کی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی خوش خبری اور قربانی کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ ہم نے ان کو خوش خبری دی اسحاق کی۔ یہ جملہ بتلا رہا ہے کہ پہلا واقعہ اور ہے اور یہ واقعہ اور ہے۔ پہلے اس لڑکے کی خوش خبری تھی جس کو ذبح کیا گیا اور اب اس کی خوش خبری ہے جس کو ذبح نہیں کیا گیا یعنی اسحاق علیہ السلام۔ کیونکہ قربانی کا سارا واقعہ ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ ہم نے ان کو اسحاق کی خوش خبری دی علیہ السلام۔ یہودی اور عیسائی اس بات پر مصر ہیں کہ

قربانی اسحاق علیہ السلام کی ہوئی تھی اور اس پر انہوں نے اتنی کثرت سے روایات بیان کی ہیں کہ بعض اچھے بھلے بزرگ غلط فہمی کا شکار ہو گئے ہیں حالانکہ یہ دعویٰ بالکل غلط ہے۔ اس کا ایک قرینہ تو یہ ہے کہ قربانی والے بچے کے ذکر کے بعد اسحاق علیہ السلام کی خوش خبری سنائی گئی۔

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ بارھویں پارے میں ہے فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحَاقَ یَعْقُوْبَ [ھود:۷۱] ''اور ہم نے خوش خبری دی اس کو اسحاق بیٹے کی اور اسحاق کے بعد یعقوب پوتے کی۔'' اب سوال یہ ہے کہ اگر بچپن ہی میں اسحاق علیہ السلام کی قربانی ہونی ہے تو پھر پوتا کہاں سے آئے گا کہ اللہ تعالیٰ خوش خبری سنا رہے ہیں کہ بی بی سارہ تمہارے ہاں لڑکا ہو گا پھر تمہاری زندگی ہی میں تمہارا پوتا بھی ہو گا۔ قربانی کے حکم کے ساتھ پوتے کی خوش خبری کا کیا معنیٰ ہے؟ بچپن میں ہی ختم ہو گئے تو پوتے کی نوبت کہاں سے آئے گی؟ لہٰذا واضح بات ہے کہ قربانی اسحاق علیہ السلام کی نہیں ہوئی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ہوئی ہے۔

اور حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنَا ابْنُ ذَبِیْحَیْنِ ''میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں ایک اسماعیل علیہ السلام اور ایک والد محترم۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جی نے منت مانی تھی کہ میرے دس بیٹے میرے سامنے جوان ہو گئے تو میں چھوٹے کو اللہ تعالیٰ کے لیے ذبح کر دوں گا۔ زمانہ جاہلیت میں یہ منت بھی مانی جاتی تھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد سب سے چھوٹے تھے۔ منت پوری ہو گئی تو حضرت عبد اللہ کو ذبح کرنے کے لیے لے گئے پھوپھیاں پیچھے پڑ گئیں کہ ہم نے ذبح نہیں کرنے دینا ان کے بدلے میں فدیہ دے دو۔ تو سو اونٹوں کا فدیہ دلوا کر حضرت عبد اللہ کی جان بخشی ہوئی۔ لہٰذا قربان ہونے

والے حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں نہ کہ اسحاق علیہ السلام۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور ہم نے خوش خبری دی اس کو اسحاق بیٹے کی نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ جو کہ اللہ تعالیٰ کے نبی تھے نیکوں میں سے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبر معصوم ہیں نیک ہیں وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ اور ہم نے برکت نازل کی ابراہیم علیہ السلام پر وَعَلٰٓی اِسْحٰقَ اور اسحاق علیہ السلام پر۔ اسحاق علیہ السلام کے بیٹے یعقوب علیہ السلام ہیں جن کا لقب اسرائیل ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے جن کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ یعقوب علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تقریباً چار ہزار پیغمبران میں آئے اور تین مشہور آسمانی کتابیں بنی اسرائیل کی طرف نازل کی گئیں۔ تورات موسیٰ علیہ السلام کو ملی، زبور داؤد علیہ السلام کو ملی اور انجیل عیسیٰ علیہ السلام کو ملی۔ رب تعالیٰ نے ان میں بڑی برکتیں رکھیں وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا اور ان کی اولاد میں مُحْسِنٌ اچھے کام کرنے والے ہیں وَظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ اور اپنی جان پر ظلم کرنے والے بھی ہیں کھلے طور پر۔ کفر و شرک کرنے والے بدکاری کرنے والے دونوں ان میں ہوں گے۔ یہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے دو بیٹوں کا ذکر ہوا۔

*****

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾

وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۱۵﴾ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۱۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۲۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَبِالَّيْلِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ ع

وَلَقَدْ مَنَنَّا اور البتہ تحقیق ہم نے احسان کیا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام پر وَنَجَّيْنٰهُمَا اور ہم نے نجات دی ان دونوں کو وَقَوْمَهُمَا اور ان دونوں کی قوم کو مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ بڑی پریشانی سے وَنَصَرْنٰهُمْ اور ہم نے ان کی مدد کی فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ پس وہی

غالب ہونے والے تھے وَاٰتَیْنٰهُمَا اور دی ہم نے ان دونوں کو الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِیْنَ ایک واضح کتاب وَهَدَیْنٰهُمَا اور ہم نے راہنمائی کی ان دونوں کی الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صراط مستقیم کی وَتَرَكْنَا عَلَیْهِمَا فِی الْاٰخِرِیْنَ اور چھوڑا ہم نے ان دونوں کا اچھا ذکر پچھلے لوگوں میں سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ سلام ہو موسیٰ علیہ السلام پر اور ہارون علیہ السلام پر اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو اِنَّهُمَا بے شک وہ دونوں مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے وَاِنَّ اِلْیَاسَ اور بے شک الیاس علیہ السلام لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ البتہ رسولوں میں سے تھے اِذْ قَالَ جس وقت کہا انہوں نے لِقَوْمِهٖٓ اپنی قوم کو اَلَا تَتَّقُوْنَ کیا تم ڈرتے نہیں اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا کیا تم پکارتے ہو بعل کو وَّتَذَرُوْنَ اور چھوڑتے ہو اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ سب سے بہتر بنانے والے کو اللّٰهَ رَبَّكُمْ اللہ جو تمہارا رب ہے وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِیْنَ اور تمہارے پہلے آباء واجداد کا بھی رب ہے فَكَذَّبُوْهُ پس انہوں نے جھٹلایا اس کو فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ پس بے شک وہ البتہ حاضر کیے جائیں گے اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ مگر اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندے وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ اور ہم نے چھوڑا اس کا اچھا ذکر فِی الْاٰخِرِیْنَ پچھلوں میں سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ یَاسِیْنَ سلام ہو الیاسین پر اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ بے شک ہم اسی طرح بدلہ

دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا وَاِنَّ لُوْطًا اور بے شک لوط علیہ السلام لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ البتہ رسولوں میں سے ہیں اِذْ نَجَّيْنٰهُ جس وقت ہم نے نجات دی اس کو وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ اور اس کے تمام گھر والوں کو اِلَّا عَجُوْزًا مگر ایک بوڑھی فِى الْغٰبِرِيْنَ پیچھے رہنے والوں میں سے تھی ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ پھر ہلاک کر دیا ہم نے دوسروں کو وَاِنَّكُمْ اور بے شک تم لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ البتہ گزرتے ہو تم ان پر مُّصْبِحِيْنَ صبح کے وقت وَ بِالَّيْلِ اور رات کو اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا پس تم سمجھتے نہیں۔

اس سے قبل آیت نمبر ۷۲ میں ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ''اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے ان میں ڈرسنانے والے۔'' پھر نوح علیہ السلام کا ذکر ہوا، پھر ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کا، پھر اسحاق علیہ السلام کا۔ اب انہی ڈرانے والوں میں سے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا ذکر ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا ذکر :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ اور البتہ تحقیق ہم نے احسان کیا موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام پر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام دونوں بھائی تھے۔ عمر میں حضرت ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے تھے اور دونوں کی عمریں ایک سو بیس سال (۱۲۰) تھیں۔ حضرت ہارون علیہ السلام تین سال پہلے فوت ہوئے اور موسیٰ علیہ السلام تین سال بعد میں فوت ہوئے۔ اس زمانے میں مصر کا فرعون ولید

بن مصعب بن ریان تھا۔فرعون مصر کے بادشاہوں کا لقب ہوتا تھا نام الگ الگ تھے ۔ جیسے ہمارے ملک کے سربراہ کا لقب صدر ہے ایسے ہی ان کا لقب فرعون ہوتا تھا۔فرعون بہت گزرے ہیں، نیک بھی اور بد بھی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کا فرعون بہت نیک تھا اس کا نام ریان بن ولید تھا رحمۃ اللہ علیہ ۔اس کی نیکی اور سمجھ داری کا اندازہ یہاں سے لگاؤ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے کہا کہ ملک کا اقتدار اب تم سنبھالو کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ تمہارا کلمہ پڑھنے کے بعد اب اقتدار میرے پاس رہے ۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا کوئی بات نہیں ۔ اس نے کہا نہیں اب آپ نبی ہیں میں امتی ہوں لہٰذا یہ سلطنت آپ کے حوالے کرتا ہوں اس کا نظام سنبھالیں ۔اب آپ کی حکمرانی ہوگی حضرت ۔حق کی خاطر حکومت کو چھوڑ دینا معمولی نیکی نہیں ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا فرعون بڑا سرکش اور غنڈا تھا۔انتہائی متکبر اور ظالم تھا اس کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو بھیجا۔اللہ تعالیٰ نے ان پر جو احسان کیے تھے ان میں سے ایک احسان دونوں کو نبی بنانا ہے۔مخلوق کے لیے نبوت ورسالت سے بلند مقام کوئی نہیں ہے ۔ پھر پیغمبروں کے آپس میں درجے ہیں۔علم عقائد والے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں سب سے بلند درجہ اور مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔دوسرے نمبر پر ابراہیم علیہ السلام ہیں اور تیسرے نمبر پر موسیٰ علیہ السلام ہیں۔تو موسیٰ علیہ السلام کی بڑی شان ہے کہ تمام مخلوق میں تیسرے نمبر کی شخصیت ہیں۔

تو فرمایا ہم نے احسان کیا موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام پر وَنَجَّيْنٰهُمَا اور ہم نے ان دونوں کو نجات دی وَقَوْمَهُمَا اور ان دونوں کی قوم کو بنی اسرائیل کو بھی نجات دی

مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ بڑی پریشانی سے، فرعون کے مظالم سے۔ پھر بحر قلزم کی موجوں میں فرعونیوں کو غرق کیا اور ان کو نجات دی وَنَصَرْنٰهُمْ اور ہم نے ان کی مدد کی فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ پس وہی غالب ہونے والے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام اور ان کی جماعت فرعون اور آل فرعون کے مقابلے میں کہ تمام وسائل فرعونیوں کے پاس تھے اور فرعون نے غرور میں آ کر ایک موقع پر کہا تھا اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ [الزخرف: ۵۱] ''کیا ملک مصر میرے قبضے میں نہیں ہے اور یہ نہریں جو چلتی ہیں میرے محل کے سامنے اور میرے مقابلے میں هُوَ مَهِيْنٌ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ وہ حقیر آدمی ہے قریب نہیں کہ وہ صاف بات کر سکے۔'' موسیٰ علیہ السلام کی زبان بات کرتے ہوئے کسی کسی لفظ پر اٹکتی تھی اس لیے اس نے کہا کہ میری طرح وہ صاف بول بھی نہیں سکتا وہ میرا مقابلہ کیا کرے گا معاذ اللہ تعالیٰ۔

تو فرمایا ہم نے ان دونوں کو اور ان کی قوم کو نجات دی بڑی پریشانی سے اور ان کی مدد کی پس وہی غالب ہونے والے تھے وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ اور دی ہم نے ان دونوں کو ایک واضح اور روشن کتاب تورات جو موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائی اور حضرت ہارون علیہ السلام کے بھی ذمہ تھی اس کی نشر و اشاعت اور تبلیغ۔ اس لحاظ سے فرمایا کہ دونوں کو دی وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ اور ہم نے راہنمائی کی ان دونوں کی صراط مستقیم کی۔ ان کو صراط مستقیم پر قائم رکھا وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ اور چھوڑا ہم نے ان کا اچھا ذکر پچھلے لوگوں میں۔ آج بھی موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا نام ادب و احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ محدثین کرام اور فقہائے عظام فرماتے ہیں کہ جب انبیاء کرام علیہم السلام کا نام لو تو ساتھ کہو علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام لو تو ساتھ رضی اللہ عنہ کہو۔ کسی بزرگ کا نام لو تو

ساتھ رحمہ اللہ تعالیٰ کہو۔ان بزرگوں کی وجہ سے دین ہم تک پہنچا ہے ان کی کوششیں نہ ہوتیں تو ہمیں کلمہ بھی نصیب نہ ہوتا۔لہٰذا ان کا ادب واحترام ہم پر لازم ہے۔اور بزرگان دین کے خلاف کوئی غلط رائے رکھنے اور کوئی غلط جملہ بولنے سے اور ان کی بے ادبی کرنے سے اور ان کے حق میں گستاخی کرنے سے ایمان ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ان کا تو کچھ نہیں بگڑے گا ہمارا ایمان ضائع ہو جائے گا۔

آج لوگ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بُرا کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بُرا کہتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بُرا کہتے ہیں خارجی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہتے ہیں۔اس سے وہ تو برے نہیں ہوں گے صرف ان لوگوں کا ایمان برباد ہو جائے گا۔

تو فرمایا ہم نے ان کا اچھا ذکر چھوڑا پچھلوں میں سَلٰمٌ عَلٰی مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ سلام ہو موسیٰ علیہ السلام پر اور ہارون علیہ السلام پر اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ بے شک ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ بے شک وہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔نبی سے بڑا مومن کون ہو سکتا ہے؟

حضرت الیاس علیہ السلام کا تذکرہ :

وَاِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اور بے شک الیاس علیہ السلام پیغمبروں میں سے تھے۔
حضرت الیاس علیہ السلام ملک عراق میں بَعْلَبَكّ شہر ہے اس علاقے میں مبعوث ہوئے تھے۔آج کے جغرافیہ میں بھی اس کا نام بَعْلَبَكّ ہی ہے۔

شہر کا یہ نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ بعل نامی ایک بزرگ تھے۔یہ اپنے زمانے کے بڑے نیک آدمی تھے۔ان کی وفات کے بعد لوگوں نے یادگار کے طور پر ان کا مجسمہ، بت بنا کر رکھ دیا اور آہستہ آہستہ ان کی پوجا شروع کر دی۔مشکل اور پریشانی میں ان کو پکارتے

تھے یَا بَعْلُ اَغِثْنِیْ ''اے بعل میری مدد کر۔'' جیسے آج کل کے جاہل قسم کے لوگ قبروں پر مشکل کشائی کے لیے جاتے ہیں اور صاحب قبر سے سودے بازی کرتے ہیں۔ کہتے ہیں:

بابا لے ککڑ تے دے پُتر

وہاں جا کر دیگیں پکاتے ہیں جانور ذبح کرتے ہیں۔ کوئی چادر چڑھا رہا ہے اور عطر مل رہا ہے، کہیں دودھ کے ساتھ قبروں کو غسل دیا جا رہا ہے کہیں عرق گلاب سے۔ یہ تمام خرافات ہیں اسلام کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہاں بزرگوں نے جو سبق دیا ہے اس کو پڑھو اور عمل کرو۔

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم :

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جن کو داتا گنج بخش کہتے ہیں وہ اپنی کتاب ''کشف المحجوب'' میں لکھتے ہیں اپنے مریدوں اور شاگردوں کو سبق دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی گنج بخش ہے اور نہ کوئی رنج بخش ہے۔'' پھر اس پر دلیل کے طور پر سورہ یونس کی آیت نمبر ۱۰۷ پیش کرتے ہیں وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ''اور اگر پہنچائے آپ کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف تو اس کو دور کرنے والا کوئی نہیں ہے وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ''اور اگر وہ ارادہ کرے آپ کے ساتھ بھلائی کا تو اس کو کوئی رد نہیں کر سکتا۔'' اگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ کسی کو نوازنا چاہے تو اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ بزرگوں نے تو یہ تعلیم دی ہے مگر ان لوگوں نے الٹا بزرگوں کو اللہ تعالیٰ سے بھی بڑھا دیا ہے۔

تو بعل ایک نیک آدمی کا نام تھا جس کا انہوں نے بت بنا کر رکھا ہوا تھا اور بَكّ

بادشاہ کا نام تھا۔ دونوں کو ملا کر انہوں نے ایک شہر کا نام بعلبك رکھ دیا۔ حضرت الیاس علیہ السلام اس علاقہ میں مبعوث ہوئے تھے اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ جس وقت کہا انہوں نے اپنی قوم سے کیا تم ڈرتے نہیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے کہ کفر وشرک کو چھوڑ دو۔ کفر وشرک سے کیوں نہیں بچتے؟ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا کیا تم پکارتے ہو بعل کو حاجت روائی کے لیے وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ اور چھوڑتے ہو سب سے بہتر بنانے والے کو۔ شکلیں اور تصویریں سب بنا سکتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے بغیر ان میں جان تو کوئی نہیں ڈال سکتا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس نے جان دار چیز کی تصویر بنائی اس کو قیامت والے دن اشد العذاب سخت عذاب میں ڈالا جائے گا۔ وہ چیخیں مارے گا واویلا کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ بخاری شریف کی روایت ہے کہ جو تم نے تصویر بنائی ہے اس میں روح ڈالو پھر دوزخ سے نکل سکتے ہو۔

تو فوٹو مجسمے تو سارے بنا لیتے ہیں لیکن ان میں روح ڈالنا کسی کے اختیار میں نہیں ہے سوائے پروردگار کے۔ تو فرمایا کہ تم بعل کو پکارتے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑتے ہو اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِیْنَ وہ احسن الخالقین اللہ تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے پہلے آباء واجداد کا بھی رب ہے۔ عرصہ دراز تک الیاس علیہ السلام اپنی قوم کو تبلیغ کرتے رہے تاکہ لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں سمجھایا کسی نے نہیں ہے لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ [النساء:۱۶۵] ''تاکہ نہ ہو لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی حجت رسولوں کے بھیجنے کے بعد۔'' کوئی عذر اور بہانہ نہ کر سکیں کہ ہم غلط فہمی کا شکار ہو گئے تھے ہمیں کسی نے سمجھایا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بھیج کر ان کا یہ بہانہ ختم کر دیا مگر جنھوں نے پہلے دن ضد کی وہ ضد پر اڑے رہے ضد کو چھوڑا نہیں۔

اور دنیا کی ریت یہی ہے کہ جو ضد پر اڑ جائے وہ چھوڑتا نہیں ہے الا ماشاء اللہ۔
چنانچہ دیکھو! حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے رشتے پر ضد کی آخر دم تک باز نہیں آیا۔
اللہ تعالیٰ نے اس کو سمجھانے کی بہترین تدبیر بتلائی کہ دونوں بھائی ہابیل اور قابیل قربانی
کریں جس کی قربانی قبول ہو جائے کہ آسمان سے آگ آکر اس کو جلا دے یہ رشتہ اس کو
ملے گا۔ چنانچہ ہابیل رحمۃ اللہ علیہ نے عمدہ موٹا تازہ دنبہ لا کر رکھ دیا اور قابیل نے گندم وغیرہ کے
مُٹھے لا کر رکھ دیئے۔ وہ بھی اُجاڑے والے۔ نیت پہلے ہی صحیح نہیں تھی سب نے دیکھا کہ
آسمان سے آگ نے آکر دنبے کو جلا کر راکھ کر دیا اور گندم وغیرہ کے سٹے ویسے ہی پڑے
رہے۔ پہلی قوموں کی قربانی اور مال غنیمت کو آگ کھا جاتی تھی کھانے کی اجازت نہیں
تھی۔ تو سمجھنے کے لیے اتنی واضح بات تھی لیکن اس ضدی نے کہا لَاَقْتُلَنَّكَ [مائدہ:۲۷]
''میں تمھیں قتل کر ڈالوں گا۔'' قَالَ ہابیل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ
الْمُتَّقِيْنَ ''بے شک اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے متقیوں سے۔'' اس میں میرا کیا قصور ہے۔
اگر تو بڑھائے گا اپنا ہاتھ میری طرف قتل کرنے کے لیے تو میں نہیں بڑھانے والا ہاتھ تیری
طرف کہ تجھے قتل کروں۔ یہ ساری گفتگو ہوتے ہوئے بھی قابیل نے قتل کر دیا۔ تو ضد اور
ہٹ دھرمی کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔

تو حضرت الیاس علیہ السلام نے ان کو سمجھایا فَكَذَّبُوْهُ پس ان لوگوں نے جھٹلایا اس
کو معاذ اللہ تعالیٰ کہا کہ تم جھوٹے ہو فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ پس بے شک وہ البتہ دوزخ
میں حاضر کیے جائیں گے سارے مجرم اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ مگر اللہ تعالیٰ کے
چنے ہوئے بندے۔ وہ دوزخ سے بچ جائیں گے وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ اور
چھوڑا ہم نے اس کا اچھا ذکر پچھلوں میں۔ آج بھی لوگ جب نام لیتے ہیں تو الیاس علیہ السلام

کہتے ہیں سَلٰمٌ عَلٰٓی اِلْ یَاسِیْنَ سلام ہو الیاسین پر۔ الیاس بھی ان کو کہتے ہیں اور الیاسین بھی۔ جیسے قرآن پاک میں طور سینا بھی آتا ہے اور سینین بھی آتا ہے۔ دونوں ایک ہی جگہ کے نام ہیں۔

ملا باقر مجلسی کی مغلاطات :

یہاں ملا باقر مجلسی جو شیعوں کا بڑا مجتہد گزرا ہے کہ جس کی کتابیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف گند سے بھری ہوئی ہیں۔ نقل کفر کفر نہ باشد کے تحت بتارہا ہوں کہ اس کا کوئی لفظ اس سے خالی نہیں۔ ''ابوبکر ملعون گفت، عمر ملعون گفت، عثمان بغی گفت، عائشہ ملعونہ گفت، معاویہ مردود ملعون گفت، ابوسفیان کافر مرتد گفت۔'' کسی صحابی کا نام اس خبیث نے اچھے الفاظ کے ساتھ نہیں لیا۔ تو وہ اپنی کتاب حیات القلوب میں گپ مارتا ہے کہتا ہے کہ حضرت علی کے والد کا نام تو ابوطالب عبد مناف تھا اور اس کو یاسین بھی کہتے تھے۔ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ قرآن میں اس پر سلام بھیجے تو یہ آیت نازل کرے سَلٰمٌ عَلٰٓی اٰلِ یَاسِیْنَ پھر اللہ تعالیٰ کو خیال آیا کہ ابوبکر بڑا ہوشیار ہے اور عمر بڑا چالاک ہے وہ اس کو قرآن سے نکال دیں گے تو اس میں تھوڑی سی تبدیلی کردی الیاسین بنادیا۔ اصل میں ال یاسین تھا کہ پڑھیں بھی اور اس کو کھرچیں نہ۔ پڑھتے بھی رہیں اور سمجھیں بھی نہ، لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ایسی خرافات پر۔ تو فرمایا سلام ہو الیاسین پر اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ بے شک ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔

حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر :

آگے حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر ہے۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سگے بھتیجے تھے۔

ان کے والد کا نام حاران بھی لکھا ہے اور ھاران بھی لکھا ہے لاہوری ھا کے ساتھ۔ اصل تلفظ فاران ہے لوط بن فاران بن آزر۔ پہلے تم سن چکے ہو کہ عراق سے ہجرت کے وقت یہ تین ہی آدمی تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام، ان کی اہلیہ حضرت سارہ علیہا السلام اور بھتیجے لوط علیہ السلام۔ جب یہ حضرات شام پہنچے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دمشق اور اس کے اردگرد کا علاقہ دیا کہ تم یہاں تبلیغ کرو اور لوط علیہ السلام کو سدوم شہر کی طرف مبعوث فرمایا۔ حضرت لوط علیہ السلام کی شکل وصورت اور اخلاق دیکھ کر ان لوگوں نے ان کو رشتہ دے دیا۔ حالانکہ رشتہ دینا دنیا کے نازک ترین مراحل میں سے ہوتا ہے۔ رشتہ دے دیا عقیدہ نہیں تسلیم کیا بیوی نے بھی کلمہ نہیں پڑھا۔ اس وقت مسلم کا فر کا رشتہ جائز ہوتا تھا۔

ہماری شریعت میں بھی تقریباً سولہ سال تک جائز رہا ہے۔ تیرہ سال مکہ زندگی میں اور تین سال مدنی زندگی میں۔ ہجرت کے تیسرے سال کے آخر میں یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ [بقرہ:۲۲۱] تو مومن کافر کا رشتہ ممنوع ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اور بے شک لوط علیہ السلام البتہ رسولوں میں سے ہیں اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ جب ہم نے نجات دی ان کو اور ان کے تمام گھر والوں کو اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ مگر ایک بوڑھی پیچھے رہنے والوں میں سے تھی۔ اس کا نام واھلہ تھا لاہوری ھا کے ساتھ۔ حضرت لوط علیہ السلام کی دو بیٹیاں تھیں بعض روایات میں تین کا بھی ذکر آتا ہے۔ وہ اپنے والد گرامی پر ایمان لائیں۔ لیکن باوجود پورا دماغ صرف کرنے کے بیوی واھلہ ایمان نہیں لائی۔ بیٹیوں نے بھی ماں کو بڑا سمجھایا اور پورا زور لگایا کہ امی جان ابا جان کی نافرمان نہ بنو رب کے عذاب سے بچ جاؤ۔ مگر جس کی قسمت میں ایمان نہ ہو اسے جبراً کوئی نہیں دے سکتا۔ حضرت لوط علیہ السلام

جب اپنے مومن ساتھیوں کو لے کر چل پڑے صبح سحری کے وقت تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر چار قسم کے عذاب نازل فرمائے۔ ایک عذاب تھا فَطَمَسْنَا عَلٰى اَعْيُنِهِمْ [قمر: پارہ ۲۷] ''پس ہم نے ان کی آنکھیں مٹا دیں سب کے سب اندھے ہو گئے۔'' دوسرا عذاب بینائی ختم کرنے کے بعد اوپر سے پتھر برسائے اِنَّا اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا [ایضاً] ''بے شک ہم نے بھیجی ان پر پتھر برسانے والی آندھی۔'' وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً [سورہ ہود] ''اور برسائے ہم نے ان پر پتھر۔'' تیسرا عذاب صیحہ جبرائیل۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ڈراونی آواز نکالی جس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے۔

چوتھا عذاب: جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا [ہود: ۸۲] ''ہم نے کر دیا ان کے اوپر والے حصے کو نیچے۔'' جبرائیل علیہ السلام نے اس علاقے کو اٹھا کر پھینک دیا ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ پھر ہلاک کر دیا ہم نے دوسروں کو۔ لوط علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے چلے جانے کے بعد وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ اور بے شک تم اے اہل مکہ گزرتے ہو عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ان پر صبح کے وقت وَبِالَّيْلِ اور رات کے وقت۔ مکے والے تجارت کے لیے شام کے علاقے میں جاتے تھے اور یمن کے علاقے میں بھی جاتے تھے اور اپنی روزی کماتے تھے اور یہ علاقہ راستے میں تھا کبھی صبح کو وہاں سے گزرتے کبھی شام کو وہاں سے گزرتے۔ تو فرمایا تم گزرتے ہو صبح کے وقت اور شام کے وقت اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا پس تم سمجھتے نہیں عبرت حاصل نہیں کرتے کہ پیغمبروں کی نافرمانی کا کیا نتیجہ نکلا۔

******

وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِیْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْلَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِیْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَیْهِ شَجَرَةً مِّنْ یَّقْطِیْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِیْنٍ ﴿۱۴۸﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓىٕكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَاۤ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَیَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِیْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۵۷﴾

وَاِنَّ یُوْنُسَ اور بے شک یونس علیہ السلام لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ رسولوں میں سے ہیں اِذْ اَبَقَ جب وہ تیزی سے چلے اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ بھری ہوئی کشتی کی طرف فَسَاهَمَ پس قرعہ اندازی کرائی فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ پس وہی تھے مغلوب ہونے والوں میں سے فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ پس لقمہ بنالیا اس کو ایک مچھلی نے وَهُوَ مُلِیْمٌ اور وہ الزام کھایا ہوا تھا فَلَوْلَاۤ اَنَّهٗ كَانَ پس اگر یہ بات نہ ہوتی کہ بے شک تھے وہ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ

تسبیح کرنے والوں میں سے لَلَبِثَ البتہ ٹھہرتے فِیْ بَطْنِہٖٓ اس مچھلی کے پیٹ میں اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ اس دن تک جس دن لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے فَنَبَذْنٰہُ پس ہم نے اس کو پھینک دیا بِالْعَرَآءِ ایک چٹیل میدان میں وَھُوَ سَقِیْمٌ اور وہ بیمار تھے وَاَنْبَتْنَا عَلَیْہِ اور اگایا ہم نے ان کے اوپر شَجَرَۃً مِّنْ یَّقْطِیْنٍ ایک درخت کدو کا وَاَرْسَلْنٰہُ اور بھیجا ہم نے ان کو اِلٰی مِائَۃِ اَلْفٍ ایک لاکھ اَوْ یَزِیْدُوْنَ بلکہ زیادہ کی طرف فَاٰمَنُوْا پس وہ ایمان لائے فَمَتَّعْنٰھُمْ پس ہم نے ان کو فائدہ دیا اِلٰی حِیْنٍ ایک وقت تک فَاسْتَفْتِھِمْ آپ پوچھیں ان سے اَلِرَبِّکَ الْبَنَاتُ کیا آپ کے رب کے لیے بیٹیاں ہیں وَلَھُمُ الْبَنُوْنَ اور ان کے لیے بیٹے ہیں اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِکَۃَ کیا پیدا کیا ہم نے فرشتوں کو اِنَاثًا عورتیں وَّ ھُمْ شٰھِدُوْنَ اور وہ حاضر تھے اَلَآ خبردار اِنَّھُمْ بے شک وہ مِّنْ اِفْکِھِمْ اپنے جھوٹ کی وجہ سے لَیَقُوْلُوْنَ البتہ کہتے ہیں وَلَدَ اللّٰہُ اللہ کی اولاد ہے وَاِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ اور بے شک وہ لوگ البتہ جھوٹے ہیں اَصْطَفَی الْبَنَاتِ کیا اس نے چن لیا ہے بیٹیوں کو عَلَی الْبَنِیْنَ بیٹوں پر مَالَکُمْ تمہیں کیا ہو گیا ہے کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ تم کیسا فیصلہ کرتے ہو اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ کیا پس تم نصیحت حاصل نہیں کرتے اَمْ لَکُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِیْنٌ کیا تمہارے لیے کوئی دلیل ہے کھلی فَاْتُوْا بِکِتٰبِکُمْ پس لاؤ تم اپنی کتاب

اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ اگر ہو تم سچے۔

پہلے سے اللہ تعالیٰ کے معصوم پیغمبروں کا ذکر چلا آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نام لے کر نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام، الیاس علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے واقعات بیان فرمائے ہیں۔ اب یونس علیہ السلام کا ذکر ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر :

حضرت یونس علیہ السلام عراق کے صوبہ موصل کے شہر نینوا کے رہنے والے تھے۔ آج بھی اس شہر کا نام نینوا ہے۔ اس کی آبادی ایک لاکھ بیس ہزار کے قریب تھی۔ ان کے والد کا نام مَتّٰی تھا، یونس بن مَتّٰی علیہ السلام۔ انہوں نے شادی بھی کی، اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے عطا فرمائے، نبوت عطا فرمائی اور حکم ہوا کہ اپنی قوم کو تبلیغ کرو۔ عرصہ دراز تک تبلیغ کرتے رہے مگر قوم بڑی ضدی اور ہٹ دھرم تھی حق کو قبول نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا کہ قوم سے کہہ دو کہ اگر تم میری بات نہیں مانو گے تو تم پر عذاب آئے گا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے جب مجمع میں یہ حکم سنایا تو ایک آدمی نے کھڑے ہو کر سوال کیا کب تک آئے گا؟ فرمایا تین دن میں آ جائے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ چالیس دنوں میں آ جائے گا۔ یہ یونس علیہ السلام نے اپنی طرف سے کہا اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنوں کی تعیین نہیں تھی۔ یہ یونس علیہ السلام کی اجتہادی لغزش تھی اور خطا تھی۔ پھر خیال فرمایا کہ ان پر عذاب تو آنا ہے لہٰذا میں اپنی بیوی اور بچوں کو لے کر یہاں سے چلا جاؤں کہ کہیں ہم پر عذاب نہ آ جائے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابھی جانے کا حکم نہیں آیا تھا۔ یہ خطا تھی جس پر گرفت ہوئی۔ وہاں سے جانے کی ایک وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ خیال فرمایا رب تعالیٰ کی طرف سے تو مطلقاً عذاب کی دھمکی تھی دنوں کی تعیین تو میں نے اپنی طرف سے کی ہے رب تعالیٰ تو میرا پابند نہیں ہے اگر تین دن یا

چالیس دنوں میں عذاب نہ آیا تو لوگ مجھے تنگ کریں گے۔ تو شرم کے مارے بیوی بچوں کو لے کر چل پڑے۔ آبادی سے کافی دور نکل گئے تو دیکھا اگلی طرف سے کچھ لوگ اکٹھے ہوکر آرہے ہیں۔ قریب آکر انہوں نے کہا کہ ہم نے بی بی کو لے کر جانا ہے۔ فرمایا دیکھو! میں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوں یہ میری بیوی ہے میرے ساتھ زیادتی نہ کرو۔ بڑی منت سماجت کی مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور بیوی کو پکڑ کر لے گئے۔ وہ روتی اور چیخیں مارتی رہی مگر بے بس تھی۔ اب دونوں بیٹوں کو لے کر چل پڑے۔ ایک کی عمر گیارہ سال اور دوسرے کی آٹھ سال کے قریب تھی۔ آگے تیز رو پہاڑی نالہ تھا یا نہر تھی بچوں کو تیرنا نہیں آتا تھا خیال فرمایا کہ ایک کو پہلے دوسرے کنارے چھوڑ کر آؤں پھر دوسرے کو لے جاؤں گا۔ ایک بچے کو کندھے پر بٹھا کر لے جا رہے تھے کہ پیچھے والے بیٹے کو بھیڑیے نے پکڑا اس کی چیخ نکلی پیچھے مڑ کر دیکھا تو جسم کانپا تو کندھے پر جو بچہ تھا وہ بھی نہر میں گر گیا۔ ایک کو بھیڑیا اٹھا کر لے گیا اور دوسرے کو نہر بہا کر لے گئی۔ انتہائی کوشش کے باوجود دونوں قابو نہ آسکے۔ آگے چلے تو دریا آ گیا۔

عام مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم تو فرماتے ہیں کہ دریائے دجلہ تھا۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دریائے فرات تھا۔ دونوں مشہور دریا ہیں۔ دوسری طرف جانے کے لیے کشتی تیار کھڑی تھی یونس بھی کشتی میں بیٹھ گئے۔ کشتی تھوڑی سی چلنے کے بعد ڈانواں ڈول ہوگئی (ڈولنے لگی) ملاحوں نے کہا کہ ہمارا تجربہ ہے کہ کشتی اس طرح اس وقت ہوتی ہے کہ جب کوئی غلام اپنے آقا سے بھاگ کر آتا ہے۔ یونس علیہ السلام نے کہا کہ وہ غلام میں ہوں جو اپنے آقا کی مرضی کے بغیر آیا ہوں۔ کشتی والوں کو یقین نہ آیا کہ شکل وصورت دنیا کے غلاموں جیسی نہیں تھی۔ قرعہ اندازی کی گئی تو اس میں یونس علیہ السلام کا نام آیا۔ سب نے

اُٹھا کر ان کو دریائے فرات میں پھینک دیا۔ مچھلی نے پہلے سے منہ کھولا ہوا تھا وہ ان کو نگل گئی۔

اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ ان کو ہضم نہیں کرنا یہ تیری خوراک نہیں ہے۔ یہ پیٹ ان کے لیے قید خانہ ہے۔ پھر تفسیروں میں تین دن بھی لکھے ہیں، آٹھ دن بھی اور بیس دن اور چالیس دن بھی لکھے ہیں کہ اتنے دن یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ اگر ایک دن بھی پیٹ میں رہے ہوتے تو کیا وہ کم تھا کہ ہمیں بخار ہو جائے تو حرکت کرنے کے قابل نہیں رہتے اور مچھلی کے پیٹ میں تو نہ خوراک نہ تازہ آب و ہوا۔

حضرت یونس علیہ السلام کا وظیفہ :

مچھلی کے پیٹ میں یونس علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو پکارا فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ [الانبیاء:۸۷] ''پس پکارا یونس علیہ السلام نے اندھیروں میں کہ نہیں کوئی معبود سوا تیرے، تیری ذات پاک ہے بے شک میں ہی قصوروار ہوں۔'' دریا کا اندھیرا، مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا، اوپر بادل تھے بادلوں کا اندھیرا۔ اتنے اندھیروں میں اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے اللہ تعالیٰ کو پکارا۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ ان کو دریا کے کنارے ڈال دو۔ مچھلی نے اگالی کے طریقے پر کنارے پر ڈال دیا۔ حرکت کرنے کے قابل نہیں تھے۔ بھوک اور تازہ آب و ہوا نہ ملنے کی وجہ سے انتہائی کمزور ہو گئے۔ بڑی سخت دھوپ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فوراً کدو کا بیل دار درخت پیدا کیا اس کے چوڑے پتوں نے ان پر سایہ کیا کہ دھوپ کی وجہ سے ان کو تکلیف نہ ہو۔ ایک ہرنی کا بچہ گم ہو گیا تھا وہ دیوانہ وار پھر رہی تھی پتے ملے تو اس نے سمجھا کہ میرا بچہ یہاں ہے۔ یونس نے اس کا دودھ پیا۔ دو تین دن صبح شام آکر دودھ پلاتی رہی۔ تازہ ہوا لگی چلنے پھرنے

کے قابل ہوئے اٹھ کر چلے تو دیکھا کہ مسافروں کا ایک قافلہ ہے ان کے پاس ایک لڑکا ہے دیکھ کر فرمایا کہ یہ تو میرا لختِ جگر ہے۔

قافلے والوں نے کہا کہ ہم نے اس کو بھیڑیئے سے چھڑوایا ہے اور اب وارث کی تلاش میں تھے۔ بیٹا ان سے وصول کیا اور فرمایا کہ میرا ایک بیٹا نہر میں بہہ گیا تھا۔ ان مسافروں نے بتایا کہ فلاں مقام پر کچھ لوگ رہتے ہیں انہوں نے ہمیں بتایا ہے کہ ہم نے ایک بچہ نہر سے پکڑا ہے اس کا وارث ملے تو ہمیں اطلاع دینا۔ چنانچہ دوسرا بچہ بھی مل گیا۔ بچوں کے ملنے کی خوشی بھی تھی اور بیوی کی جدائی کا صدمہ بھی تھا چلتے چلتے دیکھا تو وہی قافلہ جنہوں نے بیوی چھینی تھی سامنے سے آ رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان تھا اہل قافلہ نے بیوی ان کے حوالے کی۔ حضرت یونس علیہ السلام نے اندھیروں میں مچھلی کے پیٹ کے اندر اللہ تعالیٰ کو پکارا تو اللہ تعالیٰ نے نجات دی۔

حدیث پاک میں آتا ہے دَعْوَتُ الْمَكْرُوْبِ دَعْوَةُ ذِي النُّوْنِ ''پریشان آدمی کی دعا مچھلی والے کی دعا ہے۔''یعنی جب کوئی آدمی پریشان ہو تو یونس علیہ السلام والی دعا کرے لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ تو اللہ تعالیٰ اس کی پریشانی دور کر دیں گے۔ اور قرآن پاک میں بھی ہے وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ [الانبیاء:۸۸] ''اور اسی طرح ہم نجات دیتے ہیں ایمان والوں کو۔''

یاد رکھنا! دعا کے لیے توجہ اور اخلاص شرط ہے اخلاص کے ساتھ ایک دفعہ بھی پڑھو گے تو اس کا اثر ہوگا اور اخلاص کے بغیر سوا لاکھ دفعہ پڑھنے سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ سوا لاکھ پڑھنے کا ذکر نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں ہے نہ فقہ میں۔'' کسی بزرگ نے سوا لاکھ مرتبہ پڑھی اس کا کام ہو گیا بس اب لوگوں نے سوا لاکھ کو پکڑ لیا ہے۔ اور عورتوں کو اور

بچوں کو قابو کر کے کہتے ہیں کہ سوا لاکھ مرتبہ پڑھنی ہے اور پچیس ہزار گٹھلیاں ان کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ وہ ایک دفعہ پڑھ کر دس گٹھلیاں پھینکتے ہیں اور دھیان ان کا دیگوں کی طرف ہوتا ہے۔ بھئی! اس کا تورتی برابر بھی فائدہ نہیں ہوتا کہ اخلاص تو ہے کوئی نہیں۔

یونس ادھر امتحان میں اور قوم نے جب عذاب کے آثار دیکھے تو سب مرد عورتیں، بوڑھے، بچے، جوان، بیمار، تندرست، باہر آکر گڑگڑائے، رب تعالیٰ سے معافی مانگی، توبہ کی کہ اے پروردگار! ہمارا پیغمبر بھیج اب ہم نافرمانی نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ اور یہ واحد قوم ہے جس سے عذاب ٹلا۔

حضرت یونس علیہ السلام کو جب بیوی بچے مل گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کی قوم کی توبہ میں نے قبول کر لی ہے اب تم جا کر ان کو تبلیغ کرو۔ چنانچہ یونس علیہ السلام جب واپس برادری میں پہنچے تو ساری قوم مسلمان ہوگئی۔ یہ میں نے اس واقعہ کا خلاصہ پیش کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اور بے شک یونس علیہ السلام رسولوں میں سے ہیں اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ جب تیزی کے ساتھ چلے وہ بھری ہوئی کشتی کی طرف۔ وہ سواریوں سے بھری ہوئی تھی فَسَاهَمَ پس قرعہ ڈلوایا فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ پس وہی تھے مغلوب ہونے والوں میں سے۔ کشتی سے نیچے گرا دیا گیا فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ پس لقمہ بنالیا اس کو مچھلی نے وَهُوَ مُلِيْمٌ اور وہ الزام کھائے ہوا تھا۔ یا یہ معنیٰ ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو ملامت کر رہے تھے کہ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر نکل پڑا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَوْلَا اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ پس اگر یہ بات نہ ہوتی کہ بے شک تھے وہ تسبیح پڑھنے والوں میں سے۔ یعنی اگر یہ تسبیح نہ پڑھتے لَلَبِثَ فِيْ

بَطْنِهٖٓ البتہ ٹھہرتے مچھلی کے پیٹ میں اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ اس دن تک جس دن لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ یعنی اگر یہ تسبیح نہ پڑھتے تو دنیا میں آنا نصیب نہ ہوتا فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ پس پھینک دیا ہم نے اس کو ایک چٹیل میدان میں۔ عراء کہتے ہیں ایسی جگہ کو جہاں نہ کوئی دیوار ہو نہ درخت ہو خالی جگہ ہو۔ دریا کا کنارہ بھی تقریباً ایسا ہی ہوتا ہے وَهُوَ سَقِيْمٌ اور وہ بیمار تھے کمزور تھے وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ اور اگایا ہم نے اس پر درخت کدو کا۔ کدو کا درخت تو نہیں ہوتا بیل ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے خلاف عادت اس کو درخت بنا کر اس کے چوڑے چوڑے پتے ان پر پھیلا دیئے وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ اور بھیجا ہم نے ان کو ایک لاکھ بلکہ زیادہ کی طرف۔ ترمذی شریف میں روایت ہے کہ ایک لاکھ بیس ہزار کی آبادی تھی فَاٰمَنُوْا پس وہ ایمان لائے فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ پس ہم نے ان کو فائدہ دیا ایک وقت تک۔

تردید مشرکین :

پیغمبروں کا ذکر کرنے کے بعد آگے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا رد کرتے ہیں جو کہتے ہیں کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور پھر ان کی پوجا کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہماری سفارش کریں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاسْتَفْتِهِمْ اے نبی کریم ﷺ! آپ ان سے پوچھیں، ان سے فتویٰ اور حکم طلب کریں اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ کیا تمہارے رب کے لیے بیٹیاں ہیں وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ اور ان کے لیے بیٹے ہیں۔ اپنے لیے بیٹے پسند کرتے ہیں اور رب تعالیٰ کے لیے بیٹیاں اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا کیا ہم نے پیدا کیا ہے فرشتوں کو عورتیں وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ اور وہ حاضر تھے، دیکھ رہے تھے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا کیا یہ موجود تھے اور دیکھ رہے تھے کہ یہ عورتیں ہیں پوچھو ان سے

یہ کس دلیل سے فرشتوں کو عورتیں کہتے ہیں، خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا خُلِقَتِ الْمَلٰئِکَۃُ مِنْ نُوْرٍ ''فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے۔ ان میں نر مادہ نہیں ہیں۔ ان کی خوراک اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں مخلوق نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور سے کوئی شے پیدا نہیں ہوئی، نہ پیغمبر، نہ فرشتے۔ اگر کوئی ایسا نظریہ رکھے گا تو وہ کافر ہے یاد رکھنا! نہ نمازیں کام آئیں گی، نہ روزے، نہ حج، نہ زکوۃ۔ تو فرمایا کیا پیدا کیا ہم نے فرشتوں کو عورتیں اور وہ موجود تھے اَلَآ اِنَّھُمْ مِّنْ اِفْکِھِمْ خبردار بے شک یہ اپنے جھوٹ کی وجہ سے یہ بات لَیَقُوْلُوْنَ البتہ کہتے ہیں وَلَدَاللّٰہُ اللہ کی اولاد ہے، فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں وَاِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ اور بے شک البتہ یہ جھوٹے ہیں ان کے جھوٹے ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اَصْطَفَی الْبَنَاتِ۔ یہ اصل میں ءِاِصْطَفٰی ہے۔ دو ہمزے ہیں۔ گرامر کی رو سے ہمزہ وصلی گر گیا ہے اور استفہام والا موجود ہے۔ معنیٰ ہوگا کیا چن لیا ہے اللہ تعالیٰ نے بیٹیوں کو عَلَی الْبَنِیْنَ بیٹوں پر۔ اگر رب تعالیٰ کے لیے اولاد مناسب ہوتی تو بیٹے ہوتے بیٹیاں نہ ہوتیں مَالَکُمْ تمھیں کیا ہوگیا ہے کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ کیسے فیصلہ کرتے ہو رب کے لیے اولاد ٹھہراتے ہو اور وہ بھی بیٹیاں اور اپنے لیے بیٹے اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ کیا پس تم نصیحت حاصل نہیں کرتے اَمْ لَکُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِیْنٌ کیا تمہارے پاس کوئی کھلی دلیل ہے کہ فرشتے رب تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں تو فَاْتُوْا بِکِتٰبِکُمْ پس لاؤ تم اپنی کتاب اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اگر ہو تم سچے۔ صفحہ کھول کر بتاؤ کہ یہ لکھا ہوا ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ صرف باتوں سے نہ رب کی بیٹیاں بنتی ہیں نہ بیٹے۔

وَجَعَلُوْا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًاؕ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَۙ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یَصِفُوْنَۙ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ﴿۱۶۰﴾ فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَۙ﴿۱۶۱﴾ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَیْهِ بِفٰتِنِیْنَۙ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِیْمِ﴿۱۶۳﴾ وَمَا مِنَّاۤ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌۙ﴿۱۶۴﴾ وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَۚ﴿۱۶۵﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ﴿۱۶۶﴾ وَاِنْ كَانُوْا لَیَقُوْلُوْنَۙ﴿۱۶۷﴾ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِیْنَۙ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ﴿۱۶۹﴾ فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ﴿۱۷۰﴾ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَۚۖ﴿۱۷۱﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ۪﴿۱۷۲﴾ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ﴿۱۷۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِیْنٍۙ﴿۱۷۴﴾ وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ یُبْصِرُوْنَ﴿۱۷۵﴾ اَفَبِعَذَابِنَا یَسْتَعْجِلُوْنَ﴿۱۷۶﴾ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ﴿۱۷۷﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِیْنٍۙ﴿۱۷۸﴾ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ یُبْصِرُوْنَ﴿۱۷۹﴾ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَۚ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَۚ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۠﴿۱۸۲﴾

وَجَعَلُوْا اور بنالیا انہوں نے بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْجِنَّةِ اللہ اور جنوں کے درمیان نَسَبًا رشتہ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اور البتہ تحقیق جانتے ہیں جن اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ کہ بے شک وہ البتہ حاضر کیے جائیں گے سُبْحٰنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے عَمَّا یَصِفُوْنَ اس چیز سے جو وہ بیان کرتے

ہیں اِلَّا عِبَادَ اللّٰہِ الْمُخْلَصِیْنَ مگر اللہ تعالیٰ کے بندے جو چنے ہوئے ہیں
فَاِنَّكُمْ پس بے شک تم وَمَا تَعْبُدُوْنَ اور جن کی تم عبادت کرتے ہو مَآ
اَنْتُمْ عَلَیْہِ بِفٰتِنِیْنَ نہیں ہو تم اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی فتنے میں ڈالنے
والے اِلَّا مَنْ مگر اس کو ھُوَ صَالِ الْجَحِیْمِ کہ وہ داخل ہونے والا
ہے دوزخ میں وَمَا مِنَّآ اور نہیں ہے ہم میں سے کوئی بھی اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ
مَّعْلُوْمٌ مگر اس کے لیے مقام ہے معلوم وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ اور بے
شک ہم صف بندی کرنے والے ہیں وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ اور بے شک
ہم البتہ تسبیح کرنے والے ہیں وَ اِنْ كَانُوْا اور بے شک وہ تھے لَیَقُوْلُوْنَ
البتہ کہتے لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا اگر بے شک ہوتی ہمارے پاس نصیحت مِّنَ
الْاَوَّلِیْنَ پہلے لوگوں کی لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰہِ الْمُخْلَصِیْنَ البتہ ہوتے ہم اللہ
تعالیٰ کے مخلص بندے فَكَفَرُوْا بِہٖ پس کفر کیا انہوں نے اس کے ساتھ
فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ پس وہ عنقریب جان لیں گے وَ لَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا اور
البتہ تحقیق پہلے ہو چکی ہے ہماری بات لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَ ہمارے بندوں کے
لیے جو پیغمبر تھے اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ بے شک وہی البتہ مدد کیے
جائیں گے وَ اِنَّ جُنْدَنَا اور بے شک ہمارا لشکر لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ البتہ وہی
غالب آئے گا فَتَوَلَّ عَنْهُمْ پس آپ رخ پھیر دیں ان سے حَتّٰى حِیْنٍ
ایک وقت تک وَّ اَبْصِرْهُمْ اور آپ ان کو دیکھتے رہیں فَسَوْفَ یُبْصِرُوْنَ

پس عنقریب وہ بھی دیکھ لیں گے اَفَبِعَذَابِنَا کیا پس ہمارے عذاب کے بارے میں یَسْتَعْجِلُوْنَ وہ جلدی کرتے ہیں فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ پس جب وہ اترا ان کے صحن میں فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ پس بری ہے صبح ڈرائے ہوئے لوگوں کی وَتَوَلَّ عَنْهُمْ پس آپ ان سے اعراض کریں حَتّٰى حِيْنٍ ایک وقت تک وَّاَبْصِرْ اور آپ ان کو دیکھتے رہیں فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ پس عنقریب وہ بھی دیکھ لیں گے سُبْحٰنَ رَبِّكَ پاک ہے آپ کے رب کی ذات رَبِّ الْعِزَّةِ عزت والی ذات عَمَّا يَصِفُوْنَ اس چیز سے جس کو یہ بیان کرتے ہیں وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ اور سلام ہے بھیجے ہوئے رسولوں پر وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو پالنے والا ہے سارے جہانوں کا۔

گزشتہ زمانوں کی طرح آج بھی مجرم قومیں موجود ہیں اور ان جیسے گندے اور غلط عقائد بھی آج موجود ہیں۔ ان کے غلط عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ صاحب اولاد ہے۔ یہود نے کہا عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ ''عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔'' اور نصاریٰ نے کہا مسیح ابن اللہ ''عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔'' عرب کے مشرکوں نے کہا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ ان جاہلوں سے پوچھا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں تو ان کی مائیں کون ہیں؟ تو بخاری شریف میں روایت ہے ان جاہلوں نے کہا کہ جنات میں جو پریاں ہیں یہ فرشتوں کی مائیں ہیں۔ تو جب فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہوئیں اور پریاں ان کی مائیں ہوئیں تو اس سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ رشتہ خود بخود

ظاہر ہوگیا۔ اس کی اللہ تعالیٰ تردید فرماتے ہیں۔ فرمایا وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا اور بنایا انہوں نے اللہ تعالیٰ اور جنوں کے درمیان رشتہ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ اور البتہ تحقیق جنات جانتے ہیں کہ بے شک وہ البتہ حاضر کیے جائیں گے دوزخ میں۔ تو جو جہنم میں جائیں گے ان کا رب تعالیٰ کے ساتھ کیا رشتہ ہے؟ سُبْحٰنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے عَمَّا يَصِفُوْنَ اس چیز سے جو وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے نہ اس کا بیٹا ہے نہ بیٹی ہے نہ بیوی نہ اس کا جنات کے ساتھ رشتہ ہے اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ مگر جو اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ہیں جنات میں سے، انسانوں میں، مومن متقی ہیں وہ دوزخ سے بچالیے جائیں گے۔ جیسے انسانوں میں مومن کافر، نیک بد ہیں جنات میں بھی مومن کافر نیک بد ہیں۔ سورہ جن پارہ ۲۹ میں ہے وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا "اور بے شک ہم میں نیکوکار بھی ہیں اور اس کے علاوہ یعنی بدکار بھی، ہم مختلف راستوں پر بٹے ہوئے ہیں۔" تو جو نیک ہیں وہ دوزخ میں حاضر نہیں کیے جائیں گے۔ فرمایا فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ بے شک تم اور جن کی تم عبادت کرتے ہو مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ نہیں ہو تم اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی کو فتنے میں ڈالنے والے اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ مگر اس کو کہ وہ داخل ہونے والا ہے دوزخ میں۔ یعنی جو اپنے ارادے کے ساتھ دوزخ کی آگ میں داخل ہونا چاہے اس کو فتنے میں ڈال سکتے ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ جبراً کوئی کسی کو گمراہ نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو خیر وشر کی طاقت دے کر اختیار دیا ہے کہ نیکی اور بدی میں سے ایمان اور کفر میں سے جس چیز کو چاہو اپنی مرضی سے ارادے سے اختیار کرو فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ

فَلْيَكْفُرْ [کہف:۲۹] ’’پس جو چاہے ایمان لائے اپنی مرضی سے اور جو چاہے کفر اختیار کرے اپنی مرضی سے۔‘‘ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ [البلد: پ،۳۰] ’’اور ہم نے دونوں راستے دکھا دیئے ہیں۔‘‘ اپنی مرضی سے جس راستے پر کوئی چلنا چاہتا ہے چلے جبراً نہ کوئی کسی کو مومن بنا سکتا ہے نہ کافر۔

ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی ذات دنیا میں نہ پیدا ہوئی ہے نہ ہو سکتی ہے۔ اپنے مہربان چچا کے لیے انتہائی کوشش کی اس کی موت کے وقت اس کے پاس گئے۔ وہاں ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ بھی تھا آپ کافی دیر انتظار میں بیٹھے رہے کہ یہ اٹھ کر جائیں تو میں چچا کو کلمہ پڑھاؤں کلمے کی دعوت دوں۔ لیکن وہ بھی سمجھتے تھے، بیٹھے رہے۔ بالآخر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سمجھا کہ چچا کی حالت غیر ہو رہی ہے تو فرمایا قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ’’اے چچا جان! لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھو تاکہ کل قیامت والے دن میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کچھ کہہ سکوں۔‘‘ تو ابوطالب نے یہ لفظ کہے کہ اگر مجھے اپنی قوم سے اس بات کی عار نہ ہوتی کہ مرتے وقت برادری چھوڑ گیا ہے تو میں ضرور تمہاری آنکھیں ٹھنڈی کرتا۔ اس پر ابوجہل بول پڑا يَا غُدَرُ اے غدار مرتے وقت برادری چھوڑتے ہو۔ چنانچہ ابوطالب نے برادری کو نہیں چھوڑا اور آخری بات یہ تھی وَاَبٰى اَنْ يَّقُوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه۔ ’’لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر گیا۔‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چچے کے لیے دعا بھی کی کوشش بھی کی لیکن اس نے ایمان قبول نہیں کیا۔ رب تعالیٰ نے فرمایا اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ [قصص:۵۶] ’’بے شک آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو آپ چاہیں لیکن اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔‘‘ تو فرمایا کہ تم کسی فتنے میں

نہیں ڈال سکتے۔ہاں! جوخوددوزخ میں داخل ہونے والا ہے۔

آگے فرشتوں کی زبانی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَامِنَّآاِلَّالَہٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ اور نہیں ہے ہم فرشتوں میں سے کوئی بھی مگر اس کے لیے مقام ہے معلوم، مقرر ہے جس کے لیے جو ڈیوٹی مقرر کی ہے اور جو جگہ مقرر کی ہے اور جو کام ان کے سپرد ہوئے ہیں وہ کر رہے ہیں لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ ''نہیں نافرمانی کرتے اللہ تعالیٰ کی اس چیز میں جو وہ ان کو حکم کرتا ہے وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ [سورہ تحریم:۲۸] ''اور وہ وہی کچھ کرتے ہیں جو ان کو حکم دیا جاتا ہے۔'' فرشتوں کی ڈیوٹی میں سے یہ بھی ہے کہ ہر آدمی کے ساتھ چوبیس گھنٹوں میں چوبیس فرشتے ڈیوٹی کرتے ہیں۔

فرشتوں کی ڈیوٹیاں :

چار فرشتے اعمال لکھنے والے دو دن کے اور دو رات کے جن کو کراماً کاتبین کہتے ہیں عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ ''دائیں اور بائیں طرف جو بیٹھے ہیں مَا یَلْفَظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ [ق:پ،۲۶] ''نہیں بولتا وہ کوئی لفظ مگر اس کے پاس ایک نگران ہوتا ہے تیار۔'' وہ فوراً لکھ لیتا ہے دائیں کندھے والا فرشتہ نیکیاں لکھتا ہے اور بائیں کندھے والا بدیاں لکھتا ہے۔ اگر آدمی کوئی اچھا عمل کرتا ہے یا اس کی زبان سے کوئی اچھی بات نکلتی ہے تو وہ فوراً لکھ لیتا ہے اور اگر کوئی برا عمل کرتا ہے یا زبان سے بری بات نکلتی ہے تو دائیں کندھے والا فرشتہ بائیں والے سے کہتا ہے تَمَھَّلْ لَعَلَّہٗ یَتُوْبُ ''ٹھہر جا شاید یہ توبہ کر لے۔'' کیونکہ دائیں کندھے والا فرشتہ بائیں والے کا افسر ہے۔ اگر آدمی توبہ کر لے تو اس کا وہ گناہ نہیں لکھا جاتا اگر توبہ نہ کرے تو پھر اس کی برائی لکھی جاتی ہے۔ دو فرشتوں کی ڈیوٹی دن میں ہوتی ہے اور دو کی رات میں۔ دن والے

فرشتے عصر کی نماز کے وقت جاتے ہیں اور رات والے فجر کے وقت جاتے ہیں اور دن والے آجاتے ہیں۔ مثلاً: اس مسجد میں جب فجر کی نماز کھڑی ہوئی تو اس مسجد کے ساتھ جتنا محلہ وابستہ ہے ان لوگوں کے فرشتوں کی ڈیوٹی بدلے گی جب یہاں نماز کھڑی ہوگی۔ پھر عصر کے وقت ڈیوٹی بدلے گی۔

اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس فرشتے دن کو اور دس فرشتے رات کو انسان کی حفاظت پر ہوتے ہیں جب تک اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتی ہے اس کے علاوہ دو فرشتے ہیں جو رحمت لے کر آتے ہیں اور جو عذاب لے کر آتے ہیں۔ غرض کہ جو کام جس کے سپرد ہے وہ اس میں قطعاً کوئی کوتاہی نہیں کرتا۔ تو فرمایا ہم میں سے کوئی بھی نہیں مگر اس کے لیے مقام مقرر ہے وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ اور بے شک ہم البتہ صف بندی کرنے والے ہیں، صف باندھنے والے ہیں رب کے سامنے۔

حدیث پاک میں آتا ہے اَلَا تَصِفُّوْنَ كَمَا تَصِفُّ الْمَلٰٓئِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ''کیا تم نماز میں ایسی صفیں نہیں باندھ سکتے جیسے فرشتے رب تعالیٰ کے دربار میں صف بندی کر کے کھڑے ہوتے ہیں۔'' پوچھا گیا حضرت! فرشتے کیسے صف بندی کرتے ہیں ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صفیں بالکل سیدھی رکھتے ہیں اور درمیان میں فاصلہ نہیں ہوتا۔ تو جس طرح فرشتے صف باندھ کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں کھڑے ہوتے ہیں اس طرح نماز کی جماعت میں صف باندھنا بڑی بات ہے۔ بلکہ تہدید ہے کہ جو آدمی صف درست نہیں کرتا کہیں اللہ تعالیٰ اس کی شکل نہ بدل دے۔ تو فرمایا بے شک ہم صف باندھنے والے ہیں وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ اور بے شک ہم البتہ تسبیح کرنے والے ہیں۔

مستدرک حاکم حدیث کی کتاب ہے اس میں روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا فرشتوں کی تسبیح ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اس جملے کی برکت سے اللہ تعالیٰ رزق کا دروازہ کشادہ کرتا ہے۔ لیکن انسان چونکہ جلد باز ہے کہتا ہے کہ بس ادھر زبان سے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ نکلے اور ادھر دروازہ کھل جائے۔ بھئی! ہر شے کا وقت مقرر ہے وقت پر ملتی ہے۔ مانگتے رہو ضرور ملے گی۔ کسی وقت بھی رب تعالیٰ کی رحمت سے نا امید نہیں ہونا چاہیے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ دعا نہ چھوڑو۔ رب تعالیٰ سے مانگنا چھوڑ دوگے تو پھر کہاں جاؤ گے۔ اس کے سوا کوئی اور رب ہے کہ جس سے مانگو گے۔ فرمایا وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ اور بے شک وہ مکے والے البتہ کہتے تھے لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ اگر بے شک ہوتی ہمارے پاس نصیحت پہلے لوگوں کی۔ پہلے لوگوں کی طرح نصیحت والی کتاب ہمارے پاس بھی ہوتی لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ البتہ ہوتے ہم اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے۔

آنحضرت ﷺ جب مبعوث ہوئے تو عرب میں مذہبی اعتبار سے زیادہ تر تین فرقے تھے۔ مشرکین، جو اپنے آپ کو ابراہیمی کہتے تھے تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا کرتے تھے شرک میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ان کے بعد دوسرے درجے میں یہودی تھے۔ مدینہ طیبہ میں ان کی کافی تعداد تھی اور خیبر تو سارا یہود کا تھا۔ اس کے علاوہ اور مختلف جگہوں پر بھی آباد تھے۔

تیسرے نمبر پر عیسائی تھے۔ نجران کا علاقہ عیسائیوں کا تھا۔ اور جگہوں پر بھی اکا دکا آباد تھے۔ ان کے علاوہ صابی فرقہ بھی تھا جو نماز روزے اور آسمانی کتابوں کے قائل تھے نبوت کے بھی قائل تھے اور اس کے ساتھ کواکب پرستی میں مبتلا تھے ستاروں کی پوجا کرتے

تھے۔ پانچواں فرقہ مجوس کا تھا یہ عرب میں بہت کم تھے۔ ایران سارا مجوسیوں کا تھا۔ یہ لوگ آتش پرست تھے حلال حرام کی ان میں کوئی تمیز نہیں تھی۔

یہودیوں اور عیسائیوں کے جلسے ہوتے تھے ان میں وہ اپنی کتابیں پڑھ کر سناتے تھے خدائی تعلیم یقیناً دل پر اثر کرتی ہے۔ عرب کے جہلاء ان کے جلسوں اور درسوں میں شریک ہوتے تھے۔ سنتے تو کہتے اگر ہمارے پاس کتاب ہوتی تو ہم بھی جلسے کرتے، درس دیتے اور ہم بھی اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ہوتے۔ لیکن جب آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب ان کو سنائی فَكَفَرُوْا بِهٖ پس کفر کیا انھوں نے اس کے ساتھ۔ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آیا ان کے پاس کہ قرآن کریم کا ایک نام ذکر بھی ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ [الحجر:۹] "بے شک ہم نے نازل کیا ذکر یعنی قرآن کو اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔" یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب آج تک محفوظ ہے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور قیامت تک محفوظ رہے گی۔

صداقتِ قرآن :

آج سے تقریباً پانچ سال پہلے کی بات ہے کہ ہندوستان کے ایک وکیل جس کا نام چاندمل چوپڑا تھا۔ اس نے عدالت میں مقدمہ دائر کیا کہ میں ایک معزز شہری ہوں وکالت میرا پیشہ ہے۔ جو ٹیکس میرے اوپر لازم ہوتا ہے اسے میں باقاعدہ ادا کرتا ہوں۔ میری استدعا ہے کہ قرآن وحدیث پر پابندی لگائی جائے۔ اس لیے کہ یہ میرے جذبات کو ٹھیس پہنچاتے ہیں۔ قرآن ہمیں کافر کہتا ہے مشرک کہتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو حکم دیتا ہے قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً [توبہ:۳۶] "سب مشرکوں کے ساتھ لڑو۔" اور حدیث اس کی تصریح ہے۔" یہ ہمارے اوپر ظلم کا حکم دیتا ہے۔ ہمارے جذبات کو ٹھیس پہنچاتا ہے لہٰذا اس

پر پابندی عائد کی جائے۔ نہ قرآن وحدیث طبع ہو اور نہ ان کو پڑھایا جائے نہ سنا جائے۔ جج نے گھبرا کر مقدمہ واپس کر دیا کہ ہندوستان میں کروڑوں کی تعداد میں مسلمان ہیں وہ قبول نہیں کریں گے۔ یہ کہہ کر کہ میرے بس کی بات نہیں مقدمہ میں خارج کرتا ہوں۔ پھر اس وکیل نے کلکتہ ہائی کورٹ میں مقدمہ دائر کر دیا ہائی کورٹ کے دونوں جج ہندو تھے۔ ایک نے فیصلہ لکھا کہ قرآن ایک الہامی کتاب ہے خدا کی طرف سے اور حدیث اس کی شرح ہے۔ نہ یہ عدالت اس پر پابندی لگانے کی مجاز ہے نہ کوئی اور عدالت۔ دوسرے جج نے فیصلہ دیا کہ چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ سے قرآن پاک پڑھا پڑھایا جا رہا ہے اس پر پابندی کا کوئی مقدمہ ہمارے پیش نظر نہیں ہے۔ اگر ہمارے سامنے اس پر پابندی کی کوئی نظیر ہوتی تو پھر ہم کچھ کہہ سکتے تھے لہٰذا عدالت اس مقدمہ کو خارج کرتی ہے۔ قرآن پاک کی صداقت کا اندازہ لگاؤ کتنی ہے؟ میں کہتا ہوں کہ انہوں نے جو یہ سنہری فیصلہ سنایا ہے ہر مسلمان کو ازبر ہونا چاہیے۔

تو فرمایا انہوں نے اس نصیحت کے ساتھ کفر کیا فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ پس عنقریب وہ جان لیں گے وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا اور البتہ تحقیق پہلے ہو چکی ہے ہماری بات۔ ہمارا فیصلہ ہو چکا ہے لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ہمارے ان بندوں کے لیے جو پیغمبر ہیں اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ بے شک وہی البتہ مدد دیے جائیں گے، ان کی مدد کی جائے گی وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ اور بے شک ہمارا لشکر ہی غالب آئے گا۔ یہاں پر بعض لوگوں نے یہ اشکال پیش کیا ہے کہ سارے پیغمبر تو منصور نہیں ہوئے کئی پیغمبروں کو قتل بھی کیا گیا ہے وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ [بقرہ:۶۱] "اور قتل کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو ناحق۔" زکریا علیہ السلام شہید ہوئے، یحییٰ علیہ السلام شہید ہوئے، شعیا

علیہ السلام شہید ہوئے۔ تو کمالین میں اس کے بہت سارے جواب دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ نصرت ان پیغمبروں کے لیے تھی جن کے لیے جہاد تھا یعنی جن پیغمبروں نے جہاد کیا رب تعالیٰ نے ان کی مدد کی اور جن کے دور میں جہاد نہیں تھا ان میں سے شہید بھی ہوئے ہیں۔ لہٰذا قرآن پاک پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جنھوں نے جہاد کیا ہے ان کی اللہ تعالیٰ نے مدد کی چاہے وہ تھوڑے ہی کیوں نہ تھے۔

فرمایا فَتَوَلَّ عَنْهُمْ پس آپ ان سے اعراض کریں حَتّٰى حِيْنٍ ایک وقت تک وَّاَبْصِرْهُمْ۔ اَبْصِرْ کا معنٰی ہے اَمْهِلْ آپ ان کو مہلت دیں۔ اور یہ معنٰی بھی کرتے ہیں کہ آپ ان کو دیکھتے رہیں۔ دونوں معنٰی صحیح ہیں فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ

مُّنْذِرٌ ڈرانے والا مِّنْهُمْ ان میں سے وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ اور کہا کافروں نے هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ یہ جادوگر ہے بڑا جھوٹا ہے (معاذ اللہ تعالیٰ) اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ کیا کر دیا اس نے بہت سارے الٰہوں کو اِلٰهًا وَّاحِدًا ایک ہی الٰہ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ بے شک البتہ یہ عجیب چیز ہے وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اور چلی ایک جماعت ان میں سے اَنِ امْشُوْا یہ کہ چلو تم وَ اصْبِرُوْا اور ڈٹے رہو عَلٰۤى اٰلِهَتِكُمْ اپنے معبودوں پر اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ بے شک یہ البتہ ایک شے ہے ارادہ کی ہوئی مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا نہیں سنی ہم نے یہ بات فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ پچھلی ملت میں اِنْ هٰذَاۤ نہیں ہے یہ اِلَّا اخْتِلَاقٌ مگر گھڑی ہوئی بات ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ کیا نازل کیا گیا اس پر ذکر مِنْۢ بَیْنِنَا ہمارے درمیان بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ بلکہ وہ شک میں ہیں مِّنْ ذِكْرِیْ میری نصیحت کے بارے میں بَلْ بلکہ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ابھی تک نہیں چکھا انہوں نے میرا عذاب اَمْ عِنْدَهُمْ کیا ہیں ان کے پاس خَزَآىِٕنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ آپ کے رب کی رحمت کے خزانے الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ جو غالب ہے کثرت کے ساتھ دینے والا ہے۔

وجہ تسمیہ سورۃ صٓ:

اس سورت کا نام 'صٓ' ہے اور پہلی ہی آیت میں یہ لفظ موجود ہے۔ لفظ 'صٓ' کے متعلق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نام صبور کا مخفف

ہے۔صبور کا معنٰی ہے صبر اور تحمل کرنے والا۔اگر اللہ تعالٰی تحمل کرنے والا نہ ہوتا تو وہ لوگ جو اللہ تعالٰی کے متعلق اور اس کے پیغمبروں کے متعلق غلط باتیں کرتے ہیں ان کو ایک لمحہ نہ چھوڑتا۔حدیث قدسی ہے بخاری شریف میں۔اللہ تبارک وتعالٰی فرماتے ہیں یَسُبُّنِی اِبْنُ اٰدَمَ وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ ذٰلِکَ ''ابن آدم مجھے گالیاں دیتا ہے حالانکہ اس کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ مجھے گالیاں دے۔'' گالیاں کیسے دیتا ہے؟فرمایا یَدْعُوْنِیْ وَلَدًا ''میری طرف اولاد کی نسبت کرتا ہے۔'' کوئی کہتا ہے عزیر اللہ تعالٰی کا بیٹا ہے،کوئی کہتا ہے عیسٰی علیہ السلام اللہ تعالٰی کے بیٹے ہیں،کوئی کہتا ہے فرشتے اللہ تعالٰی کی بیٹیاں ہیں۔یہ اللہ تعالٰی کو گالیاں دینا ہے۔جیسے ہماری ثابت النسب اولاد کو کوئی کہے کہ یہ تمہاری نہیں ہے۔یہ ہمارے لیے گالی ہے۔اسی طرح لم یلد ولم یولد کی طرف اولاد کی نسبت کرنا گالی ہے۔فرمایا وَیُکَذِّبُنِی اِبْنُ اٰدم وَلَمْ یَکُن لَہٗ ذٰلِک ''ابن آدم مجھے جھٹلاتا ہے حالانکہ اس کو حق نہیں ہے کہ مجھے جھٹلائے۔'' جھٹلاتا کیسے ہے؟کہتا ہے قیامت والے دن مجھے کھڑا نہیں کیا جائے گا۔میں کہتا ہوں لَتُبْعَثُنَّ [تغابن:۲۸] ''البتہ تم ضرور اٹھائے جاؤ گے۔'' یہ کہتا ہے کہ قیامت نہیں ہے۔یہ رب تعالٰی کی تکذیب ہے۔تو رب تعالٰی کو گالیاں دینے والے اور جھٹلانے والے بھی دنیا میں موجود ہیں۔دہریے جو رب تعالٰی کی ذات کا انکار کرتے ہیں اس کے وجود کے منکر ہیں وہ بھی دنیا میں موجود ہیں۔اس کے پیغمبروں کی تکذیب کرنے والے بھی دنیا میں موجود ہیں،اس کی کتابوں کی تکذیب کرنے والے بھی دنیا میں موجود ہیں۔مگر اس کا حوصلہ ہے کہ فوراً گرفت نہیں کرتا سزا نہیں دیتا کہ صبور ہے۔

تو ص لفظ صبور کا مخفف ہے وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ واؤ قسمیہ ہے۔معنٰی ہوگا قسم ہے نصیحت والے قرآن کی۔اللہ تعالٰی کی ذات کے سوا کسی اور چیز کی قسم اٹھانا مخلوق

کے لیے جائز نہیں ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ أَشْرَكَ ''جس نے اللہ تعالیٰ کے غیر کی قسم اٹھائی اس نے شرک کیا۔'' لیکن اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والے غیر اللہ کی قسمیں اٹھاتے پھرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے مجھے نبی کی قسم ہے، کوئی کہتا ہے مجھے رسول کی قسم ہے، کوئی کہتا ہے مجھے پیر کی قسم ہے، کوئی دودھ۔پوت (پتر، بیٹے) کی قسم اٹھاتا ہے، کوئی کعبے کی قسم اٹھاتا ہے۔ یہ تمام شرکیہ الفاظ ہیں اور ان الفاظ کے ساتھ قسم اٹھانا جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھاؤ یا اس کی صفات کے ساتھ قسم اٹھاؤ، رحمان کی قسم، رحیم کی قسم۔ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی صفت ہے لہٰذا قرآن کریم کی بھی قسم اٹھا سکتے ہیں۔ یہ ضابطہ اور قانون مخلوق کے لیے ہے اللہ تعالیٰ پر کوئی قانون لاگو نہیں ہوتا وہ جس چیز کی چاہے قسم اٹھائے۔ لہٰذا اس نے کہیں تین کی قسم اٹھائی، زیتون کی قسم اٹھائی ہے۔ العصر، زمانے کی قسم اٹھائی ہے، گھوڑوں کی قسم اٹھائی ہے۔ وہ کسی قانون کا پابند نہیں ہے۔

تو فرمایا قسم ہے نصیحت والے قرآن کی بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ بلکہ وہ لوگ جو کافر ہیں تکبر میں ہیں اور مخالفت میں ہیں اور بڑی باتیں کرتے ہیں۔ پہلی قوموں نے بھی تکبر اور مخالفت کی تھی پھر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ کتنی ہلاک کیں ہم نے ان سے پہلے جماعتیں۔ جنھوں نے تکبر کیا، سرکشی کی، توحید کا انکار کیا، اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو جھٹلایا۔ پھر جب ہمارا عذاب آن پہنچا فَنَادَوْا تو پکارا انھوں نے۔ چیخے چلائے اپنے گناہوں کی معافی مانگی وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ اور نہیں تھا وقت چھٹکارے کا۔ خلاصی اور رہائی کا وقت گزر چکا تھا۔ یہ مکے والے بھی تکبر اور مخالفت میں آخری پیغمبر کی رسالت کا انکار کر رہے ہیں وَعَجِبُوْا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ

مِنْهُمْ اور انہوں نے تعجب کیا اس بات پر کہ آیا ان کے پاس ڈرانے والا انہی میں سے۔ کہتے تھے کہ منصب نبوت کے لیے ابوطالب کا یتیم بھتیجا ہی رہ گیا تھا وَقَالُوْا ''اور کہا انہوں نے لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ [الزخرف:۳۱،پ۲۵] ''کیوں نہیں اتارا گیا یہ قرآن کسی بڑے آدمی پر دو بستیوں میں سے۔'' مکہ مکرمہ میں ولید بن مغیرہ، عتبہ، شیبہ وغیرہ بڑے آدمی تھے اور طائف جو مکہ مکرمہ سے پچھتر (۷۵) میل کے فاصلے پر ہے اس میں ابن عبد یالیل، عروہ بن مسعود اور حبیب وغیرہ بڑے آدمی تھے۔ کہتے تھے کہ قرآن نازل ہونا تھا تو ان میں سے کسی سردار پر کیوں نازل نہیں ہوا۔ یہ جادوگر جھوٹا (معاذ اللہ تعالیٰ) نبوت کا دعویدار بن بیٹھا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ اور کہا کافروں نے یہ جادوگر ہے بڑا جھوٹا ہے (معاذ اللہ تعالیٰ) رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو جو مرتبہ اور مقام عطا فرمایا وہ کائنات میں اور کسی کو حاصل نہیں ہے۔ بس آپ ﷺ خدا نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کے بعد مرتبہ اور مقام آپ ﷺ کا ہے۔ ع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آنحضرت ﷺ کے معجزات :

آنحضرت ﷺ کو معجزات کی وجہ سے جادوگر کہتے تھے۔ درختوں کو چلتے ہوئے دیکھا، تھوڑے پانی کو زیادہ ہوتے سب نے دیکھا، پتھروں کو بولتے ہوئے سنا۔ ایک موقع پر آنحضرت ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے اور لوگ بھی بیٹھے تھے۔ ابوجہل بڑا منہ پھٹ اور بڑا بے لحاظ آدمی تھا۔ مٹھی میں سنگریزے لیے ہوئے آیا اور کہنے لگا یا محمد (ﷺ) اَخْبِرْنِیْ مَا فِیْ یَدِیْ ''مجھے بتلاؤ میرے ہاتھ میں کیا ہے۔''

آنحضرت ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا چچا! اگر یہ ہاتھ والی چیز خود بول پڑے تو پھر؟ چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ سنگ ریزوں نے بلند آواز سے پڑھنا شروع کر دیا سبحان اللہ سبحان اللہ۔ ابو جہل نے سنگ ریزے پھینکتے ہوئے کہا کہ تم بھی اس کے ساتھی ہو گئے۔ اب بتلاؤ اس ضد کا دنیا میں کوئی علاج ہے کہ سنگریزے خود ہی اٹھا کر لایا ہے اور اسی کے ہاتھ میں بول رہے ہیں لیکن ہٹ دھرمی ہے کہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کے معجزات کو دیکھ کر اور قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کو دیکھ کر جادوگر کہتے تھے۔ اور جھوٹا کیوں کہتے تھے؟ جھوٹ یہ تھا اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا کیا اس نے کر دیا ہے سب خداؤں کو ایک خدا۔ یہ جھوٹ ہے کہ سارے معبود فارغ اور ایک اللہ تعالیٰ سارے کام کرتا ہے۔ سب سے زیادہ چبھنے والی بات یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ سورہ صٰفّٰت میں گزر چکا ہے اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ "بے شک یہ لوگ کہ جب ان کے سامنے کہا جاتا تھا لا الٰہ الا اللہ تکبر کرتے تھے" اچھلتے تھے کہ نہ لات رہا، نہ منات، نہ عزّیٰ، نہ ہبل، نہ کوئی اور صرف ایک ہی الٰہ رہ گیا ہے اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ بے شک یہ چیز ہے بڑی عجیب۔ آدمی کو ماحول کے خلاف جو چیز نظر آئے وہ عجیب ہی معلوم ہوتی ہے۔ کیوں کہ ان کا ماحول کفر شرک کا تھا۔

بیت اللہ کی بیرونی دیوار پر انہوں نے تین سو ساٹھ بت نصب کیے ہوئے تھے جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مجسمہ، حضرت اسماعیل علیہ السلام کا مجسمہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مجسمہ، حضرت مریم علیہا السلام کا مجسمہ، حضرت ہابیل علیہ السلام کا مجسمہ جس کو ہبل کہتے تھے۔ ان کے علاوہ اور بزرگوں کے مجسمے رکھے ہوئے تھے۔ کسی دن ناغہ نہیں ہوتا تھا کسی نہ کسی کا

چڑھاوا چڑھتا رہتا تھا اور ان کے پیٹ کا دھندا چلتا رہتا تھا۔ اور آپ ﷺ ان کی خدائی کو مٹانے کے لیے آئے تھے کہ صرف ایک ہی معبود ہے، ایک ہی مسجود ہے، ایک ہی حاجت روا ہے، مشکل کشا ہے، ایک ہی دست گیر اور فریاد رس ہے۔ اس کے سوا کوئی ایک رتی کے نفع نقصان کا بھی مالک نہیں ہے۔ خدائی اختیارات میں سے کسی کے پاس کچھ نہیں ہے وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اور چلی ایک جماعت ان کافروں میں سے جب آپ ﷺ نے سنایا لا الٰہ الا اللہ تو محلے میں جا کر کہنے لگے اے نوجوانو! اَنِ امْشُوْا چلو تم گلیوں اور محلوں میں، پھیل جاؤ بازاروں میں، جاؤ جہاں لوگ اکٹھے ہوں وہاں جاؤ اور ان کو کہو وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِهَتِكُمْ ڈٹے رہو اپنے معبودوں پر، اپنے خداؤں کو نہ چھوڑنا۔ یہی بات نوح علیہ السلام کے زمانے میں مشرکوں نے کہی تھی لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ "ہرگز نہ چھوڑنا اپنے معبودوں کو وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا [نوح، پ:۲۹] ہرگز نہ چھوڑنا ود کو اور نہ سواع کو اور نہ چھوڑنا یغوث، یعوق اور نسر کو۔" تو کہا انہوں نے ڈٹے رہو اپنے معبودوں پر اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ بے شک یہ البتہ ایک شے ہے ارادہ کی ہوئی۔ یہی چیز ہماری مراد ہے کہ اپنے الٰہوں کو نہیں چھوڑنا مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ نہیں سنی ہم نے یہ بات پچھلی ملت میں یعنی آباؤ اجداد سے ہم نے نہیں سنا کہ ایک خدا ہی کائنات کا سارا نظام چلا رہا ہے وہ بھی تین سو ساٹھ یا اس سے کم و بیش بتوں کی پوجا کرتے تھے اور تم کہتے ہو لا الٰہ الا اللہ۔ اور ملت آخرہ سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کی ملت بھی ہے کہ پہلے پیغمبروں کی جو ملتیں تھیں ان میں آخری ملت عیسیٰ علیہ السلام کی ہے کہ وہ بھی ایک کے قائل نہیں تھے بلکہ وہ تثلیث یعنی تین خداؤں کے قائل تھے۔

☜ اللہ تعالیٰ ایک۔

☜ عیسیٰ علیہ السلام دو۔

☜ اور روح القدس جبرائیل علیہ السلام تین۔

اور ان کا ایک فرقہ جبرائیل علیہ السلام کی جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کو تیسرا رکن مانتا تھا کہ تین کے ساتھ نظام چلتا ہے۔ پھر ایک گروہ ان کا یہ بھی کہتا ہے کہ عیسیٰ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور آج بھی وہ موجود ہیں۔ چنانچہ ہماری قومی اسمبلی کے اجلاس میں دو دفعہ عیسائی ممبر نے ڈٹ کر کہا کہ میں عیسیٰ علیہ السلام جو رب کے بیٹے ہیں کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ سوائے مولوی عبدالرحیم چکڑالوی کے اور کوئی ممبر نہیں بولا۔ انہوں نے اپنا فریضہ ادا کیا حالانکہ سارے ممبران اسمبلی اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں۔ دیکھو! عیسائی اپنے مذہب کے کتنے پختہ ہیں کہ مسلمان اسمبلی میں بھی اپنے عقیدے کے اظہار سے باز نہیں آتے۔ امریکہ ان کی پشت پر ہے جس کی وجہ سے وہ یہاں ہمارے پیغمبر کی توہین کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔

یہ بات تمہارے علم میں ہے کہ ضلع گوجرانوالا کے قصبہ کوٹ لالہ میں منظور مسیح، رحمت مسیح اور سلامت مسیح، تین عیسائیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کی نازیبا الفاظ لکھ کر پرچیاں تقسیم کیں، دیواروں پر لکھے۔ مقدمہ چلا منظور مسیح تو قتل ہو گیا۔ رحمت مسیح اور سلامت مسیح کو سزائے موت ہوئی۔ فیصلے کے وقت امریکی سفارت خانے کے آدمی عدالت میں موجود تھے اثر انداز ہونے کے لیے۔ یہاں حکومت امریکہ کی ہے ہمارے جتنے حکمران ہیں یہ امریکہ کی اجازت کے بغیر شلوار بھی نہیں بدل سکتے۔

تو خیر انہوں نے کہا کہ یہ بات ہم نے پچھلے دین میں نہیں سنی اِنْ هٰذَآ اِلَّا

اخْتِلَاقٌ نہیں ہے یہ بات کہ الٰہ صرف ایک ہے، لا الٰہ الا اللہ مگر گھڑی ہوئی۔ اپنی طرف سے بنائی ہے۔ پھر عجیب بات ہے ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا کیا نازل کیا گیا ہے ذکر، نصیحت، قرآن اس پر ہمارے درمیان۔ اس کے پاس نہ مال و دولت ہے نہ افرادی قوت ہے، ہم محروم رہ گئے ہمیں خدا نے کیوں نہیں دیکھا بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ بلکہ وہ شک میں ہیں میرے ذکر قرآن پاک کے بارے میں بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ بلکہ ابھی تک نہیں چکھا انہوں نے میرا عذاب۔ جب عذاب آئے گا تو ان کو میری توحید کے انکار کا اور میرے پیغمبروں کے انکار کا مزہ آ جائے گا۔

پھر بدر کے موقع پر ان کے ساتھ جو ہوا وہ دنیا نے دیکھا اور پھر مرنے کے بعد عذاب قبر پھر حشر کا اور جہنم کا عذاب الگ ہے۔ یہ لوگ نزول قرآن کا انکار کس بنا پر کرتے ہیں اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ کیا ان کے پاس آپ کے رب کی رحمت کے خزانے ہیں جو غالب ہے کثرت کے ساتھ دینے والا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے یہ تقسیم کرتے ہیں کہ جس کو چاہیں رسول بنائیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات مالک الملک، مختار کل ہے جو چاہے کرے جس کو چاہے پیغمبر بنائے وہ کسی کا پابند نہیں ہے۔

❋❋❋❋

اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ﴿۱۰﴾ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ﴿۱۱﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ﴿۱۲﴾ وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ﴿۱۳﴾ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ﴿۱۴﴾ وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ﴿۱۵﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۱۶﴾ اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً كُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾

اَمْ لَهُمْ کیا ان کے لیے ہے مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ملک آسمانوں کا اور زمین کا وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ پس چاہیے کہ وہ چڑھ جائیں آسمان کے راستوں میں جُنْدٌ مَّا یہ بھی ایک لشکر ہے چھوٹا سا هُنَالِكَ وہاں مَهْزُوْمٌ شکست خوردہ مِّنَ الْاَحْزَابِ لشکروں میں سے كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ جھٹلایا ان سے پہلے قَوْمُ نُوْحٍ نوح علیہ السلام کی قوم نے وَّعَادٌ اور عاد قوم نے وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ اور فرعون نے جو میخوں والا تھا وَثَمُوْدُ اور قوم ثمود نے وَقَوْمُ لُوْطٍ اور قوم لوط نے وَّاَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ اور جنگل والوں نے

مُّنۡذِرٌ ڈرانے والا مِّنۡهُمۡ ان میں سے وَقَالَ الۡكٰفِرُوۡنَ اور کہا کافروں نے هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ یہ جادوگر ہے بڑا جھوٹا ہے (معاذ اللہ تعالیٰ) اَجَعَلَ الۡاٰلِهَةَ کیا کر دیا اس نے بہت سارے الٰہوں کو اِلٰهًا وَّاحِدًا ایک ہی الٰہ اِنَّ هٰذَا لَشَىۡءٌ عُجَابٌ بے شک البتہ یہ عجیب چیز ہے وَانۡطَلَقَ الۡمَلَاُ مِنۡهُمۡ اور چلی ایک جماعت ان میں سے اَنِ امۡشُوۡا یہ کہ چلو تم وَاصۡبِرُوۡا اور ڈٹے رہو عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمۡ اپنے معبودوں پر اِنَّ هٰذَا لَشَىۡءٌ يُّرَادُ بے شک یہ البتہ ایک شے ہے ارادہ کی ہوئی مَا سَمِعۡنَا بِهٰذَا نہیں سنی ہم نے یہ بات فِى الۡمِلَّةِ الۡاٰخِرَةِ پچھلی ملت میں اِنۡ هٰذَاۤ نہیں ہے یہ اِلَّا اخۡتِلَاقٌ مگر گھڑی ہوئی بات ءَاُنۡزِلَ عَلَيۡهِ الذِّكۡرُ کیا نازل کیا گیا اس پر ذکر مِنۡۢ بَيۡنِنَا ہمارے درمیان بَلۡ هُمۡ فِىۡ شَكٍّ بلکہ وہ شک میں ہیں مِّنۡ ذِكۡرِىۡ میری نصیحت کے بارے میں بَلْ بلکہ لَّمَّا يَذُوۡقُوۡا عَذَابِ ابھی تک نہیں چکھا انہوں نے میرا عذاب اَمۡ عِنۡدَهُمۡ کیا ہیں ان کے پاس خَزَآئِنُ رَحۡمَةِ رَبِّكَ آپ کے رب کی رحمت کے خزانے الۡعَزِيۡزِ الۡوَهَّابِ جو غالب ہے کثرت کے ساتھ دینے والا ہے۔

وجہ تسمیہ سورۃ ص:

اس سورت کا نام 'ص' ہے اور پہلی ہی آیت میں یہ لفظ موجود ہے۔ لفظ 'ص' کے متعلق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نام صبور کا مخفف

آیاتها ٨٨ ٣٨ سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ ٣٨ رکوعاتها ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ ﴿١﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ﴿٢﴾ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ﴿٣﴾ وَعَجِبُوْا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿٤﴾ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ﴿٥﴾ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰۤی اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ يُّرَادُ ﴿٦﴾ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ﴿٧﴾ ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْ بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ ﴿٨﴾ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ﴿٩﴾

صٓ وَالْقُرْاٰنِ قسم ہے قرآن کی ذِی الذِّكْرِ جو نصیحت والا ہے بَلِ الَّذِيْنَ بلکہ وہ لوگ كَفَرُوْا جنھوں نے کفر کیا فِیْ عِزَّةٍ تکبر میں ہیں وَّشِقَاقٍ اور مخالفت میں ہیں كَمْ اَهْلَكْنَا کتنی ہلاک کیں ہم نے مِنْ قَبْلِهِمْ ان سے پہلے مِّنْ قَرْنٍ جماعتیں فَنَادَوْا پس انہوں نے پکارا وَّلَاتَ اور نہیں تھا حِيْنَ وقت مَنَاصٍ چھٹکارے کا وَعَجِبُوْا اور انہوں نے تعجب کیا اَنْ اس بات پر جَآءَهُمْ آیا ان کے پاس

بسم اللہ الرحمن الرحیم
تفسیر
سورۃ ص
(مکمل)
جلد..........۱۷

کے بھیجے ہوئے رسولوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو پالنے والا ہے سارے جہانوں کا۔

****

اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ یہ بڑے بڑے گروہ تھے اِنْ كُلٌّ نہیں تھے یہ سب کے سب اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ مگر جھٹلایا پیغمبروں کو فَحَقَّ عِقَابِ پس لازم ہو گیا میرا عذاب وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اور نہیں انتظار کرتے یہ لوگ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مگر ایک چیخ کا مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ نہیں ہے اس کے لیے کوئی وقفہ وَقَالُوْا اور کہا ان لوگوں نے رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا اے ہمارے رب جلدی کر دے ہمارے لیے قِطَّنَا ہمارا حصہ عذاب کا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ حساب کے دن سے پہلے اِصْبِرْ آپ صبر کریں عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ ان باتوں پر جو وہ کرتے ہیں وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذکر کر ہمارے بندے داؤد علیہ السلام کا ذَا الْاَيْدِ جو قوت والے تھے اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ بے شک وہ رجوع کرنے والے تھے اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ بے شک ہم نے مسخر کر دیا پہاڑوں کو اس کے ساتھ يُسَبِّحْنَ جو تسبیح کرتے تھے بِالْعَشِيِّ پچھلے پہر وَالْاِشْرَاقِ اور صبح کے وقت وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً اور پرندے بھی جو اکٹھے کیے جاتے تھے كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ سب کے سب اس کی طرف رجوع کرنے والے تھے وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ اور ہم نے مضبوط کیا اس کے ملک کو وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ اور دی ہم نے ان کو دانائی وَفَصْلَ الْخِطَابِ اور فیصلہ کن خطاب۔

ربطِ آیات :

کل کے سبق میں بیان ہوا کہ مشرکین مکہ نے کہا ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا

''کیااس پر اتاری گئی ہے نصیحت ہمارے درمیان۔'' ہمارے اوپر وحی نازل نہیں ہوئی اس میں کیا خوبی ہے کہ اس پر وحی نازل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا اَمۡ عِنۡدَهُمۡ خَزَآئِنُ رَحۡمَةِ رَبِّكَ الۡعَزِيۡزِ الۡوَهَّابِ ''کیاان کے پاس خزانے ہیں آپ کے رب کی رحمت کے جو غالب ہے کثرت سے ساتھ دینے والا۔'' اس نے آپ ﷺ کو نبوت عطا فرمائی ہے وہ ان کا پابند تو نہیں ہے۔ مزید فرمایا اَمۡ لَهُمۡ مُّلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ کیاان کے لیے ہے ملک، شاہی آسمانوں اور زمین کی وَمَا بَيۡنَهُمَا اور جو کچھ آسمانوں اور زمین کے درمیان ہے۔ کیا اس میں ان کی حکومت ہے؟ اگر ایسا ہے تو فَلۡيَرۡتَقُوۡا فِى الۡاَسۡبَابِ۔ اسباب جمع ہے سبب کی۔ اس کا معنٰی ہے راستہ۔ پس چاہیے کہ چڑھ جائیں آسمانوں کے راستوں میں اور جہاں سے وحی آتی ہے جا کر وہاں سے روک دیں اگر ان کے اختیار میں ہے تو ایسا کرلیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جُنۡدٌ مَّا هُنَالِكَ۔ جُنۡد کا معنٰی لشکر اور ما کا معنٰی چھوٹا سا۔ ایک چھوٹا سا لشکر ہے اس مقام پر مَهۡزُوۡمٌ شکست خوردہ مِّنَ الۡاَحۡزَابِ لشکروں میں سے۔

کفار کی شکست :

پھر ایسا ہی ہوا کہ قریش مکہ جب مکہ مکرمہ سے چلے جنگ بدر کے لیے ڈھول بجاتے ہوئے، اچھلتے کودتے ہوئے اُعۡلُ هُبُلُ کے نعرے لگاتے ہوئے۔ گانے والی عورتیں بھی ساتھ تھیں، شراب اونٹوں پر لدی ہوئی تھی کہ مسلمانوں کو ختم کرنے کے بعد یہ فتح کے گیت گائیں گی، اونٹ ذبح ہوں گے، شراب چلے گی، قرب وجوار کے قبائل کی ضیافت کریں گے۔ ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ وہ ذلت ناک شکست کھائیں گے اور ان پر رونے والا بھی کوئی نہیں ہوگا۔

سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۲۳ پارہ ۴ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ’’البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کی بدر کے مقام پر اور تم نہایت کمزور تھے۔‘‘ ایک طرف تین سو تیرہ جن کے پاس آٹھ تلواریں، چھ زرہیں۔ دوسری طرف ایک ہزار آدمی کہ ہر ایک تلوار سے مسلح تھا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ قصہ ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ کی نصرت نازل ہوئی تو ستر کفر کے ستون مارے گئے اور ستر قیدی ہوئے اور باقیوں کو بھاگتے ہوئے پتا بھی نہ چلا کہ ہم نے جانا کہاں ہے؟ تاریخ بتلاتی ہے کہ بھاگنے والے گھروں میں چھپ کر بیٹھ گئے کہ لوگوں کو کیا منہ دکھائیں گے کہ کس شان وشوکت کے ساتھ نکلے تھے اور کس طرح ذلیل ہو کر آئے۔ گیت گانے والیاں مرثیے گاتے ہوئے واپس گئیں۔ فرمایا یہ چھوٹا سا گروہ ہے شکست خوردہ یعنی ان کو شکست ہوگی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تسلی دی اور کل کے سبق میں تم نے یہ بھی پڑھا ہے کہ انھوں نے آنحضرت ﷺ کو جادوگر اور بڑا جھوٹا کہا۔ ہمیں کوئی جھوٹا کہے تو ہمارے دل پر کیا گزرتی ہے ہماری کیا حیثیت ہے۔ اور اس ہستی کو کہا جائے جو ساری کائنات سے بلند و برتر ہے اور اس سے زیادہ سچی ذات کوئی نہیں ہے تو اس کے دل پر کیا گزری ہوگی۔ ظاہر بات ہے کہ آنحضرت ﷺ کو طبعی طور پر تکلیف ہوتی تھی۔ تو آپ ﷺ کی تسلی کے لیے اللہ تعالیٰ نے اجمالی طور پر چند واقعات پیش کیے ہیں کہ آپ ﷺ غم نہ کریں پہلے پیغمبروں کی جن لوگوں نے مخالفت کی ہے جو اُن کا حشر ہوا ان کا بھی وہی ہوگا۔

گزشتہ اقوام کے واقعات :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ جھٹلایا ان سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم نے۔ انہوں نے نوح علیہ السلام کو کہا تھا كَذَّابٌ اَشِرٌ [قمر : ۲۷] ’’یہ بڑا جھوٹا

اور بڑا شرارتی ہے وَّعَادٌ اور عاد قوم نے وَّفِرْعَوْنُ ذُوالْاَوْتَادِ اور فرعون نے جھٹلایا جو میخوں والا تھا۔ میخوں والا اس لیے کہتے تھے کہ جس کو سزا دیتا تھا اس کے ہاتھ پاؤں میں میخیں ٹھونکتا تھا کہ حرکت نہ کر سکے۔ اور یہ بھی لکھا ہے اس کے خیموں کو باندھنے کے لیے جو میخیں لگاتے تھے وہ سونے چاندی کی ہوتی تھیں۔ اس لیے میخوں والا مشہور تھا۔ تو وہ فرعون جو میخوں والا تھا اس نے بھی جھٹلایا۔ سورہ مومن آیت نمبر ۲۴ میں ہے: فرعون، ہامان اور قارون نے کہا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ''یہ جادوگر ہے بڑا جھوٹا۔'' وَثَمُوْدُ اور ثمود قوم نے جھٹلایا صالح علیہ السلام کو۔ یہ حجر کے علاقے کے رہنے والے تھے۔ یہ علاقہ طائف اور تبوک کے درمیان ہے۔ اس علاقے میں بڑے بڑے پہاڑ ہیں۔

ان لوگوں نے حضرت صالح علیہ السلام سے کہا کہ اگر آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو فلاں چٹان سے اونٹنی نکالو۔ اور بعض تفسیروں میں ہے کہ ساتھ بچہ بھی ہو۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کام تو رب تعالیٰ کا ہے میں رب نہیں ہوں لیکن اگر میرا رب میری تائید کر دے تو مان لو گے۔ کہنے لگے ہاں مان لیں گے۔ لیکن ان کے تو تصور میں بھی نہ تھا کہ ایسا ہوگا۔ انہوں نے تو محض شوشہ چھوڑا تھا کہ نہ ایسا ہوگا اور نہ ہم مانیں گے۔ جیسے کہاوت ہے:

نہ نو من تیل ہو نہ رادھا ناچے

ایک بڑی مضبوط چٹان پر انھوں نے ہاتھ رکھا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے چٹان پھٹی اونٹنی نکل کر باہر آ گئی۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا ھٰذہ ناقة الله لکم اٰیة [الاعراف: ۷۳] لیکن یقین جانو کہ اتنا بڑا کرشمہ اور معجزہ دیکھ کر بھی کوئی ایمان نہ لایا۔ بس جو پہلے ایمان لا چکے تھے، لا چکے تھے۔ تو فرمایا ثمود قوم جھٹلا چکی وَقَوْمُ لُوْطٍ اور لوط علیہ السلام کی قوم نے

جھٹلایا۔ حضرت لوط علیہ السلام اصل عراق کے رہنے والے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی بھتیجے تھے ان کو اللہ تعالیٰ نے سدوم شہر اور اس کے آس پاس کی بستیوں کی طرف نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ زرخیز علاقہ تھا ان لوگوں نے ان کی شکل وصورت، اخلاص، کردار کو دیکھ کر لڑکی کا رشتہ بھی دے دیا۔ حالانکہ دنیا کے مشکل ترین کاموں میں سے رشتہ بھی ہے۔ لڑکی دے دی ایمان قبول نہیں کیا۔ یہاں تک کہ بیوی نے بھی ایمان قبول نہیں کیا۔ البتہ دو یا تین لڑکیاں تھیں وہ اپنے والد کے عقیدے پر تھیں اور چند غریب لوگ بھی تھے جو ایمان لائے اور وہ ان کے ساتھ ایک حویلی میں رہتے تھے۔ ایک ہی گھر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے اس قوم کو اندھا کیا، پھر آسمان سے پتھر برسائے، پھر جبرائیل علیہ السلام نے ڈراوٴنی آواز نکالی جس سے سب کے کلیجے پھٹ گئے، پھر زمین کو اٹھا کر الٹا کر کے پھینک دیا۔

فرمایا وَاَصۡحٰبُ لۡـَٔيۡكَةِ ۔ ایکہ کا معنیٰ جنگل۔ اور جھٹلایا جنگل والوں نے۔ یہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم تھی۔ شہر کا نام تھا مدین۔ اس کے آس پاس بڑا جنگل تھا اس لیے ان کو جنگل والے بھی کہتے ہیں۔ ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے شعیب علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی صرف لڑکیاں تھیں لڑکا کوئی نہیں تھا اپنی ضرورت کے لیے بکریاں رکھی ہوئی تھیں ان کے دودھ پر گزارا ہوتا تھا۔ بچیاں ہی چراتی تھیں۔ عرصہ دراز تک ان کو شعیب علیہ السلام نے تبلیغ کی اور سمجھایا مگر وہ ایمان نہ لائے۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے زلزلہ طاری کیا اور جبرائیل علیہ السلام نے چیخ ماری جس سے یہ سب کے سب تباہ ہو گئے اور ان کے لیے ظلہ کا لفظ بھی آیا ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگ بھی برسی۔

فرمایا اُولٰٓئِكَ الۡاَحۡزَابُ یہی بڑے بڑے گروہ تھے جو تباہ ہوئے اِنۡ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ نہیں تھے یہ سب کے سب مگر جھٹلایا انہوں نے پیغمبروں کو

فَحَقَّ عِقَابِ پس لازم ہوگیا ان پر میرا عذاب۔ اصل میں عِقَابِیْ تھا پھر ''ی'' گر گئی۔ یہ واقعات اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تسلی کے لیے بیان فرمائے کہ پیغمبروں کو جن لوگوں نے ساحر کذاب کہہ کر جھٹلایا وہ تباہ و برباد ہوئے۔ اسی طرح اگر یہ باز نہ آئے تو یہ بھی برباد ہو جائیں گے۔

فرمایا وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً اور نہیں انتظار کرتے یہ لوگ مگر ایک چیخ کا۔ وہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کا بگل پھونکنا ہے مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ نہیں ہے اس کے لیے کوئی وقفہ کہ تھوڑا سا پھونک کر سانس لے لیں بلکہ وہ لگاتار آواز ہوگی نفخہ اولیٰ کے بعد ساری مخلوق تباہ ہو جائے گی حتیٰ کہ جان نکالنے والا فرشتہ بھی مرجائے گا کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ [قصص:۸۸] اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر شے تباہ ہو جائے گی۔ پھر چالیس سال کے بعد نفخہ ثانیہ ہوگا۔

بخاری شریف کی روایت کے مطابق سب سے پہلے اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو پیدا کریں گے وہ بگل پھونکیں گے تو ساری دنیا زندہ ہو کر اکٹھی ہو جائے گی۔ جہاں وہ بگل پھونکیں گے مشرق والے، مغرب والے، شمال، جنوب والے انسان، جنات، حیوان، کیڑے مکوڑے، سمندر کی مچھلیاں تک عجیب منظر ہوگا ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی کہ نہ معلوم آج میرے ساتھ کیا ہوگا۔ تو فرمایا یہ اس نفخہ کا انتظار کر رہے ہیں کہ جس کے لیے وقفہ نہیں ہوگا درمیان میں فرشتہ سانس نہیں لے گا۔ وَقَالُوْا اور کہا کافروں نے رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا اے ہمارے رب جلدی کر دے ہمارے لیے قِطَّنَا۔ قِطٌّ عربی زبان میں اس پکے کاغذ کو کہتے ہیں جو سرکاری احکام کے لیے ہوتا ہے۔ سمجھنے کے لیے آپ اس کو وارنٹ کہہ لیں، وارنٹ گرفتاری۔ جلدی کر دیں ہمارے وارنٹ کی یعنی ہمارا وارنٹ ہمیں

دے دو۔ یہ انہوں نے استہزاء کیا کہ تم کہتے ہو قیامت ہوگی، اللہ تعالیٰ کی عدالت لگے گی، ہمارا وارنٹ ابھی ہمیں دے دو۔ قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ حساب کے دن سے پہلے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ آپ صبر کریں ان باتوں پر جو وہ کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کو ساحر بھی کہتے ہیں، مجنون اور شاعر بھی کہتے ہیں، مفتری اور کذاب بھی کہتے ہیں۔ عجیب عجیب قسم کی آوازیں نکالتے ہیں۔ جب آپ ﷺ کے پاس سے گزرتے تھے تو کہتے اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ [انبیاء:۳۶] ''کیا یہی شخص ہے جو ذکر کرتا ہے تمہارے معبودوں کا، تردید کرتا ہے تمہارے معبودوں کی۔'' قولاً بھی استہزاء، فعلاً بھی استہزاء، ہر طریقے سے آپ ﷺ کو تنگ کرنے کی کوشش کی گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ ان کی باتوں پر صبر کریں۔

تذکرہ حضرت داؤد علیہ السلام :

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذکر کر ہمارے بندے داؤد علیہ السلام کا۔ حضرت داؤد علیہ السلام انبیاء بنی اسرائیل میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو زبور جیسی کتاب عطا فرمائی۔ اس علاقے کا اقتدار بھی ان کو دیا۔ یہ خلیفۃ اللہ فی الارض تھے۔ ذَا الْاَيْدِ ۔ اَيْد، يَدٌ کی جمع ہے یَدٌ کا معنٰی ہے ہاتھ۔ معنٰی ہوگا ہاتھوں والا یعنی اپنے ہاتھوں سے کام کرتے تھے اپنے ہاتھوں سے کمائی کرتے تھے۔ زرہ اور خود بناتے تھے۔ کافی خاندان تھا ہاتھوں سے محنت کر کے ان کو کھلاتے تھے جتنا عرصہ بھی حکمرانی کی ہے بیت المال کی رقم کو ہاتھ نہیں لگایا، اپنی ذات پر خرچ نہیں کیا۔ کتنی بڑی بات ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بارہ سالہ خلافت کے زمانے میں قوم کی رقم یعنی بیت المال سے اپنی ذات یا اہل خانہ پر ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت دیا

ہے بیت المال کے پیسے کی ضرورت نہیں۔ باقی تینوں خلیفوں نے ضرورت کے مطابق بیت المال سے لیا ہے کیونکہ ان کے ذاتی وسائل اتنے نہیں تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے باہر سلع کے مقام پر کپڑے کی چند کھڈیاں لگائی ہوئی تھیں۔ سوتر اور مزدوری ان کو دے آتے تھے اور تھان ان سے لے آتے تھے۔ دکان نہیں تھی کندھے پر رکھ کر بازار اور گلیوں میں پھیری لگاتے تھے۔ خلیفہ بنائے جانے کے بعد وقت نہیں تھا کہ جا کر تھان لائیں اور پھیرے لگائیں۔ دو چار دن کافی پریشان رہے۔ ایک دن نماز پڑھانے کے بعد فرمایا کہ میری بات سن کر جانا۔ بخاری شریف کی روایت ہے فرمایا کہ تمھیں معلوم ہے کہ میں اپنے گھر کے افراد کا خرچہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مہیا کر لیتا تھا اب مجھے فرصت نہیں ہے کہ نماز پڑھانی ہے جمعہ پڑھانا ہے، جھگڑوں کے فیصلے کرنے ہیں مسائل بتانے ہیں، دیگر مسائل ہیں لہٰذا یا تو خلافت کسی ایسے شخص کو دے دو جو مالی لحاظ سے مضبوط ہو یا مجھے بیت المال سے وظیفہ دو۔ میں انسان ہوں میرے ساتھ بھی پیٹ لگا ہوا ہے۔ چنانچہ پچیس درہم ماہانہ وظیفہ مقرر ہوا کہ مشکل کے ساتھ اس سے وقت پاس کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی بیت المال سے وظیفہ لیتے تھے اتنا کہ جس سے گزارا ہو سکے۔

تو حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے کما کر گزارا کرتے تھے۔ تو ذَا الْاَیْدِ کا ایک معنیٰ تو یہ کرتے ہیں اور یـد کا معنیٰ قوت کا بھی ہوتا ہے کہ عبادت میں بڑے قوی تھے کہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہیں رکھتے تھے۔ رات کے تین حصے کیے ہوئے تھے۔ آدھی رات تک سوتے پھر دو گھنٹے جاگتے اور عبادت کرتے پھر سو جاتے تھے۔ تو بڑی قوت والے تھے اِنَّہٗٓ اَوَّابٌ بے شک وہ رجوع کرنے والے تھے اِنَّا

سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ بے شک ہم نے مسخر کر دیا پہاڑوں کو اس کے ساتھ یُسَبِّحْنَ جو تسبیح کرتے تھے بِالْعَشِیِّ پچھلے پہر وَالْاِشْرَاقِ اور صبح کے وقت۔ جس وقت سورج چڑھتا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ جب وہ پہاڑوں کے پاس سبحان اللہ پڑھتے تو پہاڑ بھی ساتھ سبحان اللہ پڑھتے تھے۔

ملحد قسم کے لوگ تاویلیں کرتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ واپسی کی آواز ہوتی تھی جس کو صدائے بازگشت کہتے ہیں۔ یہ بالکل غلط بات ہے کیونکہ رب تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ بے شک ہم نے تابع کیا پہاڑوں کو اس کے ساتھ۔ اگر واپسی کی آواز مراد لی جائے تو پھر یہ داؤد علیہ السلام کے ساتھ کوئی تخصیص نہیں ہے نہ ان کے لیے کوئی خصوصیت ہوگی۔ اس لیے کہ میرے جیسا گناہ گار آدمی نزلہ زکام کا مارا ہوا بھی پہاڑ کے دامن میں سبحان اللہ کہے تو آواز واپس آئے گی۔ لہٰذا حقیقتاً پہاڑ بھی ان کے ساتھ سبحان اللہ پڑھتے تھے پچھلے پہر بھی اور پہلے پہر بھی۔

وَالطَّيْرَ اور پرندے بھی سبحان اللہ پڑھتے تھے کوے، کبوتر اور چڑیاں وغیرہ داؤد علیہ السلام کے ساتھ سبحان اللہ کہتے تھے اور ایسے ہی سمجھ آتا تھا جیسا کہ میں سبحان اللہ کہہ رہا ہوں اور تمہیں سمجھ آ رہا ہے۔ مَحْشُوْرَةً جمع کیے ہوئے كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ سب کے سب اس کی طرف رجوع کرنے والے تھے ان کے تابع تھے پہاڑ بھی، پرندے بھی۔ یہ ان کے معجزات میں سے تھا وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ اور ہم نے مضبوط کیا اس کے ملک کو۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو حکومت کی پوری گرفت حاصل تھی۔ بڑے منتظم تھے کیا مجال کہ چوری ڈکیتی ہو یا کوئی بدمعاشی کر سکے یا کسی کی نیند میں خلل ڈال سکے۔ آج کل کی حکومتوں کی تو کوئی گرفت نہیں ہے۔ اخبارات اٹھا کر دیکھو تو ڈکیتی، قتل و غارت، ہیرا پھیری، گھپلوں

کے سوا کوئی شے نظر نہیں آتی۔ پھر کیا عوام اور کیا حکمران سب برابر ہیں۔

تو فرمایا کہ ہم نے ان کے ملک کو مضبوط کیا وَاٰتَیْنٰهُ الْحِكْمَةَ اور عطا کی ہم نے ان کو دانائی۔ بڑے حکیمانہ انداز میں حکومت کرتے تھے وَفَصْلَ الْخِطَابِ اور فیصلہ کن خطاب دیا۔ ایسی دوٹوک بات کرتے تھے کہ سب کو آسانی سے سمجھ آتی تھی۔ بعض آدمی موہوم بات کرتے ہیں کہ ہر آدمی ان کی بات کو سمجھ نہیں سکتا خاص طور پر یہ جو سیاسی قسم کے لوگ ہیں تاکہ وقت پر انکار بھی کر سکیں اور کہنے کو کہہ بھی سکیں۔ لیکن حضرت داؤد علیہ السلام بڑی کھری اور واضح بات کرتے تھے۔

****
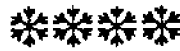
وَهَلْ اَتٰكَ

نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ ۗ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۗ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۭ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَ خَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۭ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَ حُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾

(وقف لازم) (سجدۃ) ع ۱۲ ۱۱

وَهَلْ اَتٰكَ اور کیا آئی ہے آپ کے پاس نَبَؤُا الْخَصْمِ خبر جھگڑا کرنے والوں کی اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ جس وقت پھلانگی انھوں نے کمرے کی دیوار اِذْ دَخَلُوْا جب داخل ہوئے وہ عَلٰى دَاوٗدَ داؤد علیہ السلام کے پاس فَفَزِعَ مِنْهُمْ پس وہ گھبرا گئے ان سے قَالُوْا کہا انھوں نے لَا تَخَفْ آپ ڈریں نہ خَصْمٰنِ ہم جھگڑا کرنے والے ہیں بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى

بَعۡضٍ زیادتی کی ہے ہم میں سے بعض نے بعض پر فَاحۡكُمۡ بَيۡنَنَا پس آپ فیصلہ کردیں ہمارے درمیان بِالۡحَقِّ انصاف کے ساتھ وَلَا تُشۡطِطۡ اور زیادتی نہ کریں وَاهۡدِنَآ اور ہماری راہنمائی کریں اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ سیدھے راستے کی طرف اِنَّ هٰذَآ اَخِىۡ بے شک یہ میرا بھائی ہے لَهٗ تِسۡعٌ وَّتِسۡعُوۡنَ نَعۡجَةً اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں وَّلِىَ نَعۡجَةٌ وَّاحِدَةٌ اور میرے پاس ایک دنبی ہے فَقَالَ پس اس نے کہا اَكۡفِلۡنِيۡهَا یہ میری کفالت میں دے دو وَعَزَّنِىۡ فِى الۡخِطَابِ اور غالب آگیا ہے مجھ پر گفتگو کرنے میں قَالَ فرمایا داؤد علیہ السلام نے لَقَدۡ ظَلَمَكَ البتہ تحقیق اس نے زیادتی کی ہے آپ کے ساتھ بِسُؤَالِ نَعۡجَتِكَ تمہاری دنبی مانگ کر اِلٰى نِعَاجِهٖ اپنی دنبیوں کے ساتھ ملانے کے لیے وَاِنَّ كَثِيۡرًا اور بے شک بہت سارے مِّنَ الۡخُلَطَآءِ شریک لَيَبۡغِىۡ بَعۡضُهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ البتہ زیادتی کرتے ہیں بعض ان میں سے بعض پر اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مگر وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کیے انھوں نے اچھے وَقَلِيۡلٌ مَّا هُمۡ اور ایسے لوگ بہت کم ہیں وَظَنَّ دَاوٗدُ اور یقین کرلیا داؤد علیہ السلام نے اَنَّمَا فَتَنّٰهُ کہ بے شک ہم نے اس کو آزمائش میں ڈالا ہے

فَاسۡتَغۡفَرَ رَبَّهٗ پس اس نے معافی مانگی اپنے رب سے وَخَرَّ رَاكِعًا اور گر گئے رکوع میں وَّاَنَابَ اور رجوع کیا اللہ تعالیٰ کی طرف فَغَفَرۡنَا لَهٗ ذٰلِكَ

پس ہم نے معاف کر دیا ان کا یہ قصور وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى اور بے شک ان کے لیے ہمارے ہاں مرتبہ ہے وَحُسْنَ مَاٰبٍ اور اچھا ٹھکانا يٰدَاوٗدُ اے داوٗد علیہ السلام اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ بے شک ہم نے بنایا ہے آپ کو خلیفہ زمین میں فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ پس فیصلہ کریں لوگوں کے درمیان انصاف کے ساتھ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى اور نہ پیروی کریں خواہش کی فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ پس یہ تجھے بہکا دے گی اللہ تعالیٰ کے راستے سے اِنَّ الَّذِيْنَ بے شک وہ لوگ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جو بہک جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ان کے لیے عذاب ہے سخت بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ اس لیے کہ بھلا دیا انھوں نے حساب کے دن کو۔

آج کی آیات کے مضمون کا تعلق حضرت داوٗد علیہ السلام کی ذات گرامی کے ساتھ ہے۔

تفسیر مردود :

اس واقعہ کے متعلق ایک تو وہ خرافات ہیں جو بائبل کتاب مقدس میں درج ہیں۔ بائبل وہ کتاب ہے جس پر یہودی اور عیسائی اعتماد کرتے ہیں۔ یہ چھتیس صحیفوں پر مشتمل ہے۔ تورات، زبور، احبار، پیدائش، ملاکی انجیل، مکاشفہ سلاطین وغیرہ صحیفوں کا مجموعہ ہے۔ اس میں حضرت داوٗد علیہ السلام کے بارے میں ایسی خرافات درج ہیں کہ کوئی باضمیر مسلمان ان کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں۔ ان خرافات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت داوٗد علیہ السلام کا ایک صحابی تھا جس کا نام اوریا۔ اس کا مکان حضرت داوٗد علیہ السلام کے مکان کے ساتھ متصل

تھا۔ اس کی بیوی بڑی خوب صورت تھی ۔ جس کا نام بت سبع تھا۔ ایک دن داؤد علیہ السلام ٹہلنے کے لیے اپنے مکان کی چھت پر گئے صحابی کی بیوی نہا رہی تھی ان کی نگاہ اس پڑ گئی۔ وہ عورت انتہائی خوبصورت تھی ۔ آدمی بھیج کر اس کو اپنے پاس بلوا لیا۔ العیاذ باللہ نقل کفر کفر نباشد۔ داؤد علیہ السلام نے اس کے ساتھ صحبت کی جس سے وہ حاملہ ہوگئی ۔ خاوند اس کا جہاد کے لیے محاذ پر گیا ہوا تھا کئی مہینوں ۔ کے بعد جب اس کے خاوند کی واپسی کا وقت قریب آیا تو بی بی گھبرا گئی کہ جب میرا خاوند گیا تھا تو اس وقت میں حاملہ نہیں تھی اور اب حاملہ ہوگئی ہوں ۔ تو خاوند کے سامنے کیسے سرخرو ہوں گی ۔ داؤد علیہ السلام نے فرمایا کوئی بات نہیں میں خلیفۃ اللہ ہوں میں اس کو ایسے محاذ پر بھیجوں گا کہ جہاں سے وہ زندہ واپس نہیں آئے گا۔ چنانچہ اس کو ایک محاذ پر بھیج کر شہید کرادیا۔ پھر اس کی بیوی کے ساتھ خود نکاح کر لیا العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ ۔ کوئی مسلمان ان خرافات کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہے ۔ پیغمبر کی ایک بیوی بھی نہ ہو پھر بھی ایسا کام نہیں کر سکتا چہ جائے کہ داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیویاں تھیں اور لونڈیاں ان کے علاوہ تھیں ۔ وہ ایسا فعل کب کر سکتے تھے ۔

سورہ یوسف میں مذکور ہے حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ کہ زلیخا نے ان کو برائی کی دعوت دی تو انہوں نے مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ کہہ کر اس کی ساری شرارتوں کی زنجیروں کو کاٹ کر عزت بچائی حالانکہ ان کا شباب عروج پر تھا اور شادی بھی نہیں ہوئی تھی لہٰذا داؤد علیہ السلام کے متعلق سب خرافات ہیں حقیقت کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

بعض مفسرین نے اس واقعہ کی یہ تعبیر کی ہے کہ خرابی تو کچھ نہیں ہوئی صرف راستے پر چلتے ہوئے اس عورت پر نگاہ پڑ گئی اور خیال آیا کہ یہ میری بیویوں میں شامل ہوتی تو کیا

اچھا ہوتا۔ اس سے آگے کوئی کارروائی نہیں ہوئی اس طرح دھودھو کر اور چھان کر اس واقعہ کو پیش کیا ہے مگر یہ بات بھی بڑی بعید ہے اور حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے کہ پیغمبر کی نگاہ کسی عورت پر پڑے اور یہ خیال آئے کہ یہ میری بیوی ہوتی۔ وہ منکوحہ عورت ہے اس کا خاوند موجود ہے اس کے متعلق پیغمبر کے دل میں ایسی حسرت پیغمبر کی شان کے خلاف ہے اور بالکل بعید ہے۔ لہٰذا یہ تعبیر بھی صحیح نہیں ہے جو بعض مفسرین نے کی ہے۔

تفسیر مقبول :

صحیح بات وہ ہے جو حدیث کی کتاب مستدرک حاکم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بڑی سمجھ اور دانائی عطا فرمائی تھی اور وہ بڑے منتظم تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے چوبیس گھنٹے عبادت کے لیے تقسیم کر رکھے تھے۔ اس طرح کہ آدھا گھنٹہ ایک بی بی عبادت کرے گی، آدھا گھنٹہ دوسری، آدھا گھنٹہ تیسری اور سحری کے وقت خود عبادت کریں گے۔ چوبیس گھنٹے میں کوئی گھڑی ایسی نہیں تھی کہ جس میں ان کے گھر ذکر و عبادت نہ ہوتی ہو۔ اپنے اس حسن انتظام پر کچھ نازاں ہوئے کہ میرے گھر میں چوبیس گھنٹے اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ ناز کرنا پسند نہ آیا کہ ایسا فخر کرنا پیغمبر کی شان کے لائق نہیں ہے پھر یوں ہوا کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے گھر کے صحن میں عبادت میں مشغول تھے۔ ان کے گھر کی دیوار پھلانگ کر کچھ لوگ اندر آ گئے حالانکہ دیوار کافی بلند تھی اور باہر چوکیدار بھی تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام اس سے گھبرائے کہ یہ لوگ دروازے سے کیوں نہیں آئے۔ اتنی بلند دیواریں پھلانگ کر آئے ہیں چوکیدار کہاں گئے؟

طبعی طور پر اس طرح گھبرانے سے ایمان پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر ہیں۔ پاکیزہ وادی طویٰ میں نبوت ملنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام آپ کے ہاتھ میں کیا ہے؟ عرض کیا اے پروردگار! یہ میری لاٹھی ہے۔ اس کے ساتھ میں ٹیک لگاتا ہوں اور اس کے ساتھ درختوں کے پتے جھاڑ کر اپنی بکریوں کے آگے ڈالتا ہوں اور بھی کسی جگہ ضرورت پڑ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کو ڈالو۔ جب لاٹھی کو ڈالا تو وہ اژدھا بن گئی۔ سورۃ النمل آیت نمبر ۱۰ پارہ ۱۹ میں ہے وَلّٰی مُدْبِرًا وَّلَمْ یُعَقِّبْ پیٹھ پھیر کر بھاگنا شروع کیا پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا کہ سانپ موذی چیز ہے اس سے بچنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا خُذْهَا وَلَا تَخَفْ "اس کو پکڑ لو اور مت ڈرو سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولٰى [طٰہ: ۲۱] "ہم اس کو پلٹ دیں گے پہلی حالت پر۔" تو طبعی طور پر دشمن کتے، بلے، سانپ وغیرہ سے ڈرنا ایمان کے خلاف نہیں ہے اور نہ اس سے ایمان پر کوئی زد پڑتی ہے۔

تو داؤد علیہ السلام پریشان ہوئے کہ یہ اتنی بلند دیواریں پھلانگ کر کیسے آ گئے اور چوکیدار کدھر گئے؟ یہ ہوا کیا؟ اس پریشانی میں اس وقت کی عبادت اور وظیفہ تسبیحات بھی ذہن سے نکل گئیں اور ان آنے والوں نے کہا حضرت! ہم دو فریق ہیں ہماری بات سنیں!

ایک نے کہا کہ یہ میرا ساتھی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے اور یہ کہتا ہے کہ وہ دنبی مجھے دے دو کہ میری سو پوری ہو جائیں۔ اور بڑے سخت لہجے میں میرے ساتھ گفتگو کرتا ہے اور باتوں میں مجھ پر غالب آ گیا ہے۔ آپ میری دادرسی کریں اور حق و انصاف کا فیصلہ کریں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ان کی باتیں سنیں اور جس کی زیادتی تھی اس کو تنبیہ فرمائی لیکن عبادت کا سارا وقت اسی فیصلے میں

گزر گیا اور جس حسن انتظام پر فخر تھا اور نازاں تھے وہ قائم نہ رکھ سکے۔ صحیح بات یہی ہے باقی سب خرافات ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَهَلْ أَتٰكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اور کیا آئی ہے آپ کے پاس خبر جھگڑا کرنے والوں کی اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ - سور عربی زبان میں دیوار کو کہتے ہیں اور تَسَوُّر کا معنٰی ہوتا ہے دیوار کا پھلانگنا۔ جس وقت پھلانگی انھوں نے دیوار عبادت خانے کی۔ محراب کا معنٰی کمرہ۔ جس کمرے میں وہ عبادت کرتے تھے اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ جب وہ داخل ہوئے داؤد علیہ السلام کے پاس فَفَزِعَ مِنْهُمْ پس وہ گھبرائے ان سے داؤد علیہ السلام ان کو دیکھ کر گھبرا گئے کہ یہ دیوار پھلانگ کر اندر کیوں آئے ہیں پہرے دار کہاں گئے؟ اور وہ بھی سمجھ گئے کہ داؤد علیہ السلام خوف زدہ ہو گئے ہیں قَالُوْا کہنے لگے لَا تَخَفْ آپ خوف نہ کریں خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ ہم جھگڑا کرنے والے ہیں زیادتی کی ہے ہم میں سے بعض نے بعض پر۔ ہم دو فریق ہیں ایک نے دوسرے کے ساتھ زیادتی کی ہے فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ہمارے درمیان فیصلہ کریں حق کے مطابق وَلَا تُشْطِطْ اور زیادتی نہ کریں وَاهْدِنَا اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ اور ہماری راہنمائی کریں سیدھے راستے کی طرف۔ یہ آنے والے اللہ تعالیٰ کے فرشتے تھے انسان نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں اور جنوں کو یہ قدرت دی ہے کہ وہ انسانی شکل اختیار کر سکتے ہیں اور کسی بھی شکل میں آسکتے ہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام عموماً حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں آتے تھے اور کسی موقع پر کسی دیہاتی کی شکل میں تشریف لاتے تھے۔ بخاری شریف اور مسلم شریف میں روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کے صحن میں تشریف فرما تھے غالباً ظہر کا وقت تھا

ایک آدمی آ کر دو زانو ہو کر گھٹنے آپ ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ ملا کر بیٹھ گیا جیسے آدمی التحیات میں بیٹھتا ہے اور اپنے ہاتھ آنحضرت ﷺ کی رانوں پر رکھ دیئے اور آپ ﷺ سے سوالات شروع کر دیئے کہ ایمان کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اَنْ تُؤمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَ کُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ یہ ایمان مجمل ہے۔ دوسرا سوال کیا کہ اسلام کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور نماز قائم کرو اور فریضہ زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان شریف کے روزے رکھو۔ اس نے تیسرا سوال یہ کیا کہ احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرو کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو سو اگر تم اس کو نہیں دیکھتے تو وہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔ چوتھا سوال اس نے یہ کیا کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس سے یہ بات پوچھی جارہی ہے وہ خود سائل سے زیادہ نہیں جانتا کہ یہ قیامت کا علم ان پانچ چیزوں میں سے ہے کہ جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر وہ آدمی چلا گیا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جب بھی جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے میں نے ان کو پہچان لیا مگر اس مرتبہ میں بھی نہیں پہچان سکا۔ اب مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے تمہارے پاس آئے تھے سوالات کے ذریعے تمہیں دین سکھانے کے لیے۔ تو فرشتے انسان کی شکل بھی اختیار کر لیتے ہیں۔

تو وہ دونوں فرشتے تھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان کے طور پر آئے تھے۔ تو

ایک نے کہا اِنَّ هٰذَآ اَخِیْ ۔ بے شک یہ میرا بھائی ہے دینی لحاظ سے لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ اور میرے پاس ایک دنبی ہے فَقَالَ پس اس نے کہا اَكْفِلْنِيْهَا وہ بھی میری کفالت میں دے دو وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ اور گفتگو میں مجھ پر غالب آجاتا ہے۔جب بات کرتا ہے تو سخت کرتا ہے میرا لحاظ نہیں کرتا قَالَ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا لَقَدْ ظَلَمَكَ البتہ تحقیق اس نے زیادتی کی ہے تیرے ساتھ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ تمہاری دنبی مانگ کر اِلٰى نِعَاجِهٖ اپنی دنبیوں کے ساتھ ملانے کے لیے۔

یہ ایک واقعہ ہے سمجھانے کے لیے اس کے سوا جتنے قصے ہیں بے حقیقت ہیں ان میں نہیں پڑنا چاہیے وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ اور بے شک بہت سارے شریک لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ البتہ زیادتی کرتے ہیں بعض ان میں سے بعض پر اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کرتے ہیں اچھے لیکن وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ اور ایسے لوگ بہت کم ہیں کہ کسی کے ساتھ شریک بھی ہوں قولاً عملاً زیادتی بھی نہ کریں۔رب تعالیٰ نے بالکل حق فرمایا ہے وَظَنَّ دَاوٗدُ اور یقین کرلیا داؤد علیہ السلام سمجھ گئے اَنَّمَا فَتَنّٰهُ کہ بے شک ہم نے اس کو آزمائش میں ڈالا ہے کہ انہوں نے اپنے حسن انتظام پر فخر و ناز کیا تھا کہ میرے گھر میں چوبیس گھنٹے عبادت ہوتی ہے کوئی وقت خالی نہیں ہوتا۔اب سمجھ گئے کہ یہ سارا رب تعالیٰ کی توفیق سے ہوتا ہے فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ پس اس نے معافی مانگی اپنے رب سے کہ اے پروردگار! میں نے جو اپنے حسن انتظام پر فخر کیا تھا وہ کچھ نہیں سارا آپ کی توفیق سے ہے۔

آنحضرت ﷺ سے یہودیوں کے تین سوالات :

اسی طرح کا واقعہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ بھی پیش آیا کہ آنحضرت ﷺ سے یہودیوں نے تین سوال کیے۔

① ایک یہ کہ روح کی حقیقت کیا ہے؟ کہ جب تک جان دار کے اندر ہوتی ہے تو وہ زندہ ہے اور جب نکل گئی تو مر گیا۔

② دوسرا سوال کہ اصحاب کہف کون تھے ان کی تعداد کتنی تھی؟

③ تیسرا سوال کہ ذوالقرنین کون بزرگ تھے ان کا قصہ کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ کل بتاؤں گا۔ ان شاء اللہ کہنا بھول گئے۔ یہ خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئے گی پوچھ کر بتا دوں گا۔ پندرھویں پارے میں مذکور ہے کہ پندرہ دن مسلسل وحی نہ آئی۔ یہودیوں کو موقع مل گیا آوازیں کسنے کا۔ آ کر کہتے کہ جی آپ کا کل نہیں آیا قیامت کو آئے گا۔ پندرہ دن کے بعد وحی نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ [کہف : ۲۳] ’’اور آپ نہ کہیں کسی شے کے بارے میں کہ کرنے والا ہوں کل مگر یہ کہ اللہ چاہے۔‘‘ چونکہ پیغمبروں کا مقام بہت بلند ہوتا ہے اس لیے فوراً تنبیہ ہو جاتی ہے۔

فرمایا اس نے اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کی وَخَرَّ رَاكِعًا اور گر گئے رکوع میں وَأَنَابَ اور رجوع کیا اللہ تعالیٰ کی طرف۔ یہ سجدے والی آیت ہے جس جس نے سنی ہے اس پر سجدہ لازم ہو گیا ہے۔ اور سجدہ تلاوت کے لیے وہی شرائط ہیں جو نماز کے لیے ہیں۔ باوضو ہو، کپڑے صاف ہوں، جگہ پاک ہو، قبلے کی طرف رخ ہو اور یہ سجدہ چونکہ واجب ہے لہٰذا طلوع فجر کے بعد بھی کر سکتے ہو۔ البتہ نفلی نماز ان اوقات میں

جائز نہیں ہے۔صبح صادق کے بعد تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد نہیں پڑھ سکتے ۔کوئی نفلی نماز نہیں پڑھ سکتے ۔ہاں! صبح صادق کے بعد قضا نماز پڑھ سکتے ہیں، سجدہ تلاوت کر سکتے ہیں، جنازہ پڑھ سکتے ہیں اور یہی حکم ہے فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک۔

سجدہ تلاوت کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں چلا جائے ، تین، پانچ یا سات مرتبہ تسبیح پڑھ کر اللہ اکبر کہہ کر سجدے سے سر اٹھالے۔اس میں التحیات نہیں ہے۔ دائیں بائیں سلام پھیرنا نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَغَفَرْنَا لَهٗ پس ہم نے بخش دیا ان کو ذٰلِكَ یہ قصور۔حسن انتظام پر ناز کرنے والا وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى اور بے شک داؤد علیہ السلام کا ہمارے ہاں بڑا مقام ہے وَحُسْنَ مَاٰبٍ اور اچھا ٹھکانا ہے يٰدَاوٗدُ اے داؤد علیہ السلام اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ بے شک ہم نے بنایا ہے آپ کو زمین میں خلیفہ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ پس فیصلہ کریں لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ۔حق والا فیصلہ کریں وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى اور خواہش کی پیروی نہ کریں فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ پس یہ تجھے اللہ تعالیٰ کے راستے سے بہکا دے گی۔کبھی بھی اپنی ذات پر اعتماد نہ کریں بلکہ کہو کہ تمام کام اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادے سے ہوتے ہیں اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بے شک وہ لوگ جو بہک جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ان کے لیے سخت عذاب ہے۔کیوں؟ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ اس لیے کہ بھلا دیا انہوں نے حساب کے دن کو۔اس کی تیاری نہیں کی اس لیے سزا ہوگی۔

****

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ؕ﴿۲۷﴾ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۙ﴿۳۱﴾ فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ؕ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ۙ﴿۳۶﴾

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمان کو وَالْاَرْضَ اور زمین کو وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے بَاطِلًا بے کار ذٰلِكَ یہ ظَنُّ الَّذِيْنَ خیال ہے ان لوگوں کا كَفَرُوْا جو کافر ہیں فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا پس ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جو کافر ہیں مِنَ النَّارِ آگ میں اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ کیا ہم کر دیں گے ان لوگوں کو اٰمَنُوْا جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کیے انہوں نے اچھے كَالْمُفْسِدِيْنَ

فِی الْاَرْضِ ان لوگوں کی طرح جو فساد مچاتے ہیں زمین میں اَمْ نَجْعَلُ
الْمُتَّقِیْنَ كَالْفُجَّارِ یا ہم کر دیں گے پرہیزگاروں کو فاسقوں کی طرح كِتٰبٌ
اَنْزَلْنٰهُ یہ کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا اِلَیْكَ آپ کی طرف
مُبٰرَكٌ برکت والی ہے لِّیَدَّبَّرُوْٓا اٰیٰتِهٖ تاکہ غور وفکر کریں اس کی آیات
میں وَلِیَتَذَكَّرَ اور تاکہ نصیحت حاصل کریں اُولُوا الْاَلْبَابِ عقل مند
لوگ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَیْمٰنَ اور عطا کیا ہم نے داؤد علیہ السلام کو سلیمان علیہ السلام
نِعْمَ الْعَبْدُ بہت اچھا بندہ تھا اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ بے شک وہ رجوع کرنے والا تھا اِذْ
عُرِضَ عَلَیْهِ جس وقت پیش کیے گئے اس پر بِالْعَشِیِّ پچھلے پہر
الصّٰفِنٰتُ اصیل گھوڑے الْجِیَادُ تیز رفتار فَقَالَ پس انہوں نے فرمایا
اِنِّیْۤ اَحْبَبْتُ بے شک میں نے محبت کی حُبَّ الْخَیْرِ مال کی محبت عَنْ
ذِكْرِ رَبِّیْ اپنے رب کی یاد کے لیے حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ یہاں تک کہ
وہ غائب ہو گئے پردے کے پیچھے رُدُّوْهَا عَلَیَّ لوٹاؤ ان کو مجھ پر فَطَفِقَ
مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ پس لگ گئے وہ جھاڑنے ان کی گردنوں اور
پنڈلیوں کو وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ اور البتہ تحقیق ہم نے آزمائش میں ڈالا
سلیمان علیہ السلام کو وَاَلْقَیْنَا عَلٰى كُرْسِیِّهٖ اور ہم نے ڈال دیا ان کی کرسی پر
جَسَدًا ایک دھڑ ثُمَّ اَنَابَ پھر اس نے رجوع کیا قَالَ کہا رَبِّ
اغْفِرْ لِیْ اے میرے رب مجھے بخش دے وَهَبْ لِیْ مُلْكًا اور عطا کر مجھے

ایسا ملک لَّا یَنۡۢبَغِیۡ لِاَحَدٍ جو نہ لائق ہو کسی کے لیے مِّنۡۢ بَعۡدِیۡ میرے بعد اِنَّكَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ بے شک آپ ہی دینے والے ہیں فَسَخَّرۡنَا لَهُ الرِّيۡحَ پس تابع کیا ہم نے اس کے ہوا کو تَجۡرِىۡ بِاَمۡرِهٖ وہ چلتی تھی اس کے حکم کے ساتھ رُخَآءً نرم نرم حَيۡثُ اَصَابَ جہاں وہ جانا چاہتے تھے۔

ربط آیات :

کل کے سبق میں تم نے پڑھا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے سے بہک گئے ان کے لیے سخت عذاب ہوگا اس وجہ سے کہ انہوں نے حساب کے دن کو فراموش کر دیا چاہے زبان سے کیا یا عمل سے کیا کہ جو آخرت کی تیاری نہیں کرتا آخرت کی فکر نہیں کرتا اسے آخرت کی پروا نہیں ہے تو اس نے عملاً آخرت کو فراموش کر دیا ہے۔ اگلی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کا انجام ذکر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا خَلَقۡنَا السَّمَآءَ وَالۡاَرۡضَ اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمان اور زمین کو وَمَا بَيۡنَهُمَا بَاطِلًا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے بے کار۔ مثال کے طور پر دیکھو! یہ مسجد تمہارے سامنے ہے اس کی دیواریں ہیں، چھت ہے، فرش ہے۔ کیا اس کے بنانے والے نے بے مقصد بنائی ہے؟ نہیں بلکہ اس لیے بنائی ہے کہ لوگ اس میں نماز پڑھیں، قرآن پڑھیں، اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں، دینی مجالس ہوں۔ تو اس چھوٹی سی بنا کا کوئی مقصد ہے تو اتنا بڑا آسمان اور زمین کیا اللہ تعالیٰ نے بے مقصد پیدا کیے ہیں اس کا کوئی مقصد نہیں ہے؟

دیکھو! مدرسہ، کالج، یونیورسٹی یا کوئی ادارہ بنتا ہے اس کا ایک نصاب ہوتا ہے پھر اس کا امتحان ہوتا ہے۔ یہ جو اس کے امتحان کا دن ہوتا ہے اس کا نام یوم حساب ہے۔ اسی

طرح اللہ تعالیٰ نے زمین آسمان بنایا، اس میں مخلوق بسائی، ان کے لیے نصاب مقرر کیا، اس کے امتحان کے دن کو یوم حساب کہتے ہیں۔ اَلدُّنْیَا مَزْرَعُ الْاٰخِرَۃِ ''دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔'' جو یہاں بوؤ گے وہاں کاٹو گے۔ جو یہاں پڑھو گے عمل کرو گے قیامت کے بعد اس کا امتحان ہے۔

اس کو بے کار کون سمجھتے ہیں؟ ذٰلِکَ ظَنُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یہ خیال ہے ان لوگوں کا جو کافر ہیں فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنَ النَّارِ پس ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جو کافر ہیں آگ میں۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کیا ہم کردیں گے ان لوگوں کو جو ایمان لائے وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کیے اچھے کَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ ان لوگوں کی طرح جو زمین میں فساد مچاتے ہیں۔ کیا نیک اور بد کا کوئی فرق نہیں نکلے گا؟ ایک طرف شریف ہیں دوسری طرف غنڈے، بدمعاش اور فسادی ہیں ان کا کوئی فرق نہیں نکلے گا اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ کَالْفُجَّارِ کیا ہم کردیں گے پرہیزگاروں کو فاسق فاجروں کی طرح۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔ دیکھو! دنیا میں کتنے نیک ہیں کہ ان کو دنیا میں نیکی کا بدلہ پورا نہیں ملا اور ملا ہے تو بہت تھوڑا۔

آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں کوئی نیک ہستی دنیا میں نہیں ہے۔ لیکن احادیث میں آتا ہے کہ دو دن مسلسل آپ نے کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مسلسل تین تین مہینے ہمارے چولھے میں آگ نہیں جلتی تھی۔ یہ بخاری شریف کی روایت ہے۔ کچھ پکانے کے لیے نہیں ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کے گھر میں چراغ نہیں ہوتا تھا۔ مکان اتنا تھا کہ اس میں تین قبریں ہیں۔ ایک قبر مبارک آپ ﷺ کی، ایک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اور ایک قبر

کی جگہ اور ہے بس۔ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے۔ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی نیکیوں کا صلہ تو نہ ملا۔ تو کیا ایسا دن نہیں ہونا چاہیے کہ جہاں وفاداروں اور غداروں کا فرق سامنے آئے۔ دنیا کی کوئی حکومت ایسی نہیں ہے جو وفاداروں اور غداروں کو ایک نگاہ سے دیکھے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کی وفاداری کا معیار کیا ہے؟ کوئی لوٹا بنتا ہے یا نہیں۔ قیامت نہ آنے کا مطلب یہ ہے کہ مومن اور کافر ایک جیسے رہیں، مصلح اور فسادی کا فرق نہ ہو، متقی غیر متقی برابر ہوں۔ تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین تو نہ ہوا، معاذ اللہ تعالیٰ۔ لہٰذا قیامت کا قائم ہونا عقلی طور پر بھی ضروری ہے کہ نیکی اور بدی کا بدلہ دیا جائے اور جس دن بدلہ دیا جائے گا اس کا نام یوم الحساب ہے۔ یہ یوم الحساب کی تھوڑی سی تشریح ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ یہ کتاب ہے جس کو نازل کیا ہم نے آپ کی طرف اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مُبٰرَكٌ برکت والی ہے۔ اس کو باوضو ہاتھ لگانا بھی ثواب ہے، اس کو پڑھنا بھی ثواب ہے، اس کو سمجھنا بھی ثواب ہے، اس کو دیکھنا بھی ثواب ہے اور اتاری اس لیے ہے کہ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ تاکہ قرآن پاک کی آیات پر غور کریں اور سمجھیں۔ اس کی ایک ایک آیت سمجھنے کا ثواب ہزار آیت بغیر ترجمے کے پڑھنے سے زیادہ ہے۔ کیونکہ یہ قرآن پاک اتارنے کی غرض ہے۔ رات کے چند منٹ قرآن سمجھنے کے لیے صرف کرنا، حدیث سمجھنے کے لیے صرف کرنا، فقہ اسلامی سمجھنے کے لیے خرچ کرنا ساری رات کی عبادت کرنے سے زیادہ ثواب ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے فَقِيْهٌ وَاحِدٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ عَابِدٍ ''ایک عالم ہزار عبادت گزار سے بہتر ہے۔'' کیونکہ ان کی عبادت اپنی ذات کے لیے ہے اور جو عالم ہے وہ دوسروں کی اصلاح بھی کرے گا۔

تو فرمایا کہ قرآن اس لیے نازل کیا ہے تا کہ اس میں غور وفکر کریں۔ اور یاد رکھنا! یہ قرآن صرف مولویوں کے لیے، قاریوں کے لیے، حافظوں کے لیے نازل نہیں ہوا ہر مسلمان مرد، عورت، بوڑھے، جوان، بچوں، سب کے لیے نازل ہوا ہے تا کہ اس کی آیات پر غور کریں اس کو سمجھیں۔ اور آج حالت یہ ہے کہ لوگ کالج سکولوں میں پڑھنے کے لیے کافی تعداد میں جاتے ہیں ٹیوشنیں بھی دیتے ہیں اور قرآن کریم مفت پڑھنے کے لیے کوئی تیار نہیں ہے پڑھنے والے بہت کم ہیں۔ فرمایا وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُوا الْأَلْبَابِ اور تا کہ نصیحت حاصل کریں عقل مند۔ اور نصیحت سمجھنے سے حاصل ہوگی محض چوم چاٹ کر غلاف میں رکھنے سے تو نہیں آئے گی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا واقعہ :

آگے اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کا واقعہ بیان فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں کو صبر کی تلقین فرمائی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام پر آزمائش آئی تو انہوں نے صبر اور برداشت سے کام لیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی پریشانیوں میں صبر سے کام لیں کامیابی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم چومے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمٰنَ اور عطا کیا ہم نے داؤد علیہ السلام کو سلیمان علیہ السلام جیسا جلیل القدر فرزند نِعْمَ الْعَبْدُ بہت اچھا بندہ تھا إِنَّهُ أَوَّابٌ وہ رجوع کرنے والا تھا اللہ تعالیٰ کی طرف۔ باپ بیٹا دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کو نبوت کے ساتھ ساتھ خلافت بھی عطا فرمائی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے کل انیس بیٹے تھے جن میں سلیمان علیہ السلام سب سے چھوٹے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جنوں، پرندوں اور ہوا کو بھی ان کے

تابع کر دیا تھا۔ اور قوت فیصلہ ایسی عطا فرمائی تھی کہ باپ کی موجودگی میں اور کم سنی کی عمر میں بڑے بڑے فیصلے کر جاتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کے جانشین بنے۔ اگلی آیات میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک آزمائش کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ جب پیش کیے گئے آپ پر پچھلے پہر نہایت ہی عمدہ اصیل گھوڑے تیز رفتار۔ صفن اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو عام طور پر اپنے تین پاؤں پر وزن ڈالتا ہے اور چوتھے پاؤں کا صرف اگلا پنجہ زمین پر رکھتا ہے۔ نسلی طور پر یہ گھوڑے کے عمدہ ہونے کی علامت ہوتی ہے۔ سلیمان علیہ السلام کے اصطبل میں اس قسم کے ہزاروں گھوڑے تھے جو جہاد میں استعمال ہوتے تھے۔ سلیمان علیہ السلام کو ان کے ساتھ بڑی محبت تھی۔ ان کی دیکھ بھال خود کرتے تھے۔ یہ گھوڑے آپ کی خدمت میں پچھلے پہر پیش کیے گئے آپ ان کے معاینے میں مصروف تھے کہ کسی گھوڑے میں کوئی نقص تو نہیں آ گیا۔ گھوڑوں کے معاینے میں اس قدر محو ہوئے کہ سورج غروب ہو گیا اور نماز کا وقت جاتا رہا۔ اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام نے فَقَالَ پس فرمایا اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ بے شک میں نے محبت کی مال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ یہاں تک کہ وہ غائب ہو گئے پردے کے پیچھے کہ گھوڑے جہاد میں کام آتے ہیں۔ ان کی دیکھ بھال اور تربیت بھی جہاد ہی کا حصہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کو ذکر الٰہی فوت ہو جانے پر پریشانی نہیں ہوئی کہ جہاد کی تیاری میں ذکر الٰہی کا فوت ہو جانا کوئی خاص حرج والی بات نہیں ہے۔

چنانچہ سلیمان علیہ السلام نے خادموں کو حکم دیا رُدُّوْهَا عَلَيَّ لوٹاؤ ان کو مجھ پر۔ ان گھوڑوں کو واپس میرے پاس لاؤ۔ پس جب ان کو واپس لایا گیا فَطَفِقَ مَسْحًا

بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ پس وہ لگ گئے جھاڑنے ان کی پنڈلیوں کو اور گردنوں کو۔ چونکہ سلیمان علیہ السلام کو جہاد میں کام آنے والے عمدہ قسم کے گھوڑوں سے محبت تھی اس لیے ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔

اور یہ تفسیر بھی کرتے ہیں کہ جب گھوڑوں کی دیکھ بھال میں سلیمان علیہ السلام کی عبادت کا فریضہ رہ گیا تو آپ کو سخت رنج ہوا اور کہنے لگے کہ میں نے مال کی محبت کو ذکر الٰہی پر ترجیح دی ہے۔ اپنے آپ کو ملامت کہ کہ ان سے یہ غلطی ہوئی ہے۔ تو ان گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں کو تلوار سے کاٹنا شروع کر دیا کہ مسح کا معنیٰ قطع کرنا بھی آتا ہے کہ ان میں مشغول ہونے کی وجہ سے فرض عبادت رہ گئی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی آزمائش :

آگے سلیمان علیہ السلام کی دوسری آزمائش کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ اور البتہ تحقیق ہم نے آزمائش میں ڈالا سلیمان علیہ السلام کو وَاَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّهٖ جَسَدًا اور ہم نے ڈال دیا ان کی کرسی پر ایک دھڑ ثُمَّ اَنَابَ پھر اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔ احادیث میں آتا ہے کہ ایک موقع پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے فوجیوں نے کچھ سستی کی تو وہ سخت دل برداشتہ ہوئے قسم اٹھائی کہ میں رات اپنی سو بیویوں کے پاس جاؤں گا وہ حاملہ ہوں گی ان سے بچے پیدا ہوں گے میرے گھر کی فوج بن جائے گی۔ مگر قسم کے ساتھ ان شاء اللہ کہنا بھول گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صرف ایک بیوی حاملہ ہوئی اور اس کے ہاں بھی ایک ادھورا سا بچہ پیدا ہوا جسے لا کر آپ کے تخت پر ڈال دیا گیا تا کہ آپ جان لیں کہ آپ کی قسم کا یہ نتیجہ برآمد ہوا ہے۔ اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنی لغزش کا احساس ہوا اور پروردگار کی طرف رجوع کیا اور معافی مانگی۔ اور صحیح حدیث

میں یہ بھی آتا ہے کہ اگر سلیمان علیہ السلام قسم اٹھاتے وقت ان شاء اللہ کہہ دیتے تو سو کی سو بیویوں کے ہاں بچے پیدا ہوتے۔ قَالَ سلیمان علیہ السلام نے کہا رَبِّ اغْفِرْ لِیْ اے میرے رب مجھے معاف کردے وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ اور عطا کر مجھے ایسا ملک جو نہ لائق ہو کسی کے لیے میرے بعد اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ بے شک آپ ہی دینے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور بے مثال سلطنت عطا فرمائی انسانوں پر، جنوں پر اور پرندوں پر حکومت عطا فرمائی اور اتنی عظیم الشان اور بے مثال حکومت ہونے کے باوجود سلیمان علیہ السلام نے بیت المال سے کبھی ایک پیسہ بھی نہیں لیا۔ اپنے اہل وعیال کے اخراجات ٹوکریاں بنا کر پورے کرتے تھے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے بعض انعامات کا ذکر فرمایا ہے فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ پس تابع کر دیا ہم نے ان کے لیے ہوا کو تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً وہ چلتی تھی اس کے حکم کے ساتھ نرم نرم۔ اور اس ہوا کے ذریعے حَيْثُ اَصَابَ جہاں بھی جانا چاہتے تھے بہ حفاظت سرعت کے ساتھ بآسانی پہنچ جاتے تھے۔ سورہ سبا آیت نمبر ۱۲ میں ہے غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ’’آپ صبح کے وقت ایک ماہ کا سفر طے کر لیتے تھے اور شام کے وقت بھی ایک ماہ کا سفر طے کر لیتے تھے۔‘‘

❋❋❋❋

وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّ

غَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ

اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ

وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَ

وَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا

نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾

وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ

وَذَا الْكِفْلِ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۸﴾

وَالشَّيٰطِيْنَ اور تابع کیا شیاطین کو كُلَّ بَنَّآءٍ ان میں سے ہر ایک
عمارت بنانے والا وَّغَوَّاصٍ اور غوطہ لگانے والا وَّاٰخَرِيْنَ اور بہت
سارے دوسرے مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ جو جکڑے ہوئے تھے بیڑیوں میں
هٰذَا عَطَآؤُنَا یہ ہماری عطا ہے فَامْنُنْ پس تم احسان کرو اَوْ اَمْسِكْ یا
روک دو بِغَيْرِ حِسَابٍ بغیر حساب کے وَاِنَّ لَهٗ اور بے شک اس کے
لیے عِنْدَنَا ہمارے ہاں لَزُلْفٰى البتہ مرتبہ ہے وَحُسْنَ مَاٰبٍ اور

اچھا ٹھکانہ ہے وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ اور تذکرہ کریں آپ ہمارے بندے ایوب کا (علیہ السلام) إِذْ نَادٰى رَبَّهٗ جب پکارا اس نے اپنے رب کو أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ بے شک مجھے پہنچائی شیطان نے تکلیف وَّعَذَابٍ اور ایذا ارْكُضْ بِرِجْلِكَ مارو اپنے پاؤں کو زمین پر هٰذَا مُغْتَسَلٌ یہ ایک چشمہ ہے نہانے کے لیے بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ٹھنڈا اور پینے کے لیے وَوَهَبْنَا لَهٗ أَهْلَهٗ اور عطا کیے ہم نے ان کو ان کے گھر والے وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ اور ان کے برابر ان کے ساتھ رَحْمَةً مِّنَّا اپنی طرف سے مہربانی کرتے ہوئے وَذِكْرٰى لِأُولِي الْأَلْبَابِ اور نصیحت ہے عقل مندوں کے لیے وَخُذْ بِيَدِكَ اور پکڑ لو اپنے ہاتھ سے ضِغْثًا تنکوں کا گٹھا فَاضْرِبْ بِّهٖ پس مارو اس کے ساتھ وَلَا تَحْنَثْ اور حانث نہ ہو إِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا بے شک پایا ہم نے اس کو صبر کرنے والا نِعْمَ الْعَبْدُ اچھا بندہ تھا إِنَّهٗ أَوَّابٌ بے شک وہ رجوع کرنے والا تھا وَاذْكُرْ عِبٰدَنَا اور تذکرہ کریں آپ ہمارے بندوں کا إِبْرٰهِيمَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ ابراہیم علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کا أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ جو ہاتھوں والے اور آنکھوں والے تھے إِنَّا أَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ بے شک ہم نے ان کو ممتاز کیا ایک چنی ہوئی بات کے ساتھ ذِكْرَى الدَّارِ جو اس گھر کی یاد ہے وَإِنَّهُمْ اور بے شک وہ عِنْدَنَا ہمارے ہاں لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ

چنے ہوئے لوگوں میں سے ہیں وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ اور یاد کریں اسماعیل علیہ السلام کو وَالْيَسَعَ اور یسع علیہ السلام کو وَذَا الْكِفْلِ اور ذوالکفل علیہ السلام کو وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ یہ سارے خوبی والے تھے۔

ماقبل سے ربط :

اس سے پہلے بھی سلیمان علیہ السلام پر احسان کا ذکر تھا۔آج کی پہلی آیات میں بھی سلیمان علیہ السلام پر ایک احسان کا ذکر ہے۔اللہ تعالیٰ تعالیٰ فرماتے ہیں وَالشَّيٰطِيْنَ اور ہم نے شیطانوں کو بھی آپ کے تابع کیا كُلَّ بَنَّآءٍ جن میں سے ہر ایک عمارتیں بنانے والا تھا۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات کے ذریعے بڑی بڑی عمارتیں بنوائیں۔جنات بڑے بڑے بھاری پتھر دور دراز سے اٹھا کر لاتے ان کو تراشتے اور اوپر کی منزل تک پہنچاتے اور ان سے دھاتوں کی ڈھلائی کا کام بھی لیتے تھے جس سے عمارتوں کے جملہ لوازمات تیار ہوتے تھے۔اس کے علاوہ فرمایا وَّغَوَّاصٍ ان میں غوطہ خور شیاطین بھی تھے جو سمندر کی گہرائیوں سے قیمتی موتی اور ضرورت کی دوسری چیزیں نکال لاتے تھے وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ اور بہت سارے دوسرے جنات وہ تھے جو بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔حضرت سلیمان علیہ السلام شرارتی جنوں کو سزا کے طور پر قید بھی کر دیتے تھے۔بہر حال جنات بھی سلیمان علیہ السلام کے لشکر میں شامل ہوتے تھے اور آپ کے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں هٰذَا عَطَآؤُنَا یہ سب کچھ ہماری طرف سے تمہیں عطا ہوا ہے اب آپ کے اختیار میں ہے فَامْنُنْ پس تم احسان کرو جس پر چاہو تقسیم کر کے اَوْ اَمْسِكْ یا روک لو جس سے چاہو، کچھ نہ دیں۔آپ جس طرح کریں آپ کو اختیار ہے بِغَيْرِ حِسَابٍ بغیر حساب کے یعنی اس تقسیم پر آپ سے

قیامت والے دن کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى اور بے شک ان کا ہمارے ہاں بہت بڑا مرتبہ ہے۔ ہمارے انعامات دنیا تک ہی محدود نہیں بلکہ آخرت میں بھی ان کا بہت بڑا حصہ ہے وَحُسْنَ مَاٰبٍ اور بہت اچھا ٹھکانا ہے آخرت میں۔

تذکرہ حضرت ایوب علیہ السلام :

حضرت سلیمان علیہ السلام کے تذکرے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ اور آپ یاد کریں ہمارے بندے ایوب کو (علیہ السلام) حضرت ایوب علیہ السلام کا سلسلہ نسب اس طرح ہے: ایوب بن عوص بن عیس بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام۔ گویا کہ آپ ابراہیم علیہ السلام کے کھڑپوتے ہیں اور آپ کی والدہ حضرت یوسف علیہ السلام کی بیٹی یا پوتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے عظیم پیغمبر تھے اور دنیاوی اعتبار سے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمائی تھی۔ کھیتی باڑی کے لیے ایک ہزار بیل تھے، سات ہزار سے زیادہ بھیڑ بکریاں تھیں، تین ہزار سے زیادہ اونٹ تھے، ایک ہزار سے زیادہ بار برداری کے لیے گدھے خچر وغیرہ تھے، پانچ سو سے زیادہ خدام تھے، ہر وقت لنگر جاری رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سات بیٹے اور سات بیٹیاں ان کو عطا فرمائی تھیں۔ تفسیروں میں بہت ساری باتیں لکھی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک دفعہ ایوب کے ذہن میں خیال آیا کہ اس علاقہ میں مجھ سے بڑا مال دار کوئی نہیں ہے یعنی اپنے مال پر تھوڑا سا ناز کیا۔ یہ رب تعالیٰ کو پسند نہ آیا رب تعالیٰ نے امتحان میں مبتلا کر دیا۔

اور یہ وجہ بھی لکھی ہے کہ راستے میں ایک مظلوم نے اپنی مظلومیت بیان کی اور مدد چاہی ان کو جلدی تھی چلے گئے اور اس کی مدد نہ کی اور تیسری وجہ یہ لکھی ہے کہ ایک دن

ایوب علیہ السلام نے اپنے اہل خانہ کو فرمایا کہ بکری ذبح کر کے بھونو خود بھی کھاؤ مجھے بھی کھلاؤ۔ پہلے پڑوسیوں کو دینے کی عادت تھی اس دن بھول گئے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہ آیا۔ کوئی بھی وجہ ہو یہ بات حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو انانیت پسند نہیں ہے۔ فخر و ناز پسند نہیں ہے تواضع اور عاجزی پسند ہے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ ایک لڑکے نے سب بہن بھائیوں کی دعوت کی والدین سمیت۔ والدہ رحمت بی بی اور والد ایوب علیہ السلام نے کہا سارے مکان کو بند کر کے جانا مشکل ہے بہت بڑا مکان تھا کوئی کتا بلا اندر نہ آ جائے تم سارے جا کر کھا کر فارغ ہو کر آ جاؤ پھر ہم جا کر کھا لیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ رب تعالیٰ کی قدرت کہ کھانا کھا رہے تھے کہ مکان گرا سب نیچے آ کر مر گئے۔ بیٹے بیٹیاں، داماد، بہو، چھوٹا، بڑا کوئی بھی نہ بچا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے لیے بہت بڑا صدمہ تھا۔ دیکھو آج گھر میں ایک فرد فوت ہو جائے تو کتنا صدمہ ہوتا ہے۔ صدمے کا کوئی حساب نہیں تھا۔ ملازموں سے فرمایا کہ یہ مال ڈنگر تمہارا ہے اب میں نے اس کا کیا کرنا ہے۔ ملازموں کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی ناجائز فائدہ اٹھایا۔ کچھ ملازم لے گئے کچھ دوسرے لوگ لے گئے۔ حتیٰ کہ وہ وقت بھی آیا کہ بی بی دوسروں کے گھروں میں جا کر کام کرتی تھی اور روٹی وغیرہ لے آتی تھی۔ جہاں ہر وقت دیگیں پکتی ہوں وہاں یہ حال ہو جائے کہ کسی کے گھر جھاڑو پھیر کر روٹی لاتے۔ بہت بڑا امتحان ہے۔ یہ حالت کتنا عرصہ رہی؟ تین سال، سات سال، تیرہ سال اور اٹھارہ سال بھی لکھے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ بڑے بلند پائے کے محدث ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ سند کے لحاظ سے تیرہ سال والی روایت قوی ہے۔ آج تو بندہ ایک دن کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا۔ سات سال بھی کیا کم ہیں۔ بعض تفسیروں میں کہاوتیں لکھی ہیں جو صحیح

نہیں ہیں کہ ان کے بدن میں کیڑے پڑ گئے تھے یہ تھا وہ تھا یہ نری خرافات ہیں اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو ایسی بیماری سے محفوظ رکھتا ہے جو لوگوں کی نفرت کا سبب ہو۔ کوئی پیغمبر گنجا نہیں تھا، کوئی کوڑھ والا نہیں تھا البتہ جسم کے اندر درد، پیٹ درد، بخار، صدمہ وغیرہ یہ نبوت کے خلاف نہیں ہیں۔ بہر حال بی بی بڑی باوفا تھی محنت مشقت کر کے خود بھی کھاتی ان کو بھی کھلاتی۔ اس نے ساتھ نہیں چھوڑا۔ ایک گھر آ رہی تھی کہ ایک جگہ مجمع لگا ہوا تھا اس میں ایک حکیم کھڑا لوگوں کو گولیاں، پڑیاں دے رہا تھا۔ یہ بھی جا کر کھڑی ہوگئی اور کہا کہ میرا خاوند بیمار ہے اور میرے پاس پیسا دھیلا بھی کوئی نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ تمہارا نام کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ رحمت بی بی بنت فراثیم۔ خاوند کا نام کیا ہے۔ ایوب بن عیش علیہ السلام۔ کہنے لگا بی بی! میں نے کوئی پیسا نہیں لینا یہ دوائی مفت لے کر جاؤ مگر اتنی بات کہہ دینا کہ حکیم نے شفا دی ہے۔ وہ بناوٹی حکیم ابلیس لعین تھا۔ بی بی پڑیاں لے کر گھر گئی اور کہا کہ حکیم نے دوائی مفت دی ہے اور کہا ہے کہ بس اتنا کہہ دینا کہ حکیم نے شفا دی ہے۔ یہ شرکیہ جملہ تھا اگرچہ اس کی تاویل ہو سکتی تھی کہ حکیم شفا کا سبب بنا ہے شفا تو اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔

؎ دوا اس سے شفا اس سے نہ دوسرا شافی پایا
حکیموں کے بھی نسخوں پر ہوالشافی لکھا پایا

بہر حال حضرت ایوب علیہ السلام کو اس جملے پر غصہ آیا کہ یہ کہہ دینا کہ حکیم نے شفا دی ہے۔ فرمایا میں تجھے سو لاٹھیاں ماروں گا ابلیس کو اتنی جرأت ہوگئی ہے کہ وہ میرے ایمان پر ڈاکا ڈالتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ أَيُّوبَ اور ذکر کریں ہمارے بندے

ایوب علیہ السلام کا اِذْ نَادٰی رَبَّہٗٓ جس وقت پکارا اس نے اپنے رب کو اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ بے شک مجھے پہنچائی ہے شیطان نے تکلیف اور ایذا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت نے جوش مارا اور ایوب علیہ السلام کو حکم دیا اُرْکُضْ بِرِجْلِکَ اپنے پاؤں کو زمین پر مارو ھٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ یہ ایک چشمہ ہے نہانے کے لیے ٹھنڈا اور پینے کے لیے۔ حضرت ایوب علیہ السلام جوانوں کی طرح ہو گئے۔ رحمت بی بی رحمہا اللہ تعالیٰ لوگوں کے گھروں میں کام کر کے واپس آئی تو پہچان نہ سکی۔ کہنے لگی یہاں میرے بیمار اور کمزور خاوند تھے؟ فرمایا میں ہی ہوں ایوب پیغمبر۔ اللہ تعالیٰ نے تن درستی دی ہے۔ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ اور عطا کیے ہم نے ان کو ان کے گھر والے اور ان کے برابر ان کے ساتھ۔

ایک روایت یہ ہے اللہ تعالیٰ نے اسی اولاد کو زندہ کیا اور اتنے بچے اور دیئے اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے۔ اور دوسری روایت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو صحت دی پہلے سات بیٹے تھے اب چودہ عطا فرمائے۔ تین بیٹیاں تھیں اب چھ دے دیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام غسل کر رہے تھے تو اوپر سے سونے کی مکڑیاں گر رہی تھیں۔ ڈھیر لگ گیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے جلدی جلدی کپڑے سے لپیٹنا شروع کیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی اَلَمْ اَکُنْ اُغْنِیْکَ ”اے ایوب میں نے تجھے غنی نہیں کیا مال کے ساتھ۔“ کہنے لگے اے پروردگار! جب آپ دینے والے ہیں تو پھر میں کیوں نہ لوں۔ یہ روایت بخاری شریف کی ہے۔ فرمایا رَحْمَةً مِّنَّا اپنی طرف سے رحمت کرتے ہوئے یہ سب کچھ کیا وَذِکْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ اور نصیحت ہے عقل مندوں کے لیے۔ اب تن درستی کے بعد قسم بھی پوری کرنا تھی اور یہ فکر بھی تھی کہ باوفا بیوی ہے جس نے

اتنی بیماری میں میرا ساتھ دیا ہے، میری خدمت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ پریشان نہ ہوں سوتنکوں کا ایک جھاڑو لے کر ایک ہی بار ماردیں آپ کی قسم پوری ہو جائے گی۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو قسم پوری کرنے کا حیلہ بتلا دیا۔

ارشادِ ربانی ہے وَخُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا اور پکڑلو اپنے ہاتھ سے تنکوں کا گٹھا فَاضْرِبْ بِّهٖ پس مارو اس کے ساتھ ایک ہی دفعہ وَلَا تَحْنَثْ اور قسم میں جھوٹے نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا بے شک پایا ہم نے ایوب علیہ السلام کو صبر کرنے والا۔ انہوں نے طویل عرصہ تک تکلیف اٹھائی مگر حرفِ شکایت زبان پر نہ آیا نِعْمَ الْعَبْدُ وہ بہت ہی اچھا بندہ تھا اِنَّهٗ اَوَّابٌ بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔ ایوب کے ذکر کے بعد دوسرے انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ اور آپ ذکر کریں ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کا۔ اسحاق علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہیں اور یعقوب علیہ السلام پوتے ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اُولِی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَارِ وہ ہاتھوں والے اور آنکھوں والے تھے کہ جائز کام کرتے تھے اور منع کی ہوئی چیزوں سے بچتے تھے اور جو اس طرح کریں وہی اصل میں ہاتھوں اور آنکھوں والے ہیں۔ اور جو لوگ ان اعضاء کو صحیح طریقے سے استعمال نہیں کرتے وہ گویا کہ ان اعضاء سے محروم ہیں۔ فرمایا اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ بے شک ہم نے ان کو ممتاز کیا ایک چنی ہوئی بات کے ساتھ اور آخرت کے گھر کی یاد۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کا دل ایک لمحہ بھی آخرت کے گھر کی یاد سے خالی نہیں ہوتا اور انہیں ہمیشہ اسی گھر کی فکر رہتی ہے۔ یہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ہر گناہ سے محفوظ اور معصوم ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کی عصمت کی دوسری دلیل یہ بیان فرمائی ہے وَ اِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ اور بے شک وہ ہمارے نزدیک منتخب اور اچھے لوگوں میں سے ہیں۔ ان کو نبوت اور رسالت کے لیے خود منتخب فرمایا کوئی ڈگری پاس کر کے نبی اور رسول نہیں بن گئے کیونکہ نبوت کوئی کسبی چیز نہیں ہے۔

مزید پیغمبروں کا ذکر فرمایا وَاذْكُرْ اِسْمٰعِیْلَ وَالْیَسَعَ وَذَاالْكِفْلِ اور آپ ذکر کریں اسماعیل، الیسع اور ذوالکفل علیہ السلام کا وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْیَارِ یہ سارے خوبی والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی نبوت عطا فرمائی اور رسالت کے لیے منتخب فرمایا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے واقعات تو مشہور ہیں الیسع علیہ السلام حضرت الیاس علیہ السلام کے بعد ان کے جانشین بنے تھے ان پر بڑی مصیبتیں آئیں جن کو انہوں نے بڑے صبر کے ساتھ برداشت کیا۔

حضرت ذوالکفل علیہ السلام کو ذوالکفل کہنے کی وجہ :

اور ذوالکفل نے کسی شخص کی ضمانت دی تھی جس کی بنا پر ان کو چودہ سال یا اس سے زیادہ عرصہ جیل میں گزارنا پڑا اس وجہ سے یہ ان کا لقب پڑ گیا۔ نام کچھ اور تھا۔ بعض مفسرین ذوالکفل کی وجہ تسمیہ یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ آپ کے دور کے ظالم لوگ اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو قتل کر دیتے تھے مگر انہوں نے ایک سو انبیاء کرام کو پناہ دی اور ان کی کفالت کی اس لیے آپ کا لقب ذوالکفل پڑ گیا۔

****

هٰذَا ذِكْرٌ ۚ وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٤٩﴾ جَنَّاتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ ﴿٥٠﴾ مُتَّكِئِينَ فِيهَا يَدْعُونَ فِيهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَشَرَابٍ ﴿٥١﴾ ۞ وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ ﴿٥٢﴾ هٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿٥٣﴾ إِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِن نَّفَادٍ ﴿٥٤﴾ هٰذَا ۚ وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ لَشَرَّ مَآبٍ ﴿٥٥﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٥٦﴾ هٰذَا فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ ﴿٥٧﴾ وَآخَرُ مِن شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ ﴿٥٨﴾ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۖ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ إِنَّهُمْ صَالُو النَّارِ ﴿٥٩﴾ قَالُوا بَلْ أَنتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۖ أَنتُمْ قَدَّمْتُمُوهُ لَنَا ۖ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٦٠﴾ قَالُوا رَبَّنَا مَن قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿٦١﴾ وَقَالُوا مَا لَنَا لَا نَرَىٰ رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُم مِّنَ الْأَشْرَارِ ﴿٦٢﴾ أَتَّخَذْنَاهُمْ سِخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْأَبْصَارُ ﴿٦٣﴾ إِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ ﴿٦٤﴾

هٰذَا ذِكْرٌ یہ نصیحت ہے وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ اور بے شک پرہیز گاروں کے لیے لَحُسْنَ مَآبٍ البتہ اچھا ٹھکانا ہے جَنَّاتِ عَدْنٍ باغات ہیں رہنے کے مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ ان کے لیے دروازے کھلے ہوئے ہیں مُتَّكِئِينَ فِيهَا ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے اس میں يَدْعُونَ فِيهَا طلب کریں گے اس میں بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ پھل بہت سے وَشَرَابٍ اور پینے کی چیزیں وَعِندَهُمْ اور ان کے پاس ہوں گی قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ

نیچی نگاہ رکھنے والیاں اَتۡرَابٌ ہم عمر هٰذَا مَا تُوۡعَدُوۡنَ یہ وہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا لِيَوۡمِ الۡحِسَابِ حساب کے دن اِنَّ هٰذَا لَرِزۡقُنَا بے شک یہ البتہ ہمارا رزق ہے مَا لَهٗ مِنۡ نَّفَادٍ نہیں ہے اس کے لیے ختم ہونا هٰذَا یہ ایسا ہی ہوگا وَاِنَّ لِلطّٰغِيۡنَ اور بے شک سرکشوں کے لیے لَشَرَّ مَاٰبٍ البتہ برا ٹھکانا ہے جَهَنَّمَ وہ دوزخ ہے يَصۡلَوۡنَهَا داخل ہوں گے وہ اس میں فَبِئۡسَ الۡمِهَادُ پس بہت ہی بُری جگہ ہے هٰذَا اس کو فَلۡيَذُوۡقُوۡهُ پس وہ اس کو چکھیں گے حَمِيۡمٌ وہ گرم پانی ہوگا وَّغَسَّاقٌ اور پیپ وَّاٰخَرُ اور مزید بھی مِنۡ شَكۡلِهٖۤ اس کے ساتھ ملتا جلتا اَزۡوَاجٌ مختلف قسم کا هٰذَا فَوۡجٌ مُّقۡتَحِمٌ مَّعَكُمۡ یہ ایک فوج ہے داخل ہو رہی ہے تمہارے ساتھ لَا مَرۡحَبًۢا بِهِمۡ نہ خوش آمدید ہوگی ان کے لیے اِنَّهُمۡ صَالُوا النَّارِ بے شک وہ داخل ہونے والے ہیں دوزخ کی آگ میں قَالُوۡا وہ کہیں گے بَلۡ اَنۡتُمۡ لَا مَرۡحَبًۢا بِكُمۡ بلکہ تمہارے لیے خوش آمدید نہ ہو اَنۡتُمۡ قَدَّمۡتُمُوۡهُ لَنَا تم نے اس کفر کو پیش کیا تھا ہمارے سامنے فَبِئۡسَ الۡقَرَارُ پس بُرا ٹھکانا ہے قَالُوۡا وہ کہیں گے رَبَّنَا اے رب ہمارے مَنۡ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا جس نے پیش کیا ہے ہمارے لیے یہ فَزِدۡهُ پس آپ اس کے لیے زیادہ کریں عَذَابًا ضِعۡفًا دگنا عذاب فِى النَّارِ آگ میں وَقَالُوۡا اور وہ کہیں گے مَا لَنَا ہمیں کیا ہو گیا ہے لَا نَرٰى

رِجَالًا ہم نہیں دیکھتے ان لوگوں کو کُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ جن کو ہم شمار کرتے تھے شریر اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا کیا بنایا ہم نے ان کو ٹھٹھا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ یا آنکھیں ان سے چوک رہی ہیں اِنَّ ذٰلِكَ بے شک یہ لَحَقٌّ البتہ حق ہے تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ آپس میں جھگڑا کرنا دوزخیوں کا۔

ربط آیات :

اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے بعض پیغمبروں کا نام لے کر فرمایا كُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ''یہ سب کے سب نیک تھے۔'' ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں سے بڑھ کر کوئی نیک نہیں ہو سکتا۔ آگے اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کا ذکر فرمایا ہے۔ فرمایا هٰذَا ذِكْرٌ یہ نصیحت ہے پیغمبروں کا ذکر کرنا وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ اور بے شک پرہیز گاروں کے لیے البتہ اچھا ٹھکانا ہے۔ جنت میں پیغمبروں کا مقام تو بہت بلند ہوگا اور دوسرے متقین اپنے اپنے درجے کے اعتبار سے جنت میں ہوں گے۔ وہ اچھا ٹھکانا کیا ہے؟ فرمایا جَنّٰتِ عَدْنٍ وہ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ان کے دروازے کھلے ہوں گے ہر موسم میں کہ ہمہ وقت پھل دار ہوں گے۔ دنیا کے باغوں کے پتے موسم خزاں میں جھڑ جاتے ہیں ان کے پتے نہیں جھڑیں گے ان کا پھل کبھی ختم نہیں ہوگا لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ [سورۃ الواقعہ] ''نہ قطع کیے جائیں گے اور نہ روکے جائیں گے۔'' جنت کے پھلوں کی یہ خصوصیت ہے کہ جہاں سے کوئی دانہ توڑا جائے گا فوراً اس پر دوسرا لگ جائے گا۔ دنیا کے باغوں میں چوکیدار ہوتے ہیں مالی ہوتے ہیں جو کسی کو کھانے نہیں دیتے بلکہ چڑیوں اور طوطوں کو روکتے ہیں۔ وہاں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی جہاں سے جس کا دل چاہے کھائے پیے۔ معزز مہمانوں کے لیے

دروازے کھلے ہوں گے۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جس دروازے سے اللہ تعالیٰ جس کو اجازت دے گا وہ اسی دروازے سے داخل ہوگا۔ بعض لوگ ایسے بھی ہوں گے کہ آٹھوں دروازوں سے بلانے والے ان کو بلائیں گے کہ تم یہاں سے داخل ہو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت :

بخاری شریف اور مسلم شریف میں روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بعض ایسے جنتی ہوں گے کہ ان کو آٹھوں دروازوں سے بلایا جائے گا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت! داخل ہونے کے لیے تو ایک دروازہ ہی کافی ہے مگر کوئی ایسا بندہ بھی ہو گا کہ جس کے لیے آٹھوں دروازے بے تاب ہوں گے؟ فرمایا ہاں وَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ ''اے ابوبکر میں امید کرتا ہوں کہ آپ انھی میں سے ہوں گے جن کے لیے آٹھوں دروازے کھلے ہوں گے۔'' کیونکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہر نیکی میں پیش پیش تھے۔

فرمایا مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے اس میں کرسیوں پر۔ سورہ مطففین پارہ ۳۰ میں ہے عَلَى الْاَرَآئِكِ ''آرام دہ کرسیوں پر ہوں گے۔'' جو گھومنے والی ہوتی ہیں جدھر کا ارادہ کریں گے ادھر پھر جائیں گی۔ پھیرنے میں کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ ٹیک لگا کر مزے سے بیٹھیں گے يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ طلب کریں گے ان جنتوں میں پھل کثرت کے ساتھ۔ سورۃ الدہر پارہ ۲۹ میں ہے وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ''اور ان کے سامنے پھریں گے بچے جو ہمیشہ رہیں گے اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا جب تو ان کو دیکھے گا تو بکھرے ہوئے موتیوں جیسا خیال کرے گا۔'' جس طرح حوریں جنت کی مخلوق ہیں اسی طرح چھوٹے بچے بھی وہاں کی مخلوق ہوگی موتیوں کی طرح خوب صورت۔ وہ پلیٹوں میں پھل ڈال کر سامنے لا کر رکھیں گے جس

پھل کے لیے جس کا جی چاہے کھائے وَّشَرَابٍ اور پینے کی چیزیں ہوں گی، شراب طہور، شہد، دودھ، خالص پانی، کوثر کا پانی، زنجبیل اور کافور کا پانی جو چاہیں گے ملے گا وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اوران کے پاس حوریں ہوں گی نیچی نگاہ رکھنے والیاں، بڑی شرم وحیاوالی بیبیاں اَتْرَابٌ ہم عمر اَتْـرَاب تِرْبٌ کی جمع ہے اس کا معنٰی ہے ہم عمر۔اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ وہ حوریں ہم عمر ہوں گی۔اور یہ معنٰی بھی کرتے ہیں کہ جوڑے آپس میں ہم عمر ہوں گے یعنی جنتی مرد اور حوریں۔ جنت کی حوروں کے ساتھ ساتھ دنیاوالی بیویاں بھی ہوں گی۔

دنیا کی بیویوں کا حسن وجمال حوروں سے زیادہ ہوگا اور ان کو حوروں پر فضیلت حاصل ہوگی۔حوریں ان کو کہیں گی ہم جنتی مخلوق ہیں کستوری، زعفران، عنبر اور کافور سے پیدا ہوئی ہیں تمھیں ہم پر فضیلت کیسے حاصل ہوگئی؟ یہ جواب دیں گی کہ نمازوں اور روزوں کی برکت سے۔دنیا میں گرمی اور سردی کی تکلیف برداشت کرنے کی برکت سے، اہل خانہ کی خدمت کی برکت سے اور تم جنت میں خالی بیٹھ کر کھاتی رہی ہو۔ یہ دنیاوی تکا لیف رفع درجات کا ذریعہ ہیں۔فرمایا هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ یہ وہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا حساب کے دن کہ یہ چیزیں تمھیں ملیں گی۔اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچی ذات اور کون ہے اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا بے شک یہ ہمارا رزق ہے کثرت سے پھل اور پینے کی چیزیں مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ نہیں ہوگا اس رزق کے لیے ختم ہونا هٰذَا یہ ایسا ہی ہوگا جیسے ہم نے کہا ہے وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ اور بے شک سرکشوں کے لیے لَشَرَّ مَاٰبٍ البتہ برا ٹھکانا ہے۔وہ ٹھکانا کون سا ہے جَهَنَّمَ وہ دوزخ ہے يَصْلَوْنَهَا وہ داخل ہوں گے اس میں فَبِئْسَ الْمِهَادُ پس بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی

فضل وکرم سے تمام مومنین اور مومنات کو دوزخ کے عذاب سے بچائے اور محفوظ رکھے۔
اس دنیا کی آگ میں لوہا تک پگل جاتا ہے اور بعض پتھر جل کر چونا بن جاتے ہیں اور دوزخ کی آگ اس سے انہتر گنا تیز ہے اگر وہاں مارنا مقصود ہوتو اس کا ایک جھونکا ہی کافی ہے لیکن وہاں تو لَا يَمُوْتُ فِيهَا وَلَا يَحْيٰ [سورۃ الاعلیٰ] ''نہ مرے گا نہ جیے گا۔'' آرزو کرے گا يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَه ''کاش یہ موت مجھے ختم کر دیتی۔'' خود اپنے لیے بد دعائیں کریں گے فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا [سورۃ الانشقاق] ''پس وہ ضرور پکاریں گے ہلاکت کو۔'' یا اللہ ہمیں ہلاک کر دے یا اللہ ہمیں مار دے۔ ایک ہزار سال تک چیخیں گے پکاریں گے مگر کوئی شنوائی نہیں ہو گی پھر جہنم کے انچارج فرشتے مالک علیہ السلام کو کہیں گے يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ [سورۃ زخرف] ''اے مالک چاہیے کہ فیصلہ کر دے ہم پر آپ کا پروردگار۔'' تم اپنے رب کے ہاں درخواست کرو کہ وہ ہمیں مار دے۔ عذاب سے تنگ آ کر خود بھی موت مانگیں گے اور مالک علیہ السلام سے بھی کہیں گے کہ تم بھی اپیل کرو کہ رب ہمیں ختم کر دے هٰذَا یہ ایسے ہی ہوگا جیسے ہم نے کہا ہے فَلْيَذُوْقُوْهُ پس وہ اس کو چکھیں گے۔ جہنم کے عذاب کو حَمِيْمٌ گرم پانی ایسا کہ اس کی شدت سے ہونٹ جل جائیں گے مگر بندہ پینے پر مجبور ہوگا۔

عذابِ جہنم :

ترمذی شریف کی روایت میں آتا ہے کہ ہونٹ لٹک کر نیچے ناف تک پہنچ جائے گا اور اوپر والا ہونٹ پیشانی کے ساتھ جا لگے گا وَهُمْ فِيهَا كٰلِحُوْنَ [مومنون: ۱۰۴] ''اور وہ اس میں بدشکل ہوں گے۔'' بندہ بندے کو دیکھ کر حیران ہوگا یہ وہ ہے جو دنیا میں کہتا تھا کہ میں حسین ہوں آج دیکھو اس کا کیا حال ہے؟ پھر وہ پانی جب پیٹ میں جائے گا تو

فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ [محمد:۱۵] ''انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پاخانے کے راستے باہر پھینک دے گا۔'' پھر فرشتے ان انتڑیوں کو لے کر منہ کے ذریعے اندر ڈال دیں گے وَّغَسَّاقٌ اور پیپ پئیں گے بدبودار۔ جس پانی سے زخموں کو دھویا جاتا ہے جس سے زخم دھلتے ہیں اور خون کو بھی عربی میں غساق کہتے ہیں۔ جس کو آج بندہ دیکھنا گوارا نہیں کرتا۔ حکم ہوگا اس کو پیو وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ اور مزید بھی اس کے ساتھ ملتا جلتا مختلف قسم کا۔ مثلاً: پیشاب پینے پر مجبور کیا جائے گا، پاخانہ کھانے پر مجبور کیا جائے گا، مادہ تولید جس سے بچہ پیدا ہوتا ہے مردوں اور عورتوں کو کھانے پر مجبور کیا جائے گا۔ دنیا میں تم نے بڑی عیش کی ہے آج یہ چیزیں کھاؤ۔ یہ سب چیزیں حق ہیں کوئی شک وشبے کی بات نہیں ہے هٰذَا فَوْجٌ یہ ایک فوج ہے۔ وڈیرے پہلے دوزخ میں داخل کیے جائیں گے دنیا میں جو آگے آگے ہوتے تھے۔ مثلاً: بدکردار پیر، غلط استاد، غلط قسم کے استاد اور لیڈر اور وڈیرے۔ یہ دوزخ میں پہلے داخل کیے جائیں گے اور ان کے ساتھ ان کے مریدوں اور شاگردوں کو اور ماننے والوں کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔ جو پہلے دوزخ میں جائیں گے وہ ان کو کہیں گے هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ یہ ایک فوج ہے داخل ہو رہی ہے تمہارے ساتھ۔ دیکھو! یہ بدبخت بھی یہاں آرہے ہیں جہاں ہم ہیں لَا مَرْحَبًا بِهِمْ نہ خوش آمدید ہوگی ان کے لیے۔ ان کو یہ نہیں کہیں گے کہ تمہارا آنا اچھا ہے تمھارے لیے ہمارے دل میں جگہ ہے یہ مکان تمہارے لیے کشادہ ہے۔ بلکہ کہیں گے ہم تو دوزخ میں آئے ہیں یہ بدبخت بھی آگئے ہیں اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ بے شک وہ داخل ہونے والے ہیں دوزخ کی آگ میں۔ مرید اور شاگرد قَالُوْا کہیں گے بَلْ اَنْتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ بلکہ تمہارے لیے خوش آمدید نہ ہو۔ تمہارے لیے خوش حالی نہ ہو کیوں کہ

اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا یہ تم نے اس کفر کو پیش کیا تھا ہمارے سامنے۔ یہ کفر، شرک، نافرمانی تم نے ہمارے سامنے پیش کیے تھے او ظالمو! تم نے یہ ہمارا بیڑا غرق کیا فَبِئْسَ الْقَرَارُ پس بُرا ٹھکانا ہے۔ کاش کہ یہ باتیں لوگوں کو دنیا میں سمجھ آجائیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں جگہ جگہ فرماتے ہیں اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ، اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ''کیا پس یہ سمجھتے نہیں ہیں یہ لوگ عقل سے کام نہیں لیتے۔'' وہاں کہیں گے لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ [سورۃ الملک] ''کاش کہ ہم سنتے یا سمجھتے تو ہم دوزخ والوں میں سے نہ ہوتے۔'' یا تو حق والوں کی بات سنتے یا خود تحقیق کرتے تو آج دوزخی نہ ہوتے۔ ہر آدمی کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ دی ہے مگر ضد اور ہٹ دھرمی بہت بُری شے ہے۔ جن لوگوں نے کفر شرک اختیار کیا ہے وہ مغالطے کا شکار کم ہیں ضد، دھڑے بازی اور فرقہ بندی کا شکار زیادہ ہیں سمجھتے ہیں کہ یہ بات ایسی ہے لیکن ماحول اور دھڑے بندی سے مجبور ہیں اس لیے حق کو قبول نہیں کرتے۔

قَالُوْا کہیں گے جو بعد میں داخل ہوں گے مرید، شاگرد، تابع وغیرہ رَبَّنَا اے ہمارے رب! مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا جس نے پیش کیا ہے ہمارے لیے یہ۔ جس نے ہمارے لیے یہ چیزیں کفر و شرک آگے بھیجی ہیں فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ آپ اس کے لیے زیادہ کریں دگنا عذاب دوزخ کی آگ کا ان کو دے۔ ہمارا عذاب بھی ان کو دے اور ان کا عذاب بھی ان کو دے کہ یہ ہمارے گرو ہیں ہمارے استاد ہیں، ہمارے پیر ہیں، ہمارے لیڈر اور وڈیرے ہیں وَقَالُوْا اور دوزخی کہیں گے مَا لَنَا ہمیں کیا ہوگیا ہے لَا نَرٰى رِجَالًا ہم نہیں دیکھتے ان لوگوں کو كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ جن کو ہم شمار کرتے تھے شریر۔ اَشْرَار شَرِیر کی جمع ہے۔ ہم ان کو شرارتی سمجھتے تھے۔ اہل

حق کو کافر اور بد کردار لوگ فسادی کہتے ہیں کہ یہ فساد مچاتے ہیں۔ جیسے یہ ہمارے تبلیغی حضرات دیہات میں جاتے ہیں تو بعض مقامات پر ان کو مسجدوں سے نکال دیا جاتا ہے کہ یہ اونٹ کی طرح ہمارے عقیدے کھا جاتے ہیں۔

تو دوزخی کہیں گے کہ وہ فسادی ہمیں نظر نہیں آ رہے۔ بھئی! وہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جنت میں مزے لوٹ رہے ہیں اور تم دوزخ میں جل رہے ہو وہ تمھیں کیسے نظر آئیں۔ وہ تو کہیں گے کہ ہمیں شریر لوگ نظر نہیں آ رہے اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا کیا بنایا ہم نے ان کو ٹھٹھا۔ گرامر کے لحاظ سے یہ لفظ اصل میں اَءِ تَّخَذْنٰهُمْ تھا۔ ایک ہمزہ نفس کلمہ کا ہے اور ایک ہمزہ استفہام کا۔ قاعدے کے مطابق ہمزہ وصلی گر گیا ہے کہیں گے ہم دنیا میں ان کے ساتھ مذاق کرتے تھے وہ ہمیں نظر نہیں آ رہے اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ یا آنکھیں ان سے چوک رہی ہیں کہ موجود ہیں اور نظر نہیں آ رہے۔ وہ تمھیں کیسے نظر آئیں وہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے تو جنت میں آرام سے رہ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے جتنے پیغمبر دنیا میں تشریف لائے کافروں نے ان کو فسادی کہا اور نحوست کی نسبت پیغمبروں کی طرف کی۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کی نافرمانی کی وجہ سے دین حق قبول نہ کرنے کی وجہ سے بارشیں رک جاتی تھیں، فصلوں میں کمی آ جاتی تھی، کوئی بیماری ان پر مسلط کر دی جاتی تھی تو کافر کہتے تھے اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ [یٰسین:۱۸] ''بے شک ہم تمہاری وجہ سے شگون لیتے ہیں۔ یہ نحوست ہم پر تمھاری وجہ سے آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے کہا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ''تمھاری شگون تمہارے ساتھ ہے۔'' یہ نحوست تمہاری وجہ سے ہے ہماری وجہ سے نہیں ہے اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ اس وجہ سے کہ تمھیں نصیحت کی گئی ہے۔'' اس کو تم نحوست سمجھتے ہو بلکہ تمھارے کفر کی وجہ سے یہ نحوست آئی

ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ بے شک البتہ یہ حق ہے تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ آپس میں جھگڑنا دوزخیوں کا۔ پیر مرید، استاد شاگرد، تابع متبوع، دوزخ میں آپس میں جھگڑیں گے الزام ایک دوسرے پر لگائیں گے۔ یہ جھگڑنا دوزخیوں کا بالکل حق ہے۔

*****

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖۗ وَّ

مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿۶۶﴾ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ﴿۶۷﴾ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ﴿۶۸﴾ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰىٓ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۶۹﴾ اِنْ يُّوْحٰىٓ اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۰﴾ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ﴿۷۱﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۭ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۭ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۷۶﴾

قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ یقینی بات ہے میں ڈرانے والا ہوں وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اور نہیں ہے کوئی معبود اِلَّا اللّٰهُ مگر اللہ تعالیٰ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ جو اکیلا ہے سب پر غالب ہے رَبُّ السَّمٰوٰتِ جو رب ہے آسمانوں کا وَالْاَرْضِ اور زمین کا وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے الْعَزِيْزُ غالب ہے الْغَفَّارُ بخشنے والا ہے قُلْ آپ کہہ دیں هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ وہ خبر ہے بڑی اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ تم اس سے اعراض کرنے والے ہو مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ نہیں تھا مجھے علم بِالْمَلَاِ

الْاَعْلٰی اس جماعت کا جو اوپر رہتی ہے اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ جس وقت وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے اِنْ یُّوْحٰٓی اِلَیَّ نہیں وحی کی جاتی میری طرف اِلَّآ مگر اَنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ اس لیے کہ میں ڈرانے والا ہوں کھول کر اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ جس وقت فرمایا آپ کے رب نے فرشتوں سے اِنِّیْ خَالِقٌ بے شک میں بنانے والا ہوں بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ انسان مٹی سے فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ بس جس وقت میں اس کو برابر کردوں وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ اور پھونک دوں اس میں اپنی طرف سے روح فَقَعُوْا لَہٗ پس تم گر جانا اس کے سامنے سٰجِدِیْنَ سجدہ کرتے ہوئے فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ پس سجدہ کیا فرشتوں نے کُلُّھُمْ سب نے اَجْمَعُوْنَ اکٹھے اِلَّآ اِبْلِیْسَ مگر ابلیس نے اِسْتَکْبَرَ اس نے تکبر کیا وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ اور تھا وہ کفر کرنے والوں میں سے قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یٰٓاِبْلِیْسُ اے ابلیس مَا مَنَعَکَ کس چیز نے تجھے روکا اَنْ تَسْجُدَ یہ کہ تو سجدہ کرے لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ جس کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اَسْتَکْبَرْتَ کیا تو نے تکبر کیا اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ یا ہے تو بڑوں میں سے قَالَ اس نے کہا اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ میں اس سے بہتر ہوں خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ آپ نے پیدا کیا مجھے آگ سے وَّخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ اور اس کو آپ نے پیدا کیا مٹی سے۔

انبیاء علیہم السلام کے معجزات:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو بڑا درجہ اور شان عطا فرمائی ہے۔ مخالفوں کو عاجز کرنے کے لیے معجزات عطا فرمائے۔ معجزے کی حقیقت کو نہ سمجھتے ہوئے کم فہم لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے پاس خدائی اختیارات ہیں حالانکہ وہ معجزہ پیغمبر کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے تائید کے لیے اور فعل اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو معجزہ عطا فرمایا لاٹھی پھینکتے اژدہا بن جاتا، ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالتے روشن ہو جاتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مادر زاد اندھے کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے وہ بینا ہو جاتا۔ برص، پھل بہری والے کے جسم پر ہاتھ پھیرتے اس کے بدن سے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سارے داغ ختم ہو جاتے۔ پچاس ہزار آدمیوں کو انھوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ بینا کیا۔ دم کرتے وقت یہ شرط لگاتے تھے کہ ایمان لاؤ۔ ہاتھ میں پھیروں گا شفا رب تعالیٰ نے دینی ہے۔ مگر ضدی لوگ مخالفت سے باز نہیں آئے۔ تو ضد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔ کتنے بڑے بڑے انہوں نے معجزے دیکھے لیکن تسلیم نہیں کیا۔ قبر پر کھڑے ہو کر کہنا قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہ ''اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔'' اور مردے کا قبر سے باہر آ جانا کوئی چھوٹا معجزہ ہے؟

حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام رحمۃ اللہ علیہ کو مرے ہوئے کئی ہزار سال گزر چکے تھے ان کی قبر اس علاقے میں تھی۔ لوگوں کو ساتھ لے کر ان کی قبر پر کھڑے ہو کر کہا قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہ وہ زندہ ہو کر باہر آ گئے۔ سب نے دیکھا مصافحہ کیا عیسیٰ علیہ السلام سے باتیں بھی کیں کچھ عرصہ زندہ رہنے کے بعد فوت ہو گئے۔

ایک بوڑھی عورت کا ایک ہی بیٹا تھا خاوند پہلے فوت ہو چکا تھا بیٹا فوت ہوا تو بڑی

پریشان ہوئی۔ اکیلی رہ گئی سہارا کوئی نہیں تھا اس کے بیٹے کی قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا قُمْ بِاِذْنِ اللہ وہ قبر سے باہر نکل آیا۔ کافی مدت تک زندہ رہا والدہ کی خدمت کرتا رہا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک گہرا دوست تھا عاذر نامی (رحمہ اللہ تعالیٰ)۔ اس کی جدائی کا خود عیسیٰ کو صدمہ تھا مگر رب تعالیٰ کے حکم سے پہلے تو کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ جب رب تعالیٰ نے اجازت دی تو اس کی قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا یا عَاذَرُ قُمْ بِاِذْنِ اللہ وہ قبر سے باہر آ گیا۔ ایک چونگی ملازم کی بیٹی فوت ہو گئی جس سے وہ بڑا پریشان تھا۔ اس کی قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا قم باذن اللہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے قبر سے باہر آ گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قضائے حاجت پیش آئی کھلا میدان تھا پردے کی شکل نہیں تھی میدان کے ایک کنارے پر درخت کھڑا تھا۔ اس کو اشارہ کیا آنے کا، وہ زمین کو چیرتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچ گیا۔ دوسرے کنارے پر دوسرا درخت تھا اس کو بھی اشارہ فرمایا آنے کا وہ بھی زمین کو چیرتا ہوا پہلے درخت کے ساتھ آ کر مل گیا۔ ان کی ٹہنیوں کو اشارہ کیا وہ اکٹھی ہو گئیں اور پردے کا انتظام ہو گیا۔ فراغت کے بعد ان کو اشارہ کیا کہ اپنی اپنی جگہ پر چلے جاؤ وہ اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے۔ یہ مسلم شریف کی روایت ہے۔

حدیبیہ کے مقام پر پانی کی قلت ہو گئی۔ پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ان کے علاوہ اونٹ گھوڑے بھی تھے۔ پھر سارے نمازی تھے وضو کے لیے بھی پانی کی ضرورت تھی۔ ایک پتھر سے تھوڑا تھوڑا پانی رِس رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اتنا پانی جمع ہونے دو کہ اس میں میری انگلیاں ڈوب جائیں۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ ساتھیوں نے تھوڑا سا وقفہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں اپنا ہاتھ مبارک ڈالا تو اللہ

تعالیٰ کے فضل و کرم سے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا۔

خندق کے موقع پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھوک اور ضعف کو محسوس کیا تو اپنے گھر گئے بیوی سہلہ بنت رملہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ گھر میں کچھ کھانے کو ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت دے دوں۔ بیوی بڑی سمجھ دار تھی ان کے ساتھ جب نکاح ہوا اس وقت بیوہ تھیں۔ کہنے لگیں ایک صاع یعنی ساڑھے تین سیر جو اور ایک ٹیڈی بکری ہے۔ فرمایا میں اس کو ذبح کرتا ہوں تم جو کو چکی میں پیس کر آٹا بنا کر گوندھو اور روٹیاں پکاؤ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلا کر لاتا ہوں۔ جس وقت جانے لگے تو بیوی نے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ تمہاری طبیعت بڑی شرمیلی ہے بات گول مول نہ کرنا خندق میں بڑی مخلوق ہے۔ یہ کہنا کہ حضرت آپ اور تین چار ساتھی اور ہو جائیں۔ کہیں سارے ساتھی نہ آجائیں شرمندگی نہ ہو۔ بخاری شریف کی روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جا کر عرض کیا حضرت! آپ تشریف لے آئیں اور تین چار ساتھی اور ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تیاری کی ہے؟ عرض کیا حضرت! ایک صاع جو تھے اور ایک ٹیڈی بکری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے آنے تک روٹیاں نہیں پکانی اور ہنڈیا کو چولھے سے نہیں اتارنا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرما دیا یا اہل خندق ''اے خندق والو! جابر نے تمہاری دعوت کی ہے۔ ایک ہزار آدمی آپ کے ساتھ آ گئے۔ بی بی دیکھ کر پریشان ہوگئی اور اشارہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک کونے میں بیٹھا کر میری بات سنو۔ کہنی لگی کہ میں نے کیا سمجھا کر بھیجا تھا تم یہ سارا لشکر ساتھ لے کر آ گئے ہو کھانا کیسے پورا ہوگا؟

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ میں نے تیرا پورا سبق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا دیا تھا مگر پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سب کو ساتھ لے آئے ہیں۔ بخاری

شریف کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے کچھ پڑھ کر آٹے پر پھونک ماری اور کچھ پڑھ کر ہنڈیا پر پھونکا۔ایک ہزار آدمی نے سیر ہو کر کھایا۔گھر کے افراد اور محلے داروں نے بھی کھایا کھانا پھر بچ گیا۔ایسی عجیب وغریب چیزیں دیکھ کر سطحی قسم کے لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کے پاس خدائی اختیارات آگئے ہیں۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کی زبانی اعلان کروایا کہ ہم تو صرف ڈرانے والے ہیں خدائی اختیارات ہمارے پاس نہیں ہیں۔

ارشاد ربانی ہے قُلْ اے نبی کریم ﷺ! آپ کہہ دیں اعلان کر دیں اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ پختہ بات ہے کہ میں ڈرانے والا ہوں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ اور نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ جو اکیلا ہے سب پر غالب ہے۔الٰہ صرف اللہ تعالیٰ ہے،معبود،مشکل کشا،حاجت روا،فریاد رس،دست گیر،مختار کل صرف اللہ تعالیٰ ہے۔یہ میرے ہاتھ پر جو عجیب وغریب چیزیں تمھیں نظر آتی ہیں معجزے کے طور پر ان کو دیکھ کر مجھے الٰہ نہ سمجھنا میں تو صرف تمہیں رب تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے والا ہوں کہ اگر تم رب تعالیٰ کے احکام نہیں مانو گے تو دنیا میں بھی عذاب آئے گا قبر میں بھی ہوگا اور آخرت میں بھی ہوگا۔اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہ اپنی ذات اور صفات میں اکیلا ہے وہ سب پر غالب ہے۔اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی کو غلبہ حاصل نہیں ہے۔وہ کون ہے؟ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جو رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔آسمانوں میں جو مخلوق رہتی ہے اس کی تربیت کرنے والا ہے اور جو مخلوق زمین میں رہتی ہے اس کی تربیت کرنے والا ہے وَمَا بَيْنَهُمَا اور آسمانوں اور زمین کے درمیان فضا میں جو مخلوق رہتی ہے اس کی بھی تربیت کرنے والا ہے۔صرف وہی ہے الْعَزِيْزُ غالب ہے الْغَفَّارُ بخشنے والا ہے گناہوں کا۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ سحری کے وقت اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے جو اس کی شان کے لائق ہے اور اعلان کرتا ہے هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ اَغْفِرُ لَهٗ ''ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ میں اس کو بخش دوں هَلْ مِنْ مُسْتَرْزِقٍ اَرْزُقُهٗ ہے کوئی رزق طلب کرنے والا کہ میں اس کو رزق دے دوں هَلْ مِنْ كَذَا هَلْ مِنْ كَذَا مختلف چیزوں کے متعلق فرماتے ہیں حَتّٰى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ آواز پر آواز دیتے ہیں۔''

قبولیتِ دعا کی شرائط :

لیکن یاد رکھنا دعائیں اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں لیکن دعا کی قبولیت کے لیے کچھ شرائط ہیں۔

❀...... پہلی شرط ہے کہ ایمان صحیح ہو اور مضبوط ہو۔

❀...... دوسری شرط یہ ہے کہ جس وقت دعا کرے اس وقت تک اس کے ذمہ کوئی عبادت نہ ہو۔ نہ اس سے کوئی نماز قضا ہوئی، نہ روزہ چھوڑا ہو، نہ حج، نہ زکوٰۃ، نہ قربانی، نہ فطرانہ، کوئی شے اس کے ذمے نہ ہو۔

❀...... تیسری شرط یہ ہے حرام کا لقمہ نہ کھایا ہو۔ حرام کا ایک لقمہ کھانے سے انسان چالیس دن اور چالیس راتیں دعا کی مقبولیت سے محروم ہو جاتا ہے اور ہم نے تو مشکوک مال اور حرام مال سے پیٹ بھرے ہوئے ہیں۔

❀...... چوتھی شرط یہ ہے کہ دعا پوری دل جمی اور توجہ کے ساتھ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ زبان کسی طرف اور توجہ کسی طرف۔ معاف رکھنا! ہم ان شرائط سے خالی ہیں پھر بھی وہ ہماری دعائیں قبول کرتا ہے۔ اس کی شفقت اور مہربانی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيمٌ آپ فرما دیں وہ خبر ہے بہت بڑی۔ هُوَ ضمیر کا مرجع ہے یوم حساب جو هٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ میں ہے کہ حساب کا دن، قیامت کا دن بڑی خبر ہے معمولی چیز نہیں ہے اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ تم اس یوم الحساب سے اعراض کرنے والے ہو کوئی تیاری نہیں کر رہے۔ آج معمولی سے امتحان کے لیے بڑی تیاری کرنی پڑتی ہے اور وہ تو صحیح امتحان ہے ہر آدمی اس کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ کہہ دیں مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰى ۔ مَلا کا معنٰی ہے جماعت اور اعلیٰ کا معنٰی بالائی۔ یہ فرشتے آسمانوں کے اوپر رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آپ کہہ دیں مجھے علم نہیں ہے بالائی جماعت کا اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ جس وقت انہوں نے آپس میں جھگڑا کیا۔ یہ جھگڑا کس بات پر تھا؟ احادیث میں آتا ہے کہ فرشتوں نے آپس میں کہا کہ کون سے اچھے کام ہیں جن سے رب راضی ہوتا ہے؟ ایک فرشتے نے کہا یہ ہے کام۔ دوسرے نے کہا یہ کام ہے، تیسرے نے کہا یہ نہیں بلکہ یہ کام ہے۔ ترمذی شریف میں روایت ہے کہ فرشتوں نے جو باتیں کیں ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ لین الکلام ''گفتگو نرم کرنا'' دوسرا یہ کہ مسلمانوں کا آپس میں کثرت کے ساتھ سلام کرنا۔ تیسری چیز الصَّلٰوةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ ''رات کو تہجد کے وقت اٹھ کر نماز پڑھنا جب لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔'' اور اطعام الطعام مسکینوں کو کھانا کھلانا ایسے طریقے پر کہ دوسرے کسی کو خبر نہ ہو کہ کہاں دیگ کھڑک رہی ہے۔ معاف رکھنا! ہم ریاکار لوگ ہیں جب تک ہمارے دروازے کے سامنے دیگ نہ کھڑکے ہم مطمئن ہی نہیں ہوتے چاہے ثواب پہنچے نہ پہنچے۔ یہ کام تھے جن کے متعلق آپس میں بحث کر رہے تھے۔ رائے اور نظریے کا اختلاف تھا۔

تو فرمایا آپ کہہ دیں مجھے کوئی علم نہیں تھا اس جماعت کا جو اوپر تھی جس وقت انہوں نے آپس میں جھگڑا کیا اِنْ یُّوْحٰٓی اِلَیَّ نہیں وحی کی جاتی میری طرف اِلَّآ مگر اَنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ اس لیے کہ میں ڈرانے والا ہوں کھول کر۔ رب تعالیٰ جو مجھے بتلا دیتے ہیں وہ میں آگے بتلا دیتا ہوں مجھے غیب کا تو علم نہیں ہے کہ مجھے علم ہو کہ فرشتے کیا کر رہے ہیں وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ [نحل:۷۷] ''اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے غیب آسمانوں کا اور زمین کا۔'' اور سورہ انعام آیت نمبر ۵۰ میں ہے وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ ''اور میں نہیں جانتا غیب وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ اور میں یہ بھی نہیں کہتا کہ میں نوری ہوں فرشتہ ہوں۔'' میں انسان ہوں بشر ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت و رسالت عطا فرمائی ہے۔

ابلیس کی ضد اور ہٹ دھرمی :

آگے اللہ تعالیٰ نے ایک ضدی کا ذکر فرما کر یہ بات سمجھائی ہے کہ ضدی نہ بننا۔ اس ضدی کو ساری دنیا جانتی ہے۔ فرمایا اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ جس وقت کہا آپ کے رب نے فرشتوں سے اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ بے شک میں بنانے والا ہوں ایک انسان، ایک بشر گارے سے۔ خشک مٹی کو عربی میں تراب کہتے ہیں۔ پہلے خشک مٹی تھی پھر رب تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے اس کا گارا بنایا پھر وہ خشک ہو کر بجنے والی مٹی ہوگئی صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ جیسے ٹھیکری ہوتی ہے۔ اس کے خلاصے سے رب تعالیٰ نے آدم کو پیدا فرمایا۔ فرمایا فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ پھر جب میں اس کو درست کر دوں برابر کر دوں اور اپنی طرف سے اس بشر میں روح پھونک دوں فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ پس تم گر پڑنا اس کے آگے سجدہ کرتے ہوئے۔ یہاں حقیقی سجدہ ہی مراد ہے کیونکہ پہلی

شریعتوں میں سجدہ تعظیمی جائز تھا ہماری شریعت میں سجدہ تعظیمی ممنوع اور حرام ہے۔ نہ کسی زندہ کو جائز ہے، نہ قبر کو جائز ہے، نہ نبی کو، نہ ولی کو، نہ باپ کو، نہ ماں کو، کسی کو سجدہ جائز نہیں ہے حرام ہے۔ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ پس سجدہ کیا فرشتوں نے سب نے اکٹھے۔ كُلُّهُمْ کا لفظ بتلا رہا ہے کہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا ہے کوئی فرشتہ مستثنیٰ نہیں تھا اور اَجْمَعُوْنَ کا لفظ بتلا رہا ہے کہ تمام فرشتوں نے سجدہ اکٹھے کیا۔ تو تمام فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو اکٹھا سجدہ کیا اِلَّآ اِبْلِيْسَ مگر ابلیس ضدی نے سجدہ نہ کیا۔ یقین جانو کہ علم میں شاید ہی ابلیس سے کوئی بڑا عالم ہو۔ مگر علم تو وسیلہ ہے عمل کے لیے۔ اگر عمل نہ کیا تو علم کا کیا فائدہ۔ ایسے علم پر فخر کرنے کا کیا فائدہ؟ عوام میں مشہور ہے کہ اس نے چودہ علم پاس کیے تھے اور فرشتوں کا بھی استاد رہا ہے۔ الا بلا بر گردن ملا۔ خدا جانے وہ چودہ علم کون سے ہیں اور فرشتوں کا استاد رہا ہے یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ مگر اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ شیطان بہت بڑا عالم تھا۔

اس زمانے میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ بڑے امام اور مفسر قرآن گزرے ہیں۔ وفات کے وقت شیطان نے ان کے ساتھ مناظرہ شروع کر دیا۔ کہنے لگا اللہ تعالیٰ کی توحید پر دلیل پیش کرو۔ امام صاحب جو دلیل پیش کرتے توڑ دیتا۔ ہم تم کس باغ کی مولی ہیں۔ فرمانے لگے قرآن شریف اور بخاری شریف کو سینے پر رکھ کر۔ نیچے بخاری شریف رکھی اوپر قرآن شریف رکھا اور فرمایا اَمُوْتُ عَلٰی دِيْنِ الْعَجَائِزِ "میں بغیر دلیل کے اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک مانتا ہوں۔" جاؤ تم اپنا کام کرو۔ دلیلوں کا تو شیطان وکیل اعظم ہے وہ کیسے قابو میں آسکتا تھا۔ فرمایا جاؤ میں بغیر دلیل کے رب کو مانتا ہوں۔

تو ابلیس نے سجدہ نہ کیا اِسْتَكْبَرَ تکبر کیا وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ اور ہو گیا

وہ کافروں میں سے قَالَ رب تعالیٰ نے فرمایا یٰۤاِبۡلِیۡسُ اے ابلیس مَا مَنَعَكَ اَنۡ تَسۡجُدَ تجھے کس چیز نے روکا کہ تو سجدہ کرے لِمَا اس مخلوق کو خَلَقۡتُ بِیَدَیَّ جس کو میں نے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا ہے۔ جو رب تعالیٰ کی شان کے لائق ہاتھ ہیں۔ ہم نہیں جانتے کیسے ہیں اَسۡتَكۡبَرۡتَ۔ اصل میں تھا ءَاِسۡتَكۡبَرۡتَ ہمزہ وصلی گر گیا ہے۔ کیا تو نے تکبر کیا اپنے آپ کو بڑا سمجھا اَمۡ كُنۡتَ مِنَ الۡعَالِیۡنَ یا تو سچ مچ بڑوں میں سے تھا۔ وڈیروں میں سے تھا۔ کہنے لگا میں وڈیروں میں سے تھا قَالَ کہا ابلیس نے اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡهُ میں اس سے بہتر ہوں۔ تکبر نہیں کیا میں سچ مچ بڑا ہوں۔ کیوں؟ خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ وَّ خَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِیۡنٍ مجھے آپ نے پیدا کیا آگ سے اور اس کو گارے سے۔ آگ میں روشنی ہوتی ہے، شعلہ ہوتا ہے، بلندی ہوتی ہے اور مٹی پاؤں کے نیچے روندی جاتی ہے اس میں روشنی بھی نہیں ہے تو میں اعلیٰ ہو کر ادنیٰ کو سجدہ کیوں کر کرتا۔ یہ تھی اس کی وکالت۔ باقی ذکر آگے آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

❋❋❋❋

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۷۷﴾

وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۷۸﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۷۹﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۸۱﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۲﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۸۳﴾ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ﴿۸۴﴾ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿۸۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿۸۸﴾ ع ۵ ۲۴ ۱۴

قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاخْرُجْ مِنْهَا پس تو نکل جا اس جگہ سے فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ پس بے شک تو مردود ہے وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اور بے شک تجھ پر میری لعنت ہے اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ بدلے کے دن تک قَالَ ابلیس نے کہا رَبِّ اے میرے رب فَاَنْظِرْنِيْٓ پس آپ مجھے مہلت دیں اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ اس دن تک جس دن یہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے قَالَ فرمایا رب تعالیٰ نے فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ پس بے شک تو مہلت دیئے ہوؤں میں سے ہے اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ایک معلوم وقت کے دن تک قَالَ کہا ابلیس نے فَبِعِزَّتِكَ پس آپ کی عزت کی قسم ہے لَاُغْوِيَنَّهُمْ البتہ میں ان کو بہکاؤں گا اَجْمَعِيْنَ سب کو اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ مگر ان میں سے آپ کے وہ بندے الْمُخْلَصِيْنَ جو مخلص ہیں قَالَ فرمایا اللہ تعالیٰ

نے فَالْحَقُّ پس حق ہے وَالْحَقَّ اَقُوْلُ اور حق ہی میں کہتا ہوں لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ البتہ ضرور بھروں گا میں جہنم کو مِنْكَ تجھ سے وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اوران سے جنھوں نے پیروی کی تیری اَجْمَعِيْنَ اکٹھے قُلْ آپ کہہ دیں مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ میں نہیں سوال کرتا تم سے اس تبلیغ پر مِنْ اَجْرٍ کوئی معاوضہ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ اور نہیں ہوں میں بات بنانے والوں میں سے اِنْ هُوَ نہیں ہے یہ قرآن اِلَّا مگر ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ نصیحت جہان والوں کے لیے وَلَتَعْلَمُنَّ اور البتہ تم ضرور جان لوگے نَبَاَهٗ اس کی خبر بَعْدَ حِيْنٍ ایک وقت کے بعد۔

اس سے پہلی آیتوں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا بغیر کسی حیل و حجت کے کہ ہم نوری ہیں اور یہ خاکی ہے ہم اس کو سجدہ کیوں کریں۔ لیکن ابلیس نے سجدہ نہ کیا اور حجت بازی کی کہ مجھے آپ نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو گارے سے پیدا کیا لہٰذا میں نے اس کو سجدہ نہیں کیا کہ یہ ادنیٰ ہے اور میں اعلیٰ ہوں۔

ایاز کی ذہانت :

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں ایک حکایت بیان کر کے شیطان کی مذمت کی ہے۔ ایک بچہ تھا ایاز بڑا ذہین اور سمجھ دار۔ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی ذہانت اور نیکی کی وجہ سے طبعی طور پر اس کے ساتھ محبت تھی اور اس کو ساتھ بٹھاتے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ بچہ بڑا ذہین ہے آداب سلطنت بھی سمجھ لے۔ فیصلے ہوں گے اور گفتگو ہوگی اس سے

اس کی تربیت ہوگی۔ وزیروں اور مشیروں نے کہا کہ بادشاہ سلامت! ہے تو گستاخی مگر یہ چھوٹا سا بچہ آپ کے پاس بیٹھتا ہے بعض راز کی باتیں ہوتی ہیں۔ اس وقت تو غزنوی رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ ہندوؤں کی زیادتیوں کی وجہ سے جب انہوں نے ہندوستان پر حملہ کیا تھا۔ ان کا مشہور مندر سومنات کا تھا۔ اس میں انہوں نے ہیروں اور موتیوں کے بت رکھے ہوئے تھے۔ ان کو توڑ پھوڑ کر ہیرے موتی بھی ساتھ لے گئے۔ ایک دن سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک نوکر کو حکم دیا کہ ایک پتھر اور ہتھوڑا لا کر دربار میں رکھ دو۔ جب دفتر میں بیٹھے دربار لگ گیا وزیر، مشیر آ گئے تو ان ہیروں میں سے ایک قیمتی ہیرا ایک وزیر کو دیا کہ پتھر پر رکھ کر ہتھوڑے سے توڑ دو۔ اس نے نہ توڑا کہ ہیرا بڑا قیمتی ہے۔ دوسرے، تیسرے، چوتھے کو کہا کسی نے بھی نہ توڑا۔ پھر ایاز بچے کو کہا۔ اس نے پتھر پر رکھ کر ہتھوڑا مارا اور توڑ دیا۔ بادشاہ نے پوچھا ایاز تو نے یہ کیا کیا اتنا قیمتی ہیرا تو نے توڑ دیا؟ ایاز نے جواب دیا کہ بادشاہ سلامت! بے شک ہیرا بڑا قیمتی تھا مگر میرے بادشاہ کا حکم اس سے بھی زیادہ قیمتی تھا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کاش ابلیس کو ایاز جتنی ہی عقل ہوتی کہ بالفرض ایک منٹ کے لیے مان لو کہ تو بہتر تھا ناری جو ہوا اور وہ خاکی تھا۔ مگر یہ تو دیکھتا کہ حکم کس کا ہے؟ تو نے تو آقا کے حکم کی بھی قدر نہ کی۔ باقی ابلیس کی یہ منطق ہی غلط تھی کہ میں ناری ہوں اور بہتر ہوں اس لیے کہ رب تعالیٰ نے خاک میں جو اثر رکھا ہے اور خوبیاں رکھی ہیں وہ نار میں نہیں ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات میں بڑی تفصیل کے ساتھ اس کو ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ نبوت اور رسالت کا مقام بہت بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ناری مخلوق میں نبوت و رسالت نہیں رکھی کیونکہ ان میں اس کی استعداد نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ خاکی

مخلوق کو دی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی تک کسی جن کو نبوت ورسالت نہیں ملی کیونکہ جنات میں اس کی صلاحیت اور استعداد ہی نہیں تھی۔تو ابلیس کی پہلی بات ہی مسلم نہیں ہے کہ وہ آدم سے بہتر ہے اور بالفرض تیری یہ بات مان بھی لیں تو تو یہ دیکھتا کہ حکم کون دے رہا ہے تجھ سے زیادہ تو ایاز سمجھ دار نکلا جس نے آقا کے حکم کی تعمیل کی اور قیمتی ہیرے کی پروانہیں کی۔

جب ابلیس نے حجت بازی کی تو قَالَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاخْرُجْ مِنْهَا بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ُھا ُضمیر کا مرجع جنت ہے کہ تو جنت سے نکل جا۔اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ ُھا ُضمیر سے مراد جماعت ملائکہ ہے کہ تو فرشتوں کی جماعت سے نکل جا۔ تیسری تفسیر یہ ہے کہ ضمیر آسمانوں کی طرف لوٹتی ہے کہ تو آسمانوں سے نکل جا۔کیوں؟ فَإِنَّكَ رَجِيمٌ پس بے شک تو مردود ہے۔تو نے میرے حکم کی تعمیل نہیں کی میں تیرا خالق ومالک ہوں تو نے میرے آگے حجت بازی شروع کردی ہے۔اگر فرشتے یہ منطق لڑاتے تو اچھی تھی کہ وہ نوری مخلوق تھی لیکن انہوں نے حکم کی تعمیل کی فوراً سجدے میں گر گئے۔کیونکہ ُف ُتعقیب بلامہلت کے لیے آتی ہے۔تو فرمایا نکل جا فرشتوں کی جماعت سے تو مردود ہے وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيٓ اور بے شک تجھ پر میری لعنت ہے اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔ دین کا معنٰی جزا اور بدلہ۔ بدلے والے دن تک، قیامت والے دن تک تجھ پر میری لعنت ہے۔لعنت کا لفظی معنٰی ہے اَلْبُعْدُ مِنَ الرَّحْمَتِ "رحمت سے دوری۔" رب کی رحمت سے تیرے لیے دوری ہے قَالَ ابلیس نے کہا رَبِّ اے میرے رب فَاَنْظِرْنِيٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ آپ مجھے مہلت دے دیں اس دن تک جس دن یہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ یوم یبعثون تک مہلت مانگنے سے ابلیس کا مقصد یہ تھا

کہ موت کے سخت کڑوے پیالے سے بچ جاؤں گا کیونکہ موت کی گھڑی بڑی سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ اگر خاتمہ ایمان پر ہو جائے تو پھر مزے ہی مزے ہیں۔ اگر خدانخواستہ خاتمہ ایمان پر نہ ہوا تو پھر عذاب ہی عذاب ہے، تکلیف ہی تکلیف ہے۔ تو ابلیس نے دوبارہ اٹھنے کے دن تک مہلت مانگی قَالَ رب تعالیٰ نے فرمایا فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ پس بے شک تو مہلت دیئے ہوؤں میں سے ہے مثلاً فرشتے ہیں، جبرائیل، میکائیل، اسرافیل وغیرہ۔ ان کو نفخہ اولیٰ تک مہلت ہے لیکن موت ان پر بھی آئے گی۔ وہ فرشتہ جو سب کی جان نکالنے پر مقرر ہے موت اس پر بھی آئے گی۔ تو مہلت دیئے ہوؤں میں سے ہے مگر جس وقت تک تو مہلت مانگتا ہے وہ نہیں بلکہ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ معلوم وقت کے دن تک یعنی نفخہ اولیٰ تک۔ نفخہ ثانیہ تک نہیں۔ تو موت سے بچنا چاہتا ہے یہ نہیں ہوگا بلکہ موت آئے گی کیونکہ ضابطہ ہے كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ”مخلوق کے ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔“ بخاری شریف میں روایت ہے کہ نفخہ اولیٰ اور ثانیہ کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہوگا۔ اسرافیل علیہ السلام جب پہلی مرتبہ بگل پھونکیں گے تو ساری کائنات ختم ہو جائے گی۔ پھر اسرافیل علیہ السلام اور عزرائیل علیہ السلام کو بھی مار دیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو زندہ کر کے فرمائیں گے بگل میں پھونک مارو۔ وہ دوبارہ بگل پھونکیں گے فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ [زمر:٦٨] ”پس وہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور دیکھ رہے ہوں گے۔“ جہاں بھی جو ہوگا چاہے قبروں میں ہیں یا کسی کو جلایا گیا ہے یا کسی کو مچھلیوں نے، پرندوں نے، درندوں نے کھالیا ہے سب کے سب زندہ ہو کے آجائیں گے۔ تو شیطان کو نفخہ اولیٰ تک مہلت مل گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر اعظم کی دعا بھی فی الجملہ قبول ہوئی۔ یہ الگ بات ہے کہ پوری قبول

نہ ہوئی کچھ قبول ہوئی۔

قَالَ ابلیس نے کہا فَبِعِزَّتِكَ باقسمیہ ہے۔ معنیٰ ہوگا پس قسم ہے آپ کی عزت کی لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ میں ضرور ان سب کو بہکاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کی قسم بھی صحیح ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کی قسم بھی صحیح ہے۔ مثلاً: کوئی شخص کہے "مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے" صحیح ہے۔ یا کہے "مجھے رحمان کی قسم ہے، رحیم کی قسم ہے" یہ بھی صحیح ہے۔ "مجھے رب کی عزت کی قسم ہے، عظمت کی قسم ہے" یہ بھی صحیح ہے۔ البتہ قرآن کریم کی قسم کے متعلق فقہاء کرام میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی شخص کہے مجھے قرآن کی قسم ہے تو یہ قسم منعقد ہوگی یا نہیں؟ تو اس کے متعلق تفصیل ہے۔ اگر تو قرآن کریم سے اس کے الفاظ مراد ہوں جو ہم پڑھتے ہیں تو یہ الفاظ تو فانی ہیں اور اگر معانی مراد ہوں جن پر یہ الفاظ دلالت کرتے ہیں جس کو کلام نفسی کہتے ہیں وہ رب تعالیٰ کی صفت ہے وہ قدیم ہے۔ اگر الفاظ مراد ہوں تو قسم درست نہیں ہے اور اگر قرآن پاک سے مراد کلام نفسی ہو تو پھر قسم درست ہے۔ بہر حال اگر کوئی شخص قرآن کریم کی قسم اٹھائے گا تو وہ قسم منعقد ہو جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

تو ابلیس نے کہا آپ کی عزت کی قسم ہے میں ضرور ان سب کو بہکاؤں گا اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ مگر آپ کے جو مخلص بندے ہوں گے ان پر میرا داؤ نہیں چلے گا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اتنا اختیار دیا ہے کہ شیطان کی اطاعت کرنا چاہے تو کرلے اور نہ کرنا چاہے تو نہ کرے۔ انسان نہ نیکی پر مجبور ہے نہ بدی پر مجبور ہے، نہ ایمان پر مجبور ہے، نہ کفر پر فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ [سورۃ الکہف] "پس جس کا جی چاہے ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے اپنی مرضی سے۔" اس جگہ تو یہ

ہے کہ میں ان سب کو بہکاؤں گا۔اور سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۶ میں ہے، کہنے گا فَبِمَا اَغْوَیْتَنِیْ ''پس اس وجہ سے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ میں ضرور بیٹھوں گا ان کے لیے آپ کے سیدھے راستے پر۔'' او خبیث! بہکا تو خود، نافرمانی کی رب تعالیٰ کی اور گمراہ ہونے کی نسبت کرتا ہے رب تعالیٰ کی طرف کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے۔اور سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۶۲ میں ہے قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِیْ كَرَّمْتَ عَلَیَّ ''ابلیس نے کہا بھلا بتلائیں یہ شخص ہے جس کو تو نے فضیلت دی ہے میرے مقابلے میں۔'' رب تعالیٰ کے ساتھ اس طرح گفتگو کر رہا ہے جیسے مرد عورتیں ایک دوسرے کو طعنے دیتے ہیں۔ قَالَ رب تعالیٰ نے فرمایا فَالْحَقُّ پس حق ہے وَ الْحَقَّ اَقُوْلُ اور حق ہی میں کہتا ہوں لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ البتہ ضرور بھروں گا میں جہنم کو تجھ سے اور ان سے جنھوں نے تیری پیروی کی اکٹھے۔سب کو ایک ساتھ جہنم میں ڈالوں گا۔

ملحدین کا اعتراض :

بعض ملحدوں نے اعتراض کیا ہے کہ ابلیس ناری ہے تو اس کو نار میں کیا تکلیف ہو گی؟ لیکن انھوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ ابلیس کی پیدائش دنیا کی آگ سے ہوئی ہے اور دوزخ کی آگ اس سے انہتر گنا تیز ہے۔

بخاری شریف اور مسلم شریف میں روایت ہے کہ جہنم کے ایک طبقے نے دوسرے طبقے کی شکایت کی یَا رَبِّ اِنَّ بَعْضِیْ اَكَلَ بَعْضِیْ ''اے پروردگار! اس طبقے کی حرارت اور تپش نے مجھے تکلیف دی ہے۔'' تو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو دو سانس لینے کی اجازت دی۔ایک گرم حصے کو اور ایک سرد حصے کو۔یہ جو گرمی ہے دوزخ کے سانس کے

نتیجے میں ہے اور سردی بھی اس کے سانس کے نتیجے میں ہے۔لہٰذا وہ آگ اس ناری کو جلائے گی یا اس کو سرد حصے میں سزا دی جائے گی۔اور ایک جاٹ ایک نے ملحد کو اس طرح سمجھایا کہ ایک ڈھیلا اٹھا کر اس کو دے مارا۔وہ واویلا کرنے لگا تو جاٹ نے کہا کہ خاک کو خاک سے کیا تکلیف ہوتی ہے۔تم خاکی ہو اور میں نے خاک ہی تیرے اوپر پھینکی ہے۔ بہرحال ملحدوں کے اس طرح کے شبہات سے دین پر کوئی زد نہیں پڑتی۔رب تعالیٰ نے جو فرمایا ہے حق ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ اے نبی کریم ﷺ! آپ کہہ دیں مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ میں نہیں مانگتا اس تبلیغ پر تمھارے سے کوئی معاوضہ۔سورہ کی ابتداء ہوئی تھی صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ سے کہ قسم ہے قرآن کی جو نصیحت والا ہے۔بہت ساری نصیحتیں بیان ہوئیں۔آنحضرت ﷺ نے دن رات ایک کر کے ان کو سمجھایا۔فرمایا میں اس تبلیغ پر تمہارے سے کسی معاوضے کا طلب گار نہیں ہوں وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ اور نہ ہی میں بات بنانے والوں میں سے ہوں۔تکلف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں بنایا جو رب تعالیٰ نے مجھ پر نازل فرمایا ہے وہ ہی میں نے تمہیں سمجھایا ہے اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ نہیں ہے یہ قرآن مگر نصیحت لِّلْعٰلَمِيْنَ جہان والوں کے لیے۔جو اس نصیحت کو قبول کرے اس پر عمل کرے تو وہ انسان بن جائے گا اور اس کی حیوانیت ختم ہو جائے گی۔

آج جو انسان بھیڑیا بن چکا ہے تو یہ قرآن وسنت سے دوری کا نتیجہ ہے۔مسلم شریف میں روایت ہے قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ لوگوں کی شکلیں تو انسانوں جیسی ہوں گی وَقُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الذِّئَابِ ”اور دل ان کے بھیڑیوں جیسے ہوں گے۔

پرسوں یا ترسوں کی اخبار میں میں نے پڑھا کہ لائل پور (موجودہ فیصل آباد) کے علاقے میں ایک عورت جارہی تھی ڈاکوؤں نے اس کے زیور اتروا لیے پھر اس کی شلوار قمیص بھی اتار کر ساتھ لے گئے۔ او ظالمو! تم نے اس کی چوڑیاں چھین لیں، بالیاں اتروا لیں، ننگا کرنے کا مطلب؟ اور حیوانیت کسے کہتے ہیں؟ ایسے لوگ تو ایک منٹ بھی زندہ رہنے کے قابل نہیں ہیں مگر رب بڑے حوصلے والا ہے۔ اپنے وقت پر ان کو گرفتار کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ قرآن نصیحت ہے جہان والوں کے لیے وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ اور البتہ تم ضرور جان لو گے اس قرآن کی خبر کو ایک وقت کے بعد۔ جن چیزوں کی یہ خبر دیتا ہے کہ قیامت آئے گی، حساب کتاب ہوگا، نیک جنت میں اور بد جہنم میں جائیں گے ان چیزوں کی حقیقت تمھیں معلوم ہو جائے گی ایک وقت کے بعد بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے جنت بھی سامنے دوزخ بھی سامنے۔ رب تعالیٰ ہمیں اپنے فضل و کرم کے ساتھ جنت میں داخل کرے اور دوزخ سے بچائے اور دوزخیوں والے کاموں سے بچائے۔ (امین)

****

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر

سورۃ الزمر

(مکمل)

جلد............۱۷

آیاتہا ۷۵ ۳۹ سُوْرَۃُ الزُّمَرِ مَکِّیَّۃٌ ۵۹ رکوعاتہا ۸

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ﴿۱﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ ﴿۲﴾ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ؕ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُہُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ بَیْنَہُمْ فِیْ مَا ہُمْ فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ ۬ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہْدِیْ مَنْ ہُوَ کٰذِبٌ کَفَّارٌ ﴿۳﴾ لَوْ اَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰی مِمَّا یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَہٗ ؕ ہُوَ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَہَّارُ ﴿۴﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ یُکَوِّرُ الَّیْلَ عَلَی النَّہَارِ وَیُکَوِّرُ النَّہَارَ عَلَی الَّیْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ اَلَا ہُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ ﴿۵﴾ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْہَا زَوْجَہَا وَاَنْزَلَ لَکُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِیَۃَ اَزْوَاجٍ ؕ یَخْلُقُکُمْ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّہٰتِکُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ لَہُ الْمُلْکُ ؕ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ فَاَنّٰی تُصْرَفُوْنَ ﴿۶﴾

تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ اتاری ہوئی کتاب مِنَ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

الْعَزِیْزِ جو غالب ہے الْحَکِیْمِ حکمت والا ہے اِنَّآ اَنْزَلْنَآ بے شک

ہم نے اتاری اِلَیۡکَ آپ کی طرف الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ کتاب حق کے ساتھ فَاعۡبُدِ اللّٰہَ پس آپ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی مُخۡلِصًا لَّہُ الدِّیۡنَ خالص کرتے ہوئے اسی کے لیے دین اَلَا خبردار لِلّٰہِ الدِّیۡنُ الۡخَالِصُ اللہ ہی کے لیے ہے خالص دین وَالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اور وہ لوگ جنھوں نے بنائے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے اَوۡلِیَآءَ کارساز (وہ کہتے ہیں) مَا نَعۡبُدُہُمۡ نہیں عبادت کرتے ہم ان کی اِلَّا مگر لِیُقَرِّبُوۡنَاۤ تاکہ ہمیں قریب کردیں اِلَی اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کی طرف زُلۡفٰی قریب درجے میں اِنَّ اللّٰہَ بے شک اللہ تعالیٰ یَحۡکُمُ بَیۡنَہُمۡ فیصلہ کرے گا ان کے درمیان فِیۡ مَا ان چیزوں میں ہُمۡ فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ بے شک اللہ تعالیٰ لَا یَہۡدِیۡ ہدایت نہیں دیتا مَنۡ ہُوَ کٰذِبٌ اس کو جو جھوٹا ہو کَفَّارٌ ناشکرا ہو ۔ لَوۡ اَرَادَ اللّٰہُ اگر اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا اَنۡ یَّتَّخِذَ وَلَدًا کہ ٹھہرائے اولاد لَّاصۡطَفٰی البتہ چن لے مِمَّا یَخۡلُقُ اس مخلوق سے جو اس نے پیدا کی ہے مَا یَشَآءُ جو چاہے سُبۡحٰنَہٗ اس کی ذات پاک ہے ہُوَ اللّٰہُ الۡوَاحِدُ الۡقَہَّارُ وہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہے سب پر غالب ہے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ اس نے پیدا کیے آسمان وَالۡاَرۡضَ اور زمین بِالۡحَقِّ حق کے ساتھ یُکَوِّرُ الَّیۡلَ وہ لپیٹ دیتا ہے رات کو عَلَی النَّہَارِ دن پر وَیُکَوِّرُ النَّہَارَ اور لپیٹ دیتا ہے دن کو عَلَی الَّیۡلِ

رات پر وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اور اس نے مسخر کیا سورج اور چاند کو كُلٌّ يَّجْرِىْ ان میں سے ہر ایک چلتا ہے لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ایک میعاد مقرر تک اَلَا خبردار هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ وہی ہے زبردست بخشنے والا خَلَقَكُمْ اس نے پیدا کیا تم کو مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ایک نفس سے ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا پھر بنایا اس نے اس نفس سے جوڑا وَاَنْزَلَ لَكُمْ اور اتارے اس نے تمہارے لیے مِّنَ الْاَنْعَامِ مویشیوں میں سے ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ آٹھ جوڑے يَخْلُقُكُمْ پیدا کرتا ہے تمھیں فِىْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ ایک پیدائش کے بعد دوسری پیدائش فِىْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ تین اندھیروں میں ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ یہ اللہ تمہارا رب ہے لَهُ الْمُلْكُ اسی کے لیے ہے ملک لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی الٰہ مگر وہی فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ پس تم کدھر پھیرے جا رہے ہو۔

وجہ تسمیہ سورہ زمر :

اس سورت کا نام زمر ہے۔ اس سورت کے آخر میں زمر کا لفظ آیا ہے وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ''اور چلائے جائیں گے کافر لوگ جہنم کی طرف گروہ در گروہ۔'' مثلاً یہودیوں کا گروہ الگ ہوگا، عیسائیوں کا گروہ الگ ہوگا، ہندوؤں کا الگ ہوگا، سکھوں اور بدھوؤں کا الگ ہوگا۔ جتنے بھی دنیا میں کافروں کے گروہ ہیں انہیں گروہوں کی شکل میں لایا جائے گا جہنم کی طرف۔

اور اسی طرح وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ''اور چلائے

جائیں گے وہ لوگ جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے جنت کی طرف گروہ در گروہ۔''
مومنوں کو بھی گروہ در گروہ بلایا جائے گا۔ مثلاً کثرت سے نماز پڑھنے والوں کا گروہ الگ ہوگا، کثرت سے روزے رکھنے والوں کا گروہ الگ ہوگا، مجاہدین کا گروہ الگ ہوگا، صدقہ خیرات کرنے والوں کا گروہ الگ ہوگا۔ تو اس زمر کے لفظ کے ساتھ سورت کا نام زمر ہے۔ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس سے پہلے اٹھاون سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کے آٹھ (۸) رکوع اور پچھتر (۷۵) آیتیں ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ یہ کتاب اتاری ہوئی ہے مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو غالب ہے اور حکمت والا ہے۔ بعض کافر کہتے تھے کہ یہ قرآن خود بناتا ہے اور آ کر ہمیں سنا دیتا ہے۔ اور بعض کہتے تھے کہ فلاں آدمی اس کو تھوڑا تھوڑا کر کے بتلاتا رہتا ہے پھر یہ جوڑ کر ہمیں سنا دیتا ہے۔ تو رب تعالیٰ نے ان کے ان شوشوں کا رد فرمایا ہے کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ جو زبردست حکمت والا ہے اس کی طرف سے اتاری ہوئی ہے اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ بے شک ہم نے اتاری ہے آپ کی طرف کتاب حق کے ساتھ۔ اس میں جو کچھ بھی ہے حق ہی حق ہے۔ چھلکا کوئی نہیں مغز ہی مغز ہے۔ یہ کتاب کس چیز کی دعوت دیتی ہے؟ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کی اور تمام آسمانی کتابوں کی پہلی دعوت یہی ہے فَاعْبُدِ اللّٰهَ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ جتنے پیغمبر تشریف لائے ہیں ان کی تبلیغ اس جملے سے شروع ہوتی ہے يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ''اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ یہ کتاب بھی یہی سبق دیتی ہے کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ خالص کرتے ہوئے اسی کے لیے دین۔ دین خالص رب کا ہے ایسے نہیں کہ

بندہ کچھ تو دین کے حصہ پر چلے اور کچھ اپنی مرضی پر چلے۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۰۸ میں ہے اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً ''اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔'' سر سے پاؤں تک ظاہر و باطن تک عقیدہ، اخلاق، اعمال، کردار، ہر چیز اسلام کے مطابق ہونی چاہیے۔ خالص رب کے دین میں داخل ہو جاؤ۔ اَلَا خبردار لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے خالص دین۔ اس کے سوا جو دین موجود ہیں وہ جھوٹے ہیں۔ دین صرف یہی ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام [آل عمران:۱۹] ''بے شک پسندیدہ دین اللہ تعالیٰ کے ہاں اسلام ہے۔'' وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ [سورۃ البقرہ: ۸۵] ''اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کو تلاش کرے گا پس اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔''

مشرکین کی تردید :

آگے اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کا رد فرمایا ہے۔ مشرک کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اپنی الوہیت اور معبودیت کی وجہ سے ہم سے بہت بلند ہے اور ہم اپنے گناہوں کی وجہ سے بڑے ہی پست اور گرے ہوئے ہیں۔ ہماری اللہ تعالیٰ تک براہِ راست رسائی اور پہنچ نہیں ہے۔ یہ لات، منات، عزّیٰ اور دوسرے بابے یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والے ہیں۔ ظاہری طور پر دیکھا جائے تو مشرک اللہ تعالیٰ کی بڑی قدر کرتا ہے اور رب تعالیٰ کے ساتھ اس کو کتنی عقیدت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بہت بلند ہے اور ہم بہت پست ہیں اور یہ بابے اللہ تعالیٰ اور ہمارے درمیان واسطہ ہیں۔ اور آٹھویں پارے میں ہے وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا ''اور ٹھہرایا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اس میں سے جو پیدا کیے ہیں اللہ تعالیٰ نے کھیتی اور مویشی ایک حصہ فَقَالُوْا ھٰذَا

لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا پھر انہوں نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کا حصہ ہے اپنے خیال سے اور یہ ہمارے شریکوں کے لیے فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ''پس وہ حصہ جو ان کے شریکوں کا ہوتا ہے پس وہ نہیں پہنچتا اللہ کی طرف وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ اور جو اللہ تعالیٰ کا حصہ ہوتا ہے پس وہ پہنچتا ہے ان کے شریکوں کی طرف [انعام:۱۳۶]

مال مویشی، اناج میں سے ایک ڈھیری اللہ تعالیٰ کے لیے بناتے اور ایک ڈھیری اپنے شریکوں کے لیے جن کو وہ اپنے خیال میں رب تعالیٰ کا شریک سمجھتے تھے۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ کی ڈھیری میں سے کچھ دانے بابوں کی ڈھیری کے ساتھ مل جاتے تو الگ نہ کرتے کہتے رہنے دو اللہ تعالیٰ غنی ہے۔ اور اگر بابوں کی ڈھیری میں سے کچھ دانے اللہ تعالیٰ کی ڈھیری کے ساتھ مل جاتے تو فوراً الگ کر لیتے کہ یہ محتاج ہیں۔ تو کتنی عقیدت ہے مشرک کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ؟ شاید بہ ظاہر موحد کو اتنی نہ ہو۔

تو مشرکوں کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بہت بلند ہے براہ راست ہماری وہاں تک رسائی نہیں ہے وہ کہتے تھے کہ ملک کو، صدر کو معمولی آدمی تو براہ راست نہیں مل سکتا۔ گورنر، وزیر اعلیٰ تک واسطوں کے ذریعے پہنچا جاتا ہے۔ ڈی۔ سی کو بغیر واسطے کے نہیں مل سکتے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات تو بہت بلند ہے تو یہ بابے ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ [النحل:۷۴] ''پس نہ بیان کرو تم مثالیں اللہ تعالیٰ کے لیے بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔'' تمہارے صدر، گورنر، وزیر اعلیٰ کو تو معلومات نہیں ہیں وہ عالم الغیب نہیں ہیں ان کو تم حالات سے آگاہ کرنے کے لیے ملتے ہو پھر بغیر واسطے کے

نہیں جاسکتے کہ وہ ڈرتے ہیں کوئی گولی مارنے والا نہ ہو۔ رب تعالیٰ کو تمھاری ضرورتوں کا علم ہے اور اسے تمھارے سے کوئی خطرہ بھی نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کا قیاس بادشاہوں پر کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ پھر بعض مشرک کہتے ہیں کہ مکان کی چھت پر چڑھنے کے لیے سیڑھی کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ بابے رب تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے ہماری سیڑھیاں ہیں رب تعالیٰ ہم سے بہت بلند ہیں۔ رب تعالیٰ نے اس بات کا رد فرمایا اور کہا نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ [ق:۱۶] ''اور ہم زیادہ قریب ہیں انسان کے اس کی شاہ رگ سے۔'' تو یہاں کون سی سیڑھی لگاؤ گے؟ تو یاد رکھنا! مشرک نہ رب تعالیٰ کی ذات کا منکر ہے اور نہ رب تعالیٰ کی عظمت کا منکر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءَ اور وہ لوگ جنھوں نے بنائے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے کارساز، حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس، دست گیر۔ وہ کہتے ہیں مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللّٰهِ زُلْفٰی نہیں عبادت کرتے ہم ان کی مگر اس لیے کہ یہ ہمیں قریب کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کے درجے میں۔ یہ خود خدا نہیں ہیں یہ ہماری سیڑھیاں ہیں یہ ہماری ملاقات کے لیے واسطے ہیں یہی واسطے شرک ہیں۔ فقہاء کرام رحمہم اللہ علیہم فرماتے ہیں مَنْ قَالَ اَرْوَاحُ الْمَشَائِخِ حَاضِرَةٌ تَعْلَمُ یَكْفُرُ ''جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ بزرگوں کی روحیں حاضر ہیں اور ہمارے حالات جانتی ہیں وہ کافر ہے۔'' ان کو حاضر و ناظر سمجھنا، عالم الغیب سمجھنا، متصرف فی الامور سمجھنا یہ کفر کے بڑے بڑے ستون ہیں۔

مسئلہ توسل :

باقی توسل کی تفصیل ہے۔ اگر کوئی اس طرح کہے کہ اے پروردگار میرا فلاں کام

کر دے آنحضرت ﷺ کے وسیلے سے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے، سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی حرمت سے، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی جاہ سے یا فلاں کے صدقے سے۔ اگر ان بزرگوں کو حاضر و ناظر سمجھتے ہوئے یہ کہتا ہے تو یہ پکا کافر ہے۔ یہ توسل کی ساری قسمیں شرک ہیں۔ یہ عام طور پر جاہل لوگ واسطہ دیتے ہیں وہ اسی مد میں ہے۔ جاہل تو الگ رہے احمد رضا خان صاحب بریلویوں کے امام کہتے ہیں:

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے یا رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا

یہ موحد کو خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ہم اٹھتے بیٹھتے یا رسول اللہ کہہ کر آپ ﷺ سے مدد طلب کرتے ہیں تو تجھے کیا تکلیف ہے؟ ان کے خیال کے مطابق آپ حاضر و ناظر ہیں، مدد کرتے ہیں اور یہی شرک ہے۔ اور اگر وسیلہ دینے والے کی مراد یہ ہو کہ آنحضرت ﷺ میرے پیغمبر ہیں میرا آپ ﷺ پر ایمان ہے اور آپ ﷺ کے ساتھ محبت ہے اور ان بزرگوں کے ساتھ محبت ہے اور یہ محبت ایک صالح عمل ہے۔ اس صالح عمل کی برکت سے میری دعا قبول فرما تو صحیح ہے۔ صحیح العقیدہ بزرگوں کی کتابوں میں شجروں کے اندر جو وسیلہ کا لفظ آتا ہے وہ اسی معنٰی میں ہے۔ وہ نہ ان کو حاضر و ناظر سمجھتے ہیں نہ مختار کل، نہ عالم الغیب، نہ متصرف فی الامور۔

وسیلے کی جو پہلی شکل ہے وہ کفر ہے، شرک ہے۔ اور یاد رکھنا! شرک اگر ایک رتی بھی ہوا تو رب تعالیٰ معاف نہیں کرے گا۔ سورۃ النساء آیت نمبر ۴۸ پ ۵ میں ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ "بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا اس بات کو کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔" اور سورہ مائدہ آیت نمبر ۷۲ پارہ ۶ میں ہے اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ

فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوٰهُ النَّارُ ''بے شک جس نے شریک ٹھہرایا اللہ تعالیٰ کا سوحرام کی اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔'' ان آیات کو ہر وقت پیش نظر رکھو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ بے شک اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا ان کے درمیان فِيْ مَا ان چیزوں میں هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ عملی فیصلہ فرمائیں گے سچوں کو جنت میں اور جھوٹوں کو دوزخ میں ڈالیں گے۔ اس وقت دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا اور توحید وسنت، شرک و بدعت کی حقیقت کھل کر سامنے آ جائے گی۔ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ بے شک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا مَنْ هُوَ كٰذِبٌ اس کو جو جھوٹا ہے كَفَّارٌ ناشکرا ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ جبراً ہدایت نہیں دیتا۔

آگے ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ن ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ''اور عرب اور دوسرے ملکوں کے مشرک کہتے تھے فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ [النحل: ۵۷] 'اور ٹھہراتے ہیں یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں۔'' رب تعالیٰ کی ذات پاک ہے اولاد سے اس کی صفت ہے لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ''نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ اس کو کسی نے جنا ہے۔'' اگر اللہ تعالیٰ کی ذات کے لائق اولاد ہوتی تو لڑکیاں نہ ہوتیں لڑکے ہی ہوتے اور بے شمار ہوتے۔

مولانا رحمت اللہ کیرانوی اور فنڈر پادری :

انگریز کے دور میں ایک بڑا ذہین اور قابل پادری تھا فنڈر۔ وہ بتیس (۳۲) زبانیں جانتا تھا۔ کلکتہ سے لے کر بالاکوٹ کی آخری سرحد ناران تک مسلمانوں کو للکارتا تھا

کہ اسلام کی صداقت کو ثابت کرو، قرآن کی صداقت کو ثابت کرو۔ عام مولوی اس کے ہتھکنڈوں سے واقف نہیں تھے مگر اللہ تعالیٰ اپنے دین کا خود محافظ ہے۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی کتابیں ''کتاب مقدس'' وغیرہ کا مطالعہ کر کے تھوڑے دنوں میں مقابلے کی تیاری کر لی۔ یہ بھی بڑے ذہین اور حافظے والے تھے۔ پھر اس کو اتنا ذلیل کیا کہ فنڈر ہندوستان چھوڑ کر بھاگ گیا۔

ایک دفعہ فنڈر نے شاہی مسجد دہلی کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر تقریر شروع کر دی کہ مسیح رب تعالیٰ کے بیٹے ہیں ہمارے منجی ہیں ان کو مانو۔ ساتھ ہی ایک بھٹیارا، دانے بھونتے والا بیٹھا تھا۔ اس کی تقریر سنتا رہا۔ وہ درانتی ہاتھ میں پکڑے ہوئے آیا اور آ کر کہا کہ پادری صاحب یہ تو بتاؤ کہ رب تعالیٰ کے کتنے بیٹے ہیں؟ پادری نے کہا کہ ایک ہی بیٹا ہے۔ بھٹیارے نے کہا میری طرف دیکھو، میرے قد کی طرف دیکھو، میری عمر کو دیکھو میرے چودہ بیٹے ہیں۔ آپ کا رب تو مجھ سے بھی کمزور نکلا۔ وہ کہنا یہ چاہتا تھا کہ رب تعالیٰ کی اولاد ہوتی تو بہت زیادہ ہوتی بندوں سے تو کم نہ ہوتی۔ پادری لاجواب ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا اگر ارادہ کرتا اللہ تعالیٰ کہ ٹھہرائے اولاد لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ البتہ چن لیتا اس مخلوق سے جو اس نے پیدا کی ہے جو چاہتا سُبْحٰنَهٗ اس کی ذات پاک ہے اولاد سے۔ اس کا نہ بیٹا ہے نہ بیٹی ہے نہ ماں ہے نہ بیوی هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ وہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہے سب پر غالب ہے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بِالْحَقِّ حق کے ساتھ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ ۔ کـــور کا لفظی ترجمہ ہے لفافہ جس نے شے کو اپنے اندر لپیٹا ہوتا ہے۔ معنیٰ ہو گا لپیٹتا ہے رات کو دن پر۔ رات کی تاریکی ختم ہو جاتی ہے دن

کی روشنی آ جاتی ہے وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ اور لپیٹتا ہے دن کو رات پر۔ دن کی روشنی ختم ہو جاتی ہے اور رات آ جاتی ہے۔ رات دن کا مالک وہی ہے وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اور اس نے تابع کیا ہے سورج اور چاند کو۔ سورج زمین سے کئی گنا بڑا ہے مگر کیا مجال ہے کہ اپنی رفتار میں سستی کرے یا تیز چلے یا دائیں بائیں چل پڑے یا کھڑا ہو جائے حاشا وکلا۔ اور یہی حال چاند کا ہے وہ بھی مقرر کردہ رفتار کے مطابق چل رہا ہے كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ان میں سے ہر ایک چلتا ہے ایک میعاد مقرر تک۔ قیامت تک سورج بھی چلتا رہے گا اور چاند بھی چلتا رہے گا۔

اس آیت کریمہ سے اور اس کے علاوہ اور بہت ساری آیات سے ثابت ہوا کہ سورج اور چاند حرکت کرتے ہیں اور اس کا تسلیم کرنا ہمارے لیے قرآن کریم کی تعلیم کی وجہ سے ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر کسی معقول دلیل سے ثابت ہو جائے کہ زمین بھی حرکت کرتی ہے تو مان لیں گے اس شرط کے ساتھ کہ سورج اور چاند کی حرکت کو تسلیم کیا جائے۔ اور اگر کوئی کہے کہ سورج اور چاند حرکت نہیں کرتے زمین حرکت کرتی ہے تو پھر ہم کہیں گے کہ ان صاحبان کے سر پھر رہے ہیں اور حرکت کر رہے ہیں۔ کیونکہ ہم قرآن کریم کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ خبردار وہی ہے غالب، بخشنے والا۔ اس سے بخشش مانگو وہ بخشے گا خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ اس نے تمھیں پیدا کیا ایک نفس سے، آدم علیہ السلام سے ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا پھر بنایا اس نے، پیدا کیا اس نے، اسی نفس سے اس کا جوڑا۔ حوا علیہا السلام کو آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرتیں ہیں وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ اس مقام پر اَنْزَلَ کا معنی خَلَقَ کا ہے۔ پیدا کیا رب تعالیٰ نے تمھارے لیے مویشیوں میں سے ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ آٹھ

جوڑے۔ ان کا ذکر سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۴۳-۱۴۴ میں آتا ہے مِنَ الضَّاْنِ اثْنَیْنِ
"بھیڑوں میں سے دو، نر اور مادہ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَیْنِ اور بکریوں میں سے دو، نر اور
مادہ۔ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَیْنِ اور اونٹوں میں سے دو، نر اور مادہ۔ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَیْنِ
اور گائے (بھینس) میں سے دو، نر اور مادہ۔ یہ آٹھ قسم کے جانور ہیں جن کو انعام کہا جاتا
ہے اور لوگوں کے گھروں میں اکثر یہی ہوتے ہیں اور ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔
فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ اَلْجَامُوْسُ نَوْعٌ مِّنَ الْبَقَرِ "بھینس گائے کی قسم
میں سے ہے۔" ان کا دودھ پیتے ہو، گوشت کھاتے ہو، مکھن کھاتے ہو، سواری کے کام
آتے ہیں، پشم سے کپڑے بناتے ہو یہ تمھارے فائدے کے لیے ہیں۔ یَخْلُقُكُمْ فِیْ
بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ پیدا کرتا ہے تمھیں تمھاری ماؤں کے پیٹوں میں خَلْقًا ایک خلقت
میں مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ دوسری خلقت کے بعد۔ ایک پیدائش کے بعد دوسری پیدائش
میں۔

تخلیق انسانی :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ چالیس دن تک نطفہ، نطفے کی شکل میں رہتا ہے
چالیس دن کے بعد وہ خون کا لوتھڑا بن جاتا ہے پھر چالیس دن کے بعد بوٹی بن جاتا ہے
پھر وہ ہڈیاں بن جاتا ہے، چار ماہ گزرنے کے بعد انسانی شکل بن جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ
اس میں روح پھونکتے ہیں۔ پھر کم وبیش پانچ ماہ تک ماں کے پیٹ میں زندہ رہتا ہے خدا
کی قدرت ہے کہ اس مقام میں کوئی سانس لینے کی جگہ نہیں ہے، بڑھتا بھی ہے پھلتا بھی
ہے۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ پیشاب پاخانہ کہاں کرتا ہے؟ پیدا ہونے کے بعد اگر ایسی جگہ
رکھو جہاں سانس نہ لے سکے تو دو منٹ زندہ نہیں رہ سکتا، پیشاب پاخانہ نہ آئے تو بچ نہیں

سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو سمجھنا ہو تو نطفے پر غور کرنے سے سمجھ آسکتی ہے اور نہ سمجھنا چاہے تو پھر کوئی دلیل بھی کچھ نہیں ہے۔ تو فرمایا پیدا کیا ایک خلقت کے بعد دوسری خلقت میں فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ تین اندھیروں میں۔ ماں کے پیٹ کا اندھیرا، رحم کا اندھیرا، جھلی کا اندھیرا۔ تم کیا تھے اور کیا بنے۔ آج اگر آپ کسی کو کہیں تجھے پاکی پلیدی کا علم نہ تھا جو چیز آئی منہ میں ڈال لیتا تھا تو وہ مانے گا نہیں بلکہ لڑے گا کہ میں کب کھاتا تھا؟ تو انسان کو اپنی حقیقت نہیں بھولنی چاہیے اور جو اپنی حقیقت کو بھول جائے وہ انسان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ فرمایا ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ یہ اللہ تمہارا رب ہے لَهُ الْمُلْكُ اسی کا ہے ملک۔ اسی کے لیے ہے شاہی جس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود، مشکل کشا، حاجت روا، فریادرس، دس گیر، کوئی مقنن، قانون ساز مگر وہی۔ حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ "حکم صرف اللہ تعالیٰ کا۔" فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ پس تم کدھر پھرے جاتے ہو۔ یہ رب تعالیٰ کی نعمتیں اور قدرتیں دیکھ کر کیوں نہیں حق کی طرف آتے۔ کس انداز سے قرآن پاک نے ہمیں سمجھایا ہے۔ رب ہمیں سمجھنے کی اور پھر اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

❋❋❋❋
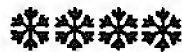
اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۟ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۷ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ۖۗ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۝۸ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۹ ع

اِنْ تَكْفُرُوْا اگر تم کفر کرو گے فَاِنَّ اللّٰهَ پس بے شک اللہ تعالیٰ غَنِيٌّ بے پروا ہے عَنْكُمْ تم سے وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ اور وہ راضی نہیں ہے اپنے بندوں کے لیے کفر پر وَاِنْ تَشْكُرُوْا اور اگر تم شکر ادا کرو يَرْضَهُ لَكُمْ تو وہ راضی ہوگا شکر گزاری پر تم سے وَلَا تَزِرُ اور نہیں اٹھائے گا وَازِرَةٌ کوئی بوجھ اٹھانے والا وِّزْرَ اُخْرٰى کسی دوسرے کا بوجھ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ پھر تمھارے رب کی طرف ہے لوٹنا فَيُنَبِّئُكُمْ پھر وہ تم کو بتادے گا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ جو کچھ تم کیا کرتے تھے اِنَّهٗ عَلِيْمٌ

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ بے شک وہ خوب جاننے والا ہے دلوں کے رازوں کو وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ اور جس وقت پہنچتی ہے انسان کو ضُرٌّ کوئی تکلیف دَعَا رَبَّهٗ پکارتا ہے اپنے رب کو مُنِيْبًا اِلَيْهِ رجوع کرتے ہوئے اس کی طرف ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ پھر جب دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو نعمت اپنی طرف سے نَسِيَ بھول جاتا ہے مَا اس ذات کو كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ کہ پکارتا تھا اس کو مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا اور بناتا ہے رب کے شریک لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ تاکہ بہکائے اللہ تعالیٰ کے راستے سے قُلْ آپ کہہ دیں تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ فائدہ اٹھالے اپنے کفر کے ذریعے قَلِيْلًا تھوڑا سا اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ بے شک تو ہے دوزخ والوں میں سے اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ کیا وہ شخص جو اطاعت کرنے والا ہے اٰنَآءَ الَّيْلِ رات کے اوقات میں سَاجِدًا سجدہ کرتے ہوئے وَّقَآئِمًا اور کھڑے ہوئے يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ ڈرتا ہے آخرت سے وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی رحمت کی قُلْ آپ کہہ دیں هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ کیا برابر ہیں وہ لوگ يَعْلَمُوْنَ جو علم رکھتے ہیں وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ لَا يَعْلَمُوْنَ جو علم نہیں رکھتے اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ پختہ بات ہے نصیحت حاصل کرتے ہیں عقل مند لوگ۔

کل کے سبق میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے دلائل تھے اور یہ بات سمجھائی کہ اس کے بغیر کوئی معبود نہیں ہے فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ اتنے واضح دلائل کے ہوتے ہوئے پھر تم کدھر

پھرے جارہے ہو؟ اب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنْ تَكْفُرُوْا اگر تم کفر کروگے فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ بے شک اللہ تعالیٰ بے پرواہے تم سے تمھارے کفر کی وجہ سے۔ رب تعالیٰ کا کچھ نہیں بگڑے گا تم یہ سمجھو کہ العیاذ باللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان ہو جائے گا، قطعاً نہیں۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر ساری دنیا ساری مخلوق نیک ہو جائے اللہ تعالیٰ کے کمالات وصفات میں سے کسی ایک میں رتی کے برابر بھی اضافہ نہیں ہوگا اور اگر معاذ اللہ تعالیٰ سارے کے سارے کافر ہو جائیں تو رب تعالیٰ کے کمالات اور صفات میں ایک رتی کی بھی کمی نہیں ہوگی۔ تمھارے اعمال کا تعلق تمھارے ساتھ ہے اچھے عمل کروگے تو تمھیں فائدہ ہوگا بُرے عمل کروگے تو اس کا نتیجہ خود بھگتو گے۔ تمہارے نیک اعمال سے اللہ تعالیٰ کا بنتا کچھ نہیں اور تمہارے بُرے اعمال سے خدا کا بگڑنا کچھ نہیں۔ ہاں! اللہ تعالیٰ نے تم پر جو احسانات کیے ہیں ان کا شکر ادا کروگے تو اللہ تعالیٰ خوش ہوگا۔ اور عبادتوں میں سے جس طرح نماز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا ہوتا ہے اور کسی کے ساتھ اس طرح ادا نہیں ہوتا۔ بے شک الحمد للہ! کہنے میں بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے مگر شکر صرف اس میں بند نہیں ہے کہ اس جملے سے شکر ادا ہو جائے۔ رب تعالیٰ کی نعمتیں بے شمار ہیں وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا [سورہ ابراہیم] ''اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ اور اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہے اپنے بندوں کے لیے کفر پر وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ اور اگر تم شکر ادا کروگے تو راضی ہوگا تم پر اور نعمت زیادہ دے گا لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ ''اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کروگے تو ضرور بالضرور تم کو زیادہ دے گا۔'' دو تاکیدیں ہیں۔ لام بھی تاکید کا اور نون

مشدد بھی تاکید کا۔اور یہ بھی فرمایا کہ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ [سورہ ابراہیم] ''اور اگر تم ناشکری کرو گے تو بے شک میرا عذاب بہت سخت ہے۔'' وہ کبھی بدنی طور پر ہوگا کہ بیماریاں لگیں گی، کبھی مالی طور پر ہوگا کہ مالی خسارہ ہوگا، کبھی اولاد کی وجہ سے ہوگا، کبھی گھریلو جھگڑے ہوں گے۔ یہودیوں کا خیال تھا کہ اگر ہم گناہ بھی کریں تو خیر ہے ہمیں کوئی سزا نہیں ہوگی کہ ہم پیغمبروں کی اولاد ہیں، نیکوں کی اولاد ہیں، اگر ہوگی بھی سہی تو اَیَّامًا مَّعْدُودَاتٍ چند گنتی کے دن کہ ہمارے بڑوں نے چالیس دن بچھڑے کی پوجا کی تھی۔ وہ چالیس دن ہمیں سزا ہوگی۔ اور ان کا دوسرا قول یہ ہے کہ صرف سات دن سزا ہوگی کہ دنیا کی زندگی صرف سات ہزار سال ہے۔ ان کے خیال کے مطابق ہر ہزار سال کے بدلے ایک دن دوزخ میں رہیں گے آٹھویں دن جنت میں چلے جائیں گے۔ پھر اسی عقیدے کو عیسائیوں نے اپنایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے منجی ہیں وہ سولی پر چڑھ کر ہمارے گناہوں کا کفارہ بن گئے ہیں ہم جو کچھ کریں ہمیں معاف ہے۔ بھائی! کیسی عجیب منطق ہے کہ گناہ تم کرو اور پھانسی پر وہ چڑھیں۔ پھر گناہ تم کرو دو ہزار سال بعد اور وہ پھانسی پر چڑھیں دو ہزار سال پہلے۔ یہ کوئی دانائی کی بات ہے؟

قرآن کریم اس کا رد کرتا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی اور نہیں اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ۔ اور سورہ فاطر آیت نمبر ۱۸ پارہ ۲۲ میں ہے لَا يُحْمَلُ مِنْهُ شَيْءٌ ''نہیں اٹھائی جائے گی اس سے کوئی چیز ایک رتی برابر بھی۔'' کسی کا کوئی گناہ نہیں اٹھائے گا۔

آخرت میں نیکی کی قدر و قیمت :

روایات میں آتا ہے کہ میدان محشر میں ایک آدمی (ویسے تو بے شمار ہوں گے یہ

مثال سمجھو) کی نیکیاں بدیاں برابر ہوں گی مثلاً نیکیاں بھی پچاس، بدیاں بھی پچاس۔ رب تعالیٰ فرمائیں گے اے بندے ایک نیکی تلاش کر کے لاؤ کہ تمہاری نیکیوں والا پلا بھاری ہو جائے۔ وہ بڑا خوش ہوگا کہ ایک نیکی کا کیا ہے وہ اپنے لنگوٹیے یار کے پاس جائے گا اور کہے گا مجھے ایک نیکی دے دو تمھارے پاس بڑی نیکیاں ہیں وہ انکار کر دے گا۔ پھر اپنے بھائی کے پاس جائے گا وہ بھی انکار کر دے۔ آخر میں ماں کے پاس جائے گا اور کہے گا اَ تَعْرِفِیْنِیْ "کیا مجھے پہچانتی ہے میں کون ہوں۔" کہے گی ہاں! میں پہچانتی ہوں۔ وہاں لوگ ایک دوسرے کو اسی طرح پہچانیں گے جس طرح آج یہاں دنیا میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ پہچانے گی اور کہے گی میں نے تجھے پیٹ میں اٹھایا پھر تجھے جنا پھر تجھے دودھ پلایا تجھے مشکلات میں پالا۔ کہے گا امی! پھر مجھے ایک نیکی دے دے مجھے ایک نیکی کی ضرورت ہے۔ تو ماں ایک نیکی دینے سے انکار کر دے گی۔ اور سورہ عبس پارہ ۳۰ میں ہے یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ "جس دن بھاگے گا آدمی اپنے بھائی سے اور ماں سے اور باپ سے، اپنی بیوی سے اور اپنی اولاد سے۔"

آج دنیا میں ایک دوسرے کے لیے جانیں دینے کے لیے تیار ہیں مگر وہاں کوئی ایک نیکی دینے کے لیے تیار نہیں ہوگا۔ یہ سب باطل نظریات ہیں کہ ہمارے گناہ نبی اٹھا لے گا، ولی اٹھالے گا، وہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہیں۔ قطعاً کوئی نہیں اٹھائے گا۔ سورہ لقمان آیت نمبر ۳۳ پارہ ۲۱ میں ہے وَاخْشَوْا یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْـًٔا "اور ڈرو اس دن سے کہ نہیں کام آئے گا کوئی باپ اپنے بیٹے کے اور نہ کوئی بیٹا کفایت کرنے والا ہوگا اپنے باپ کے لیے کچھ بھی۔" تو فرمایا کوئی

بوجھ اٹھانے والا نہیں کسی دوسرے کا ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ مَّرْجِعُکُمْ پھر تمھارے رب کی طرف ہے تمھارا لوٹنا۔ دنیا میں مجرم ایک علاقے میں جرم کر کے دوسرے علاقے میں بھاگ جاتے ہیں وہاں جا کر سیاسی پناہ لے لیتے ہیں۔ نام بدل کر اپنا وقت پاس کرتے ہیں لیکن تم سب نے رب کے پاس جانا ہے وہاں تو چھٹکارا نہیں ہے فَیُنَبِّئُکُمْ پھر وہ تمھیں بتائے گا وہ کارروائی بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ جو کچھ تم کیا کرتے تھے فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ [پارہ: ۳۰] ''پس جو نیکی کرے گا ذرہ برابر بھی اسے دیکھ لے گا اور جو کرے گا بدی ذرہ برابر بھی اس کو دیکھ لے گا۔'' تو کہے گا مَالِ ھٰذَا الْکِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَۃً وَّلَا کَبِیْرَۃً اِلَّآ اَحْصٰھَا [الکہف: ۴۹] '' کیا ہے اس کتاب کو میرے نامہ اعمال کو نہیں چھوڑتی کسی چھوٹی چیز کو نہ بڑی چیز کو مگر اس نے اسے سنبھال رکھا ہے۔'' سب کچھ اس میں درج ہے۔ انگلی کے ساتھ اشارہ کیا وہ بھی لکھا ہوا ہے، آنکھ کے ساتھ اشارہ کیا وہ بھی لکھا ہوا ہے۔ تو جو کارروائی تم کرتے رہے ہو وہ تمھیں بتائے گا اِنَّہٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ بے شک وہ خوب جاننے والا ہے دلوں کے رازوں کو۔ ذات کا معنی راز ہے۔ اور صدور صدر کی جمع ہے سینہ۔ اس ذات سے کوئی شے مخفی نہیں ہے لہٰذا اس کا خیال رکھو کہ رب کے پاس جانا ہے رتی رتی کا حساب ہوگا چھوٹی بڑی ہر شے سامنے آئے گی۔

فرمایا وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّہٗ مُنِیْبًا اِلَیْہِ اور جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف تو پکارتا ہے وہ اپنے پروردگار کو رجوع کرتے ہوئے اس کی طرف کہ یا اللہ! میری تکلیف دور کر دے، میری بیماری ختم کر دے، مالی تنگی ختم کر دے، رزق کشادہ کر دے ثُمَّ اِذَا خَوَّلَہٗ نِعْمَۃً پھر جب دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو نعمت مِّنْہُ اپنی طرف

سے۔ تکلیف دور ہو جاتی ہے نعمت مل جاتی ہے تو سرکش ہو جاتا ہے۔ بے شک دولت اگر جائز طریقے سے حاصل ہو تو بُری شے نہیں ہے لیکن ایسی دولت کہ جس کے بعد نمازیں ہی بھول جائیں حق و باطل کی تمیز نہ رہے ایسی دولت نقصان دہ ہے۔ فرمایا جب اللہ تعالیٰ اس کو نعمت دے دیتا ہے اپنی طرف سے نَسِیَ مَا كَانَ یَدْعُوْۤا اِلَیْهِ مِنْ قَبْلُ بھول جاتا ہے اس ذات کو جس کو پکارتا تھا اس سے پہلے وَ جَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا اور بناتا ہے رب کے شریک۔ ویسے عموماً لوگوں کی عادت ہے کہ کمزور پہلو رب کے لیے چھوڑتے ہیں طاقت ور پہلو دوسروں کے لیے۔

مثال کے طور پر کسی بیمار کو رب تعالیٰ شفا دیتا ہے تو کہتے ہیں ڈاکٹر بڑا سمجھ دار تھا، حکیم بڑا دانا تھا، دوائیاں بڑی قیمتی تھیں۔ صحت حکیم اور ڈاکٹروں کے کھاتے اور اگر صحت یاب نہ ہوا تو کہیں گے رب کو ایسے ہی منظور تھا۔ بھئی! دوسرے پہلو میں بھی رب کو یاد رکھو کہ شفا بھی رب نے دی ہے، مقدمے سے نجات مل گئی، قید سے رہائی مل گئی تو کہتا ہے میرا وکیل بیرسٹر تھا وہ بڑا قابل تھا۔ اگر ہار جائے تو کہتا ہے رب کو ایسے ہی منظور تھا۔ اگر امتحان میں کامیاب ہو گیا تو کہتا ہے میں نے بڑی محنت کی ہے۔ ناکام ہو گیا تو کہتا ہے رب کو ایسے ہی منظور تھا۔ تو کمزور پہلو رب تعالیٰ کے لیے اور طاقت ور پہلو دوسروں کے لیے۔ بھئی! دونوں پہلوؤں میں رب کو یاد رکھو۔ ڈاکٹروں کی کیا حیثیت ہے، حکیموں کی کیا وقعت ہے، دوائیاں کیا ہوتی ہیں؟ اگر رب تعالیٰ ان میں اثر نہ رکھے۔ یہ سب ظاہری اسباب ہیں۔ اسباب پر کبھی نتیجہ مرتب ہوتا ہے کبھی نہیں ہوتا۔

آگ کا کام ہے جلانا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے کتنا لمبا چوڑا بھٹہ تیار کیا گیا اور کتنا ایندھن ڈالا گیا اس کا کوئی تصور نہیں کر سکتا کہ بندہ اس سے زندہ نکل سکتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں رسیوں سے جکڑ کر آلہ منجنیق کے ذریعے اس کے درمیان میں ڈالا گیا۔ رب تعالیٰ نے فرمایا قُلْنَا یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا [سورۃ الانبیاء] ''آگ نے صرف رسیاں جلائیں سر اور جسم کے ایک بال کو بھی ضائع نہیں کیا۔'' بخاری شریف اور مسلم شریف میں روایت ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید ہوئے۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ ڈاڑھی میں سفید بال ہیں عرض کیا پروردگار! یہ کیا ہے؟ فرمایا بزرگی ہے۔ عرض کیا زِدْنِیْ بزرگی میرے لیے اور زیادہ کر دے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی عمر مبارک ایک ہزار سال تھی بال کالے تھے حضرت نوح علیہ السلام کی عمر مبارک چودہ سو سال تھی بال کالے رہے۔ تو سبب سبب ہوتا ہے رب نہیں ہوتا۔ لہٰذا سبب کو سبب سمجھو رب نہ سمجھو۔

تو فرمایا بناتا ہے رب کے شریک لِّیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ تاکہ گمراہ کرے اللہ تعالیٰ کے راستے سے دوسروں کو اور خود بھی گمراہ ہو۔ لوگ ایک دوسروں کو دیکھ کر عادتیں اور نظریات اپناتے ہیں۔ جیسے خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے۔ دیکھو! یہ چھوٹے بچے بڑوں کی نقالی کرتے ہیں الامان والحفیظ! چند دن ہوئے ہیں گھر ایک بچی آئی اور ناچنے کا تماشا لگایا۔ میں نے کہا یہ بچی کیا کرتی ہے کہنے لگے کہ یہ ٹی، وی میں عورتوں کو ناچتے ہوئے دیکھتی ہے یہ بھی ناچ رہی ہے۔ چھوٹی سی بچی انڈے جتنی۔ یہ عملی سبق زبانی سبق سے جلدی یاد ہوتا ہے۔

اسی لیے حدیث پاک میں آتا ہے کہ تم نمازوں کا اکثر حصہ گھروں میں پڑھا کرو کہ تمھارے چھوٹے بچے دیکھیں گے تو ان کا ذہن بنے گا۔ تو گمراہ کو دیکھ کر دوسرے بھی گمراہ ہو جاتے ہیں۔ قُلْ آپ کہہ دیں تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِیْلًا اے منکرنا

شکرے فائدہ اٹھالے اپنے کفر کے ذریعے تھوڑا سا۔ کتنا عرصہ زندہ رہو گے؟ دس ،بیس سال، سو سال، ہزار سال، آخر مرنا ہے اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ بے شک تو ہے دوزخ والوں میں سے۔ فرمایا اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ ۔ قنوت کا معنٰی ہے اطاعت۔ اور اٰنَاءَ اِنْی کی جمع ہے جیسے اِنّیْ کا لفظ لکھا جاتا ہے اوپر دوزبر ڈال دیں۔ اس کا معنٰی ہے وقت۔ معنٰی ہوگا کیا جو شخص اطاعت کرنے والا ہے رات کے اوقات میں سَاجِدًا سجدہ کرتے ہوئے وَّقَآئِمًا اور کھڑے ہوئے۔ کبھی سجدے میں پڑا ہوا ہے کبھی رب کے سامنے کھڑا ہے عبادت میں يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ ڈرتا ہے آخرت سے کہ آخرت ضرور آنی ہے اور اس کا حساب کتاب بڑا مشکل ہے وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی رحمت کی۔ ایک تو یہ شخص ہے اور دوسری طرف نافرمان ہے۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟

ایک کی راتیں گزرتی ہیں رب تعالیٰ کی عبادت میں، کبھی قیام میں، کبھی سجدے میں، کبھی رکوع میں، کبھی سبحان ربی العظیم پڑھتا ہے، کبھی سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتا ہے، کبھی اپنے جرموں کا اقرار کرتے ہوئے رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا کہہ کر رب سے معافی مانگتا ہے۔ اور دوسرا وہ ہے کہ مزے سے سویا ہوا ہے غفلت میں یا رات گناہوں میں بسر کرتا ہے اور رب سے غافل ہے۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ قُلْ آپ کہہ دیں هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ کیا برابر ہیں وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اور وہ لوگ جو علم نہیں رکھتے۔ ایک وہ ہیں جو حقیقت اور حق کو جانتے ہیں توحید و سنت کو جانتے ہیں کھری کھوٹی بات کو سمجھتے ہیں اور دوسرے وہ ہیں جو نہیں جانتے۔ یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ یہ کبھی برابر نہیں ہو سکتے اِنَّمَا

يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ پختہ بات ہے نصیحت حاصل کرتے ہیں عقل مند۔اَلْبَابُ لُبٌّ کی جمع ہے اور اُولوا ذو کی جمع ہے من غیر لفظہ جو عقل مند ہیں وہی نصیحت حاصل کرتے ہیں دوسروں کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے۔جیسے بھینس کے سامنے بین بجانا یا اس کو گانا سناؤ تو وہ کیا سمجھے گی؟بس دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جنتی بنائے،قرآن پاک سمجھنے کی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

****
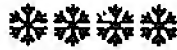
قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۭ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۱۰﴾ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۱۱﴾ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳﴾ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ﴿۱۴﴾ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۭ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۵﴾ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۭ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ۭ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿۱۶﴾

قُلْ آپ کہہ دیں يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اے وہ بندو اٰمَنُوا جو ایمان لائے ہو اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ڈرو تم اپنے رب سے لِلَّذِيْنَ ان لوگوں کے لیے اَحْسَنُوْا جنھوں نے نیکی کی فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا اس دنیا کی زندگی میں حَسَنَةٌ بھلائی ہے وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ اور اللہ کی زمین کشادہ ہے اِنَّمَا يُوَفَّى پختہ بات ہے پورا دیا جائے گا الصّٰبِرُوْنَ صبر کرنے والوں کو اَجْرَهُمْ ان کا اجر بِغَيْرِ حِسَابٍ بغیر حساب کے قُلْ آپ فرمادیں اِنِّيْٓ اُمِرْتُ بے شک مجھے حکم دیا گیا ہے اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ کہ میں عبادت کروں اللہ تعالیٰ کی مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ خالص کرتے ہوئے اسی کے لیے دین کو

وَاُمِرْتُ اور مجھے حکم دیا گیا ہے لِاَنْ اَكُوْنَ اس بات کا کہ میں ہو جاؤں اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ مسلمانوں میں پہلا قُلْ آپ فرمادیں اِنِّيْٓ اَخَافُ بے شک میں ڈرتا ہوں اِنْ عَصَيْتُ اگر میں نے نافرمانی کی رَبِّيْ اپنے رب کی عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ بڑے دن کے عذاب سے قُلِ آپ فرما دیں اللّٰهَ اَعْبُدُ اللہ ہی کی میں عبادت کرتا ہوں مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ خالص کرتا ہوں اسی کے لیے اپنا دین فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ پس تم عبادت کرو جس کی چاہتے ہو مِّنْ دُوْنِهٖ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے قُلْ آپ فرمادیں اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ بے شک نقصان اٹھانے والے الَّذِيْنَ وہ لوگ ہیں خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جنھوں نے خسارے میں ڈالا اپنی جانوں کو وَاَهْلِيْهِمْ اور اپنے گھر والوں کو يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت والے دن اَلَا خبردار ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ یہی ہے کھلا نقصان لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ ان کے لیے ان کے اوپر سائے ہوں گے مِّنَ النَّارِ آگ سے وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ اور ان کے نیچے بھی سائے ہوں گے ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ یہ وہ چیز ہے کہ ڈراتا ہے اللہ تعالیٰ بِهٖ عِبَادَهٗ اس کے ساتھ اپنے بندوں کو يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ اے میرے بندو مجھ سے ڈرو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا قُلْ آپ کہہ دیں میری طرف سے میرے بندوں کو يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا میرے وہ بندے جو ایمان لائے ہو۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں حقیقتاً یہ میرے بندے ہیں۔ ان کو کیا کہیں؟

یہ کہیں اتَّقُوْا رَبَّکُمْ ڈروتم اپنے رب سے یعنی اپنے رب کے عذاب سے ڈرو، رب تعالیٰ کی مخالفت سے ڈرو۔ احمد رضا خان صاحب بریلوی نے بے سمجھی میں اس کا معنیٰ کیا ہے: ''تم فرماؤ اے میرے بندو!'' یعنی بندوں کی نسبت آنحضرت ﷺ کی طرف ہے۔ پھر کہتا ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کے بندے بھی ہو سکتے ہیں تو پھر عبدالمصطفیٰ، عبدالنبی، عبدالرسول نام بھی رکھا جاسکتا ہے۔ لہٰذا اس کے متعلق بات سمجھ لیں۔

عبدالمصطفیٰ، عبدالنبی، عبدالرسول نام رکھنا کیسا ہے؟

ویسے تو میں نے ''راہِ سنت'' میں بڑے بسط کے ساتھ باحوالہ بحث کی ہے وہاں دیکھ لینا۔ اختصار کے ساتھ یہاں بھی سمجھ لیں۔ عبد کا ایک معنیٰ بندہ ہے جیسے عبداللہ کا معنیٰ اللہ تعالیٰ کا بندہ، عبدالرحمٰن کا معنیٰ ہے رحمان کا بندہ، عبدالرحیم کا معنیٰ ہے رحیم کا بندہ۔ اس معنیٰ میں اللہ تعالیٰ کے سوا مخلوق کی طرف نسبت کرنا صحیح نہیں ہے۔ نہ عبدالنبی کہنا جائز ہے، نہ عبدالرسول، نہ عبدالمصطفیٰ کہنا جائز ہے کہ یہ قطعاً شرک ہے۔ عبد کا دوسرا معنیٰ ہے غلام۔ تو اس معنیٰ کے لحاظ سے عبدالرسول بھی صحیح ہے، عبدالنبی بھی صحیح ہے، عبدالمصطفیٰ بھی صحیح ہے۔ اس کا مطلب بنے گا غلام رسول، غلام نبی، غلام مصطفیٰ۔ اس معنیٰ میں یہ اچھے نام ہیں۔ لیکن ایسے الفاظ کہ جن میں اشتباہ ہو کہ ان کا غلط معنیٰ بھی نکل سکتا ہے وہ الفاظ نہیں استعمال کرنے چاہییں۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۰۴ میں ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا ''اے ایمان والو مت کہو راعنا بلکہ کہو انظرنا۔'' کیونکہ یہودی اس کا غلط معنیٰ مراد لیتے تھے۔ وہ اس طرح کہ راعنا رعایت سے ہو تو اس کا معنیٰ ہے آپ ہماری رعایت فرمائیں کہ مسئلہ کی خوب وضاحت فرمائیں کہ مجلس میں شہری بھی ہیں، دیہاتی بھی ہیں، ذہین بھی ہیں، اوسط درجے کے بھی ہیں، کمزور ذہن کے

بھی۔ ہر مجمع میں ایسا ہوتا ہے چاہے چھوٹا ہو یا بڑا کہ اس میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں کہ بات کرنے والا بات شروع کرتا ہے تو وہ سمجھ جاتے ہیں کہ اس نے کیا کہنا ہے۔ اور ایسے بھی ہوتے ہیں کہ بات مکمل ہو جانے پر پوچھتے ہیں کہ اس نے کیا کہا ہے۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے تھے رَاعِنَا کہ ہماری رعایت فرمائیں۔ لفظ بھی صحیح تھا، معنٰی بھی صحیح تھا، مراد بھی صحیح تھی۔ لیکن یہودی ذرا زبان کو دبا کر ''ی'' پیدا کر کے راعینا کہتے تھے جس کا معنٰی بنتا ہے ہمارا چرواہا معاذ اللہ تعالیٰ۔

ایسا لفظ جس سے غلط معنٰی مراد لیا جا سکتا ہو اس کا بولنا صحیح نہیں :

جس طرح کہ جب مسلمان آتے تو کہتے السلام علیکم اور یہودی آتے تو کہتے السام علیکم۔ سلام کا معنٰی سلامتی اور سام کا معنٰی موت ہے۔ تم پر موت ہو۔ عام آدمی نہیں سمجھ سکتا تھا۔ ایک یہودی نے آ کر کہا السام علیکم۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بڑی ذہین تھیں پردے میں بیٹھی تھیں سن لیا فوراً کہا علیك السام واللعنة ''تجھ پر موت اور لعنت ہو۔'' یہودی بات کر کے چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم بڑی غصے میں تھی کیا بات تھی؟ کہنے لگیں اَلَمْ تَسْمَعْ مَاقَالَ ''حضرت آپ نے سنا نہیں اس نے کیا کہا؟'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلَمْ تَسْمَعِیْ مَا قُلْتُ لَهٗ ''کیا تو نے نہیں سنا جو میں نے جواب میں اس کو کہا۔ اس نے کہا السام عَلیك تجھ پر موت ہو۔ میں نے کہا وَعَلَیْكَ تجھ پر ہو۔ جواب بھی پورا ہو گیا اور بدمزگی بھی نہیں ہوئی۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے راعنا۔ تو یہودی اس سے غلط فائدہ اٹھاتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا کہ رَاعِنَا نہ کہا کرو بلکہ اُنْظُرْنا کہا کرو۔ حضرت! ہم پر نظر شفقت فرمائیں۔

تو اس سے قاعدہ یہ نکلا کہ ایسا لفظ کہ جس سے غلط معنٰی بھی مراد لیا جا سکتا ہو اس کا

بولنا صحیح نہیں ہے۔ جیسے یا رسول اللہ کا جملہ ہے کہ اگر کوئی پیار سے کہے تو اس پر کوئی جرح نہیں ہے۔ لیکن اگر اس سے مراد یہ ہو کہ آپ ﷺ حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہیں اور میری مدد کرتے ہیں تو پھر یہ کہنا جائز نہیں ہے۔ اور احمد رضا خان بریلوی کا یہی عقیدہ تھا۔ وہ کہتا ہے:

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے یا رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا

(حدائق بخشش: صفحہ ۵۰، حصہ ۲)

تو یہ شرک ہے۔ تو غلام نبی، غلام مصطفیٰ، غلام رسول یہ نام صحیح ہیں لیکن چونکہ عبد المصطفیٰ، عبد الرسول جیسے الفاظ کا صحیح معنیٰ بھی ہے اور غلط معنیٰ بھی بنتا ہے اس لیے فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ مکروہ ہیں۔ لہٰذا ایسے نام نہیں رکھنے چاہییں۔ کیونکہ کم فہم لوگ اس کا اور معنیٰ سمجھیں گے لہٰذا یہ ممنوع ہیں۔ اب آپ احمد رضا خان صاحب بریلوی کا ترجمہ سمجھیں۔ پھر میں تمھیں قرآن کریم کا ضابطہ بتاتا ہوں۔ صحیح ترجمہ تو یہ ہے کہ اے نبی کریم! آپ ﷺ ان لوگوں کو کہہ دیں میری طرف سے یٰعِبَادِ اے میرے بندو! اور میرے بندے کون ہیں؟ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا جو ایمان لائے۔ اور احمد رضا خان بریلوی یہ ترجمہ کرتا ہے: "آپ فرمائیں اے میرے بندو۔" یعنی بندہ ہونے کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کی ہے۔ اب تم نکالو سورہ آل عمران کی آیت ۷۹-۸۰ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ "کسی بشر کو یہ حق نہیں ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کتاب، حکم اور نبوت عطا فرمائے پھر وہ بشر جس کو اللہ تعالیٰ نے کتاب دی ہے، حکم دیا ہے، نبوت عطا فرمائی ہے (اب غیر نبی تو سارے نکل

گئے) جو نبی ہے کتاب، نبوت، حکم ملنے کے بعد کہے لوگوں کو ہو جاؤ تم میرے بندے۔'' تو بات سمجھ آ گئی نا، کہ کسی بشر کو حق نہیں وہ بشر کہ جس کو رب نے کتاب دی ہے، حکم دیا ہے، نبوت دی ہے۔ یہ سب کچھ ملنے کے بعد لوگوں کو کہے ہو جاؤ تم میرے بندے۔ وہ یہ کہے گا وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ ''لیکن ہو جاؤ تم رب والے اس وجہ سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس وجہ سے کہ تم اس کو پڑھتے ہو وَلَا يَاْمُرَكُمْ اور وہ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر تمھیں حکم نہیں دے گا کہ بناؤ تم فرشتوں کو اور نبیوں کو رب۔ کیا وہ تم کو کفر کا حکم دے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔'' یہ کفر سکھانے کے لیے نہیں آیا۔ تو اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ کسی پیغمبر کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو کہے میرے بندے بن جاؤ۔ تو پھر بریلوی کا ترجمہ کیسے صحیح ہوا کہ آپ فرما رہے ہیں اے میرے بندو!

تو یہ رب تعالیٰ اپنی طرف سے اعلان کروا رہے ہیں کہ اے میرے پیغمبر میرے بندوں کو میری طرف سے اعلان کر کے کہہ دیں اے میرے وہ بندو! جو ایمان لائے ہو اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ڈرو تم اپنے رب کی گرفت سے، اپنے رب کے عذاب سے بچو، اپنے رب کی مخالفت سے بچو لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا ان لوگوں کے لیے جنھوں نے نیکی بھلائی کی فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ اس دنیا میں بھلائی ان کو حاصل ہوگی۔ بھلائی کا مطلب مال کا زیادہ ملنا نہیں۔ مال تو رب کافروں کو بھی دیتا ہے۔ بلکہ حسنہ کا معنٰی ہے ایسی پاکیزہ زندگی جو عقیدے، اخلاق، اعمال کے لحاظ سے اچھی ہوگی۔ مال کا زیادہ ہونا کوئی حسنہ نہیں ہے۔ ان لوگوں کے لیے جنھوں نے بھلائی کی ان کو اللہ تعالیٰ ایسی پاکیزہ اور صاف زندگی دے گا کہ جس سے یہ دنیا بھی سنورے گی اور آخرت بھی سنورے گی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بعض علاقوں میں کافروں کا غلبہ ہوتا ہے، بدمعاشوں کا غلبہ ہوتا ہے وہ ان کو صحیح طور

پر چلنے نہیں دیتے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃٌ اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ ہے۔ اگر وہ یہاں تمھیں لا الٰہ الا اللہ نہیں کرنے دیتے تو اور جگہ چلے جاؤ۔ ہجرت کوئی آسان مسئلہ نہیں ہے۔ مکان، کارخانہ، زمین چھوڑ کر کون جاتا ہے؟ مگر جب ایمان صحیح ہو اور ایمان میں پختگی ہو اور سمجھے کہ یہاں میرا ایمان باقی نہیں رہ سکتا تو پھر ضرور ہجرت کرنی چاہیے اور اب تک کرتے آرہے ہیں اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ پختہ بات ہے پورا دیا جائے گا صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بِغَیْرِ حِسَابٍ بغیر حساب کے۔ جو لوگ دین پر ڈٹے رہتے ہیں، تکلیفیں سہتے ہیں، مصیبتیں برداشت کرتے ہیں رب کا وعدہ ہے کہ وہ ان کو اتنا اجر دے گا جو گنتی میں نہیں آئے گا قُلْ آپ کہہ دیں اِنِّیْٓ اُمِرْتُ بے شک مجھے حکم دیا گیا ہے رب تعالیٰ کی طرف سے اَنْ اَعْبُدَ اللّٰہَ کہ میں عبادت کروں صرف اللہ تعالیٰ کی مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ دین اسی کے لیے خالص کرتے ہوئے۔ خالص رب کی عبادت کروں وَاُمِرْتُ اور مجھے حکم دیا گیا ہے لِاَنْ اَکُوْنَ کہ ہو جاؤں میں اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ مسلمانوں میں پہلا۔ جب آپ پر وحی نازل ہوئی تو اس کو سب سے پہلے ماننے والے آپ ﷺ ہیں کیونکہ اگر نبی خود نہیں مانے گا معاذ اللہ تعالیٰ تو اور کسی کو کیا دعوت دے گا؟ تو فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے میں پہلے مانوں پھر آگے چلوں۔

کافروں کے مختلف وفد آپ ﷺ کے پاس آئے۔ کہنے لگے کہ اے محمد (ﷺ) آپ کے آنے سے اختلافات اور جھگڑے شروع ہو گئے ہیں۔ ہر گھر میں جھگڑا ہو رہا ہے، باپ بیٹا لڑ رہے ہیں، بھائی بھائی لڑ رہے ہیں، میاں بیوی میں اختلاف ہے، بازاروں میں، گھروں میں، گلیوں میں جھگڑے ہو رہے ہیں ان جملہ اختلافات کی ذمہ

داری آپ کے سر ہے۔ صلح صفائی اچھی چیز ہے اس طرح کریں کہ آپ ہمارے معبودوں کو پکاریں ان کی عبادت کریں ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں اور پکاریں اور مل جل کر وقت گزاریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں اِنِّیْٓ اَخَافُ بے شک میں ڈرتا ہوں اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ اگر میں نے نافرمانی کی اپنے رب کی عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ڈرتا ہوں بڑے دن کے عذاب سے۔ لہٰذا میں اپنے رب کی نافرمانی کرنے کے لیے قطعاً تیار نہیں ہوں۔ قُلِ آپ کہہ دیں اللّٰہَ اَعْبُدُ اللہ ہی کی میں عبادت کرتا ہوں۔ نہ لات کوئی شے ہے، نہ منات، نہ عزیٰ، میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ میں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ خالص کرنے والا ہوں اسی کے لیے اپنا دین فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ پس تم عبادت کرو اس کی جس کو چاہتے ہو اس کے نیچے نیچے۔ لات کی کرتے ہو، منات کی کرتے ہو، عزیٰ کی کرتے ہو، ہبل کی کرتے ہو۔ تم جس کی مرضی عبادت کرو یہ تمہارا دین ہے میں صرف رب تعالیٰ کی عبادت کروں گا۔ قُلْ آپ کہہ دیں ان کو اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ بے شک نقصان اٹھانے والے وہ لوگ ہیں خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جنھوں نے خسارے میں ڈالا اپنی جانوں کو وَاَهْلِیْهِمْ اور اپنے اہل وعیال کو خسارے میں ڈالا۔ خسارہ بھی کون سا؟ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قیامت والے دن کا۔

دنیا میں خسارے اور نقصان ہوتے ہیں بعض دفعہ ان کی تلافی بھی ہو جاتی ہے آخرت کے نقصان کی کوئی تلافی نہیں ہے۔ اس دن سوائے اپنے ہاتھوں کو کاٹنے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوگا یَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ [الفرقان: ۲۷] ''جس دن کاٹیں گے ظالم اپنے ہاتھوں کو افسوس کی وجہ سے یَقُوْلُ کہیں گے یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ

مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا کاش میں نے پکڑ لیا ہوتا رسول کے ساتھ راستہ۔'' اور یہ بھی کہے گا
يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا '' اے خرابی کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا
ہوتا۔'' اس نے میرا بیڑا غرق کیا۔ مگر وہاں ہاتھ کاٹنے اور واویلا کرنے کا کیا فائدہ؟
احادیث میں آتا ہے کہ ایک ایک مجرم اتنا روئے گا کہ ان کے آنسوؤں سے گالوں پر ندی
نالے بن جائیں گے کہ اگر ان میں کشتی چلائی جائے تو چل سکے گی۔ تو اصل نقصان
اٹھانے والا وہ ہے کہ جس نے اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو نقصان میں ڈالا قیامت
والے دن۔ فرمایا اَلَا ذٰلِكَ خبردار یہی ہے هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ کھلا
نقصان۔ دنیا کا نقصان کوئی نقصان نہیں ہے اصل نقصان یہ ہے کہ آخرت برباد ہو
جائے۔ پھر کیا ہوگا لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ ان کے لیے ان کے اوپر سائے
ہوں گے آگ سے۔

لوگوں کی عادت یہ ہے کہ سردی کے موسم میں نیچے تلائی گدا وغیرہ بچھاتے ہیں اور
اوپر رضائی لیتے ہیں۔ گرمی کے موسم میں تلائی گدا نیچے سے نکال دیتے ہیں نیچے دری بچھا
دیتے ہیں اوپر چادر وغیرہ لے لیتے ہیں مکھی مچھر سے بچنے کے لیے۔ مطلب یہ ہے کہ
گرمی سردی میں کچھ اوپر لیتے ہیں کچھ نیچے لیتے ہیں۔ ان کے اوپر نیچے کیا ہوگا؟ اوپر بھی
آگ کے سائے ہوں گے اور نیچے بھی آگ کے سائے ہوں گے وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ
اور ان کے نیچے بھی سائے ہوں گے آگ کے۔ آگ بھی وہ جو دنیا کی آگ سے انہتر گنا
تیز ہوگی اور دنیا کی آگ اتنی تیز ہے کہ اس میں لوہا، تانبا پگھل جاتا ہے۔ فرمایا ذٰلِكَ
يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ یہ وہ چیز ہے کہ ڈراتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اپنے بندوں کو۔
اس سے پہلے آیت میں آچکا ہے کہ آپ کہہ دیں میرے بندوں کو جو ایمان لاتے

ہیں ڈرتے رہو اپنے رب سے۔ اور یہاں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ڈراتا ہے اپنے بندوں کو یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ اے میرے بندو! مجھ سے ڈرو یعنی میری گرفت سے ڈرو، میرے عذاب سے ڈرو۔ رب تعالیٰ نے کھلے لفظوں میں آنحضرت ﷺ کی وساطت سے اعلان کر کے سنا دیا ہے کہ رب تعالیٰ کی گرفت اور عذاب سے بچو۔

❋❋❋❋
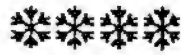
وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ
اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِيْنَ
يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ
وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۭ
اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ﴿۱۹﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ
فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ڛ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ
اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ﴿۲۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي
الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا
ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۲۱﴾ ع

وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ اجْتَنَبُوا جنھوں نے کنارہ کشی کی الطَّاغُوْتَ طاغوت سے اَنْ يَّعْبُدُوْهَا یہ کہ اس کی عبادت کریں وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ اور انہوں نے رجوع کیا اللہ تعالیٰ کی طرف لَهُمُ الْبُشْرٰى ان کے لیے خوش خبری ہے فَبَشِّرْ عِبَادِ پس آپ خوش خبری سنادیں میرے بندوں کو الَّذِيْنَ وہ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ جو سنتے ہیں بات کو فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ پس پیروی کرتے ہیں اس کی اچھی باتوں کی اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ یہی وہ لوگ ہیں هَدٰىهُمُ اللّٰهُ جن کو ہدایت دی اللہ تعالیٰ نے وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ اور یہی لوگ ہی عقل مند ہیں اَفَمَنْ کیا پس وہ شخص حَقَّ عَلَيْهِ لازم ہو

چکا اس پر کَلِمَةُ الْعَذَابِ عذاب کا فیصلہ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ کیا پس آپ چھڑا لیں گے مَنْ اس کو فِی النَّارِ جو دوزخ میں ہے لٰکِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا لیکن وہ لوگ جو ڈرتے ہیں رَبَّهُمْ اپنے رب سے لَهُمْ غُرَفٌ ان کے لیے بالا خانے ہیں مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ ان کے اوپر اور بالا خانے ہیں مَّبْنِیَّةٌ تعمیر شدہ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں وَعْدَ اللّٰهِ یہ وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِیْعَادَ نہیں خلاف ورزی کرتا اللہ تعالیٰ وعدے کی اَلَمْ تَرَ کیا آپ نے نہیں دیکھا اَنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ نازل کیا اس نے آسمان کی طرف سے مَآءً پانی فَسَلَكَهٗ پس چلا دیا اس کو یَنَابِیْعَ چشموں میں فِی الْاَرْضِ زمین میں ثُمَّ یُخْرِجُ بِهٖ پھر نکالتا ہے اس پانی کے ذریعے زَرْعًا کھیتی مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ مختلف ہیں رنگ اس کے ثُمَّ یَهِیْجُ پھر وہ خشک ہو جاتی ہے فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا پس دیکھتا ہے تو اس کو زرد ثُمَّ یَجْعَلُهٗ حُطَامًا پھر کر دیتا ہے اس کو چورا چورا اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ بے شک اس میں لَذِكْرٰى البتہ نصیحت ہے لِاُولِی الْاَلْبَابِ عقل مندوں کے لیے۔

ربط آیات :

اس سے پہلی آیات میں ان لوگوں کا ذکر تھا جنھوں نے اپنی جانوں اور اپنے اہل وعیال کو خسارے میں رکھا قیامت والے دن۔ اب ان کے مدمقابل لوگوں کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَالَّذِیْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اور وہ لوگ جنھوں نے کنارہ کشی کی، پرہیز کیا طاغوت سے۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے چوٹی کے مفسر ہیں وہ طاغوت کا معنیٰ شیطان بھی کرتے ہیں اور جادوگر بھی کرتے ہیں۔ اور طاغوت کا معنیٰ فال نکالنے والا اور بت بھی ہے۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ وہ لوگ جو خلاف شرع چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں اَنْ یَّعْبُدُوْھَا کہ وہ طاغوت کی عبادت کریں، اس کی پرستش کریں، اس پر یقین کریں۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس آدمی نے فال نکالنے والے کو ہاتھ دکھایا کہ دیکھ میری قسمت میں کیا ہے؟ (چاہے دل میں یقین نہیں ہے ویسے دل لگی کے طور پر) تو اس شخص کی چالیس دن اور چالیس راتوں کی نمازوں کا اجر ضائع ہوگیا۔ اور حدیث پاک میں آتا ہے مَنْ اَتٰی کَاھِنًا (اِلٰی قَوْلِہٖ) فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم "جو آدمی کاہن کے پاس آیا پس تحقیق اس نے انکار کر دیا اس شریعت کا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔" ایسا آدمی از روئے شریعت کافر ہے۔ تو فرمایا جو لوگ بچتے ہیں شیطان سے، جادوگروں سے، فال نکالنے والوں سے، بتوں سے کہ ان کی عبادت کریں وَاَنَابُوْا اِلَی اللّٰہِ اور رجوع کیا انھوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف لَھُمُ الْبُشْرٰی ان کے لیے خوش خبری ہے فَبَشِّرْ عِبَادِ پس آپ خوش خبری سنا دیں میرے بندوں کو کامیاب ہونے کی۔ اور بشارت اور خوش خبری کے مستحق کون لوگ ہیں اَلَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ جو سنتے ہیں میری بات کو فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ پس پیروی کرتے ہیں اس کی اچھی باتوں کی اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدٰھُمُ اللّٰہُ یہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے وَاُولٰٓئِکَ ھُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ اور یہی لوگ ہی عقل مند ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک

جنھوں نے طاغوت کی پوجا کو چھوڑ کر خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے۔

احسن کا مفہوم اس طرح بھی بیان فرماتے ہیں کہ شریعت میں بعض چیزیں حسن ہیں اور بعض احسن ہیں۔ اس کی مثال آپ یوں سمجھیں کہ ایک شخص نے دوسرے آدمی کو نقصان پہنچایا۔ تو جس کا نقصان ہوا ہے اس کے لیے جائز ہے بدلہ لینا اور جائز کام حسن کہلاتا ہے۔ اور اگر وہ بدلہ لینے کے بجائے معاف کر دے تو یہ احسن ہے یعنی بہت اچھا فعل ہوگا اور اس کے بدلے میں اسے آخرت میں بہت بڑا اجر ملے گا۔ حسن اور احسن کی مثال اس طرح بھی دی جا سکتی ہے کہ ایک طرف عزیمت ہے اور دوسری طرف رخصت ہے۔ رخصت کو اختیار کرنا حسن ہے اور عزیمت کو اختیار کرنا احسن ہے۔ مثلاً: مسافر کے لیے سفر کے دوران میں روزہ نہ رکھنا رخصت ہے اور اگر وہ رخصت کے بجائے عزیمت پر عمل کرے اور روزہ رکھ لے تو احسن ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے احسن چیز کو اختیار کرنے والوں کی تعریف فرمائی ہے۔

سارے اختیارات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں :

آگے اللہ تعالیٰ نے یہ بات سمجھائی ہے کہ آپ میرا پیغام پہنچائیں اگر کوئی نہیں مانتا تو پریشان نہ ہوں اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِی النَّارِ ”کیا پس آپ چھڑا لیں گے اس کو جو دوزخ میں ہے۔“ بعض جاہل شاعر یہ شعر عام مجلسوں میں پڑھتے ہیں:

اللہ دے پکڑے چھڑاوے محمد
محمد دے پکڑے چھڑا کوئی نہیں سگدا

لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اسی بات کی اللہ تعالیٰ نے تردید فرمائی ہے اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ کیا پس وہ شخص جس پر لازم ہو چکا عذاب کا فیصلہ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِی النَّارِ

کیا پس آپ اس کو چھڑالیں گے جو دوزخ میں ہے۔ دور جانے کی ضرورت نہیں قرآن کریم مجسمہ ہدایت ہے۔ صرف قرآن پاک سے دومثالیں عرض کرتا ہوں۔

آنحضرت ﷺ کا چچا عبدالمناف جس کی کنیت ابوطالب تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد تھے حدیث میں اس کے چار بیٹوں اور ایک بیٹی کا ذکر آتا ہے۔ بڑے بیٹے کا نام طالب تھا اور اسی کی طرف نسبت سے کنیت ابوطالب تھی۔ یہ طالب مسلمان نہیں ہوا باقی تین بیٹے حضرت جعفر، حضرت عقیل، حضرت علی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور بیٹی کا نام فاختہ تھا ام ھانی اس کی کنیت تھی آج بھی مسجد حرام میں ایک دروازے کے اندر اور باہر لکھا ہوا ہے ''باب ام ہانی'' یہاں ان کا مکان ہوتا تھا۔ یہ بھی مسلمان ہوئی ہیں۔ جب آنحضرت ﷺ کے دادا جان فوت ہوئے ہیں اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک کتنی تھی؟ بعض نے بارہ سال اور بعض نے آٹھ سال لکھی ہے۔ دادا جان کی وفات سے لے کر اپنی وفات تک ابوطالب نے آنحضرت ﷺ کی خدمت کی ہے اور وہ دنیاوی لحاظ سے آپ ﷺ کا بڑا خیر خواہ تھا۔ جب ابوطالب فوت ہوئے ہیں اس وقت آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک پچاس سال تھی۔ تو اگر دادا جان کی وفات کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک ۱۲ سال تھی تو پھر ابوطالب نے آپ کی اڑتیس (۳۸) سال خدمت کی ہے۔ اور اگر آٹھ (۸) سال مانو تو پھر بیالیس (۴۲) سال خدمت کی ہے لیکن اسے ہدایت نصیب نہیں ہوئی۔

ابوطالب کی وفات کے وقت آنحضرت ﷺ اس کے پاس جا بیٹھے۔ ابوجہل، ابولہب وغیرہ بھی پاس بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے کچھ دیر انتظار کیا کہ یہ لوگ اٹھ کر چلے جائیں پھر میں چچے کے سامنے کلمہ پیش کروں کہ یہ لوگ آڑے آئیں گے۔ مگر وہ لوگ بڑے ہوشیار تھے کہاں جانے والے تھے۔ جب ابوطالب کی حالت غیر ہوگئی تو آنحضرت

ﷺ نے ان کی موجودگی میں کہا کہ چچا جان! لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ دو تا کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں کچھ کہہ سن سکوں۔ ابو طالب نے کہا کہ اگر مجھے اپنی گروہ بندی کا خیال نہ ہو تا تو میں ضرور آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا۔ میں جانتا ہوں کہ سارے ادیان میں سے تیرا دین سب سے اچھا ہے۔ جس وقت یہ نرم نرم باتیں کیں تو ابو جہل بول پڑا۔ کہنے لگا یَا غَدَرُ '' اے غدار اَتَتْرُكُ مِلَّةَ اَبِیْكَ عبد المطلب کیا تو اپنے باپ عبد المطلب کا دین چھوڑنا چاہتا ہے؟'' آپ اپنی طرف کھینچتے رہے وہ اپنی طرف کھینچتے رہے۔ اس نے آخری بات یہ کہی اَبٰی اَنْ یَّقُوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهَ '' لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا۔'' مر گیا مگر دھڑا نہیں چھوڑا۔ آنحضرت ﷺ نے نہ میت کو کندھا دیا ہے اور نہ جنازے میں شرکت کی ہے، نہ قبر میں پہنچایا ہے۔ اٹھ کر چلے آئے۔ بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آکر بتلایا کہ حضرت! تمہارا بوڑھا چچا گمراہ مر گیا ہے۔ مشرک کے لفظ بھی ہیں کہ تمہارا بوڑھا چچا مشرک مر گیا ہے میں کیا کروں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وَارِ اَبَاكَ اپنے باپ کو دفن کر دو۔

ابو طالب نے آنحضرت ﷺ کی بڑی خدمت کی ہے اور ساتھ دیا اور بالواسطہ دین کی بھی خدمت ہوئی۔ جب لوگ آنحضرت ﷺ پر حملہ آور ہوتے تھے، آنحضرت ﷺ کو اذیت پہنچانے کے لیے آتے تھے تو ابو طالب سامنے آکر کھڑے ہو جاتے تھے کہ پہلے مجھے مارو پھر میرے بھتیجے کی طرف جانا۔ چونکہ ظاہری لحاظ سے شریف الطبع اور خاندانی اعتبار سے اونچے تھے اور کعبۃ اللہ کے متولیوں میں سے تھے اثر و رسوخ والے آدمی تھے لوگ شرم و حیا کرتے تھے واپس چلے جاتے تھے۔ ابو طالب کی وفات کے بعد آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے دعائے مغفرت کی اے پروردگار! تیری رحمت بڑی

وسیع ہے میرے چچے نے میری بڑی خدمت کی ہے اور بالواسطہ دین کی خدمت کی ہے میرے چچے کو بخش دے۔ آنحضرت ﷺ کو دعا کرتے دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے مشرک ماں باپ، بہن بھائیوں کے لیے دعائیں شروع کر دیں تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کے متعلق حکم نازل فرمایا تاکہ آنے والی نسلوں کو مغالطہ نہ رہے۔ ارشاد ربانی ہے مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ [توبہ:۱۱۳] ''نہیں حق پہنچتا نبی کو اور ان لوگوں کو بھی حق نہیں پہنچتا جو مومن ہیں کہ مشرکوں کے لیے استغفار کریں اگرچہ وہ ان کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں بعد اس کے کہ ان کے لیے واضح ہو چکا ہے کہ وہ دوزخی ہیں۔'' اللہ تعالیٰ نے پکڑا آپ ﷺ نے چھڑانے کی کوشش کی تو رب تعالیٰ نے دعا سے بھی منع فرما دیا۔

دوسرا واقعہ عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین کا ہے۔ ظاہری طور پر سارے کام مسلمانوں والے کرتا تھا بلکہ پہلی صف میں بیٹھتا تھا۔ امیر آدمی تھا چندہ بھی دل کھول کر دیتا تھا مگر دل صاف نہیں تھا بیٹے کا نام بھی عبد اللہ اور وہ مخلص مومن تھا رضی اللہ عنہ۔ عبد اللہ بن ابی کی وفات ہوگئی تو بیٹے نے آکر آنحضرت ﷺ سے کہا کہ حضرت! میرا والد فوت ہو گیا ہے میں نہیں کہتا کہ وہ مخلص تھا بایں ہمہ اگر آپ ﷺ اس کے لیے دعا کریں کہ مغفرت کی کوئی صورت ہو جائے۔ حضرت! جنازہ بھی پڑھا دیں آنحضرت ﷺ نے وعدہ کر لیا کہ میں جنازہ پڑھاؤں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پاس تھے کہنے لگے حضرت! آپ منافق کا جنازہ پڑھا رہے ہیں فلاں دن اس نے یہ کیا فلاں دن اس نے یہ کہا پھر جس وقت آپ ﷺ جنازہ پڑھانے کے لیے اٹھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کندھے والی چادر کو کھینچا کہ حضرت!

کہاں جارہے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے باوجود حلیم الطبع ہونے کے فرمایا عمر! تم مجھ پر داروغہ مسلط ہوئے ہو؟ وہ خاموش ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے اس وقت دو کرتے پہنے ہوئے تھے نیچے والا کرتا جو جسم مبارک کے ساتھ لگا ہوا تھا اتار کر فرمایا کہ اس کا کفن اس کو پہناؤ۔ اپنا لعاب مبارک اس کے جسم پر ملا، جنازہ پڑھایا، قبر پر کھڑے ہو کر دعا کی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نازل ہوا اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ [توبہ:۸۰] ''آپ ان کے لیے بخشش کی دعا کریں یا نہ کریں اگر ان کے لیے ستر (۷۰) مرتبہ بھی بخشش مانگیں تو اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ مزید فرمایا وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ [توبہ:۸۴] ''اور اے پیغمبر آپ نہ نماز پڑھیں کسی ایک پر ان میں سے جو مر گیا کبھی بھی اور نہ کھڑے ہوں اس کی قبر پر۔'' اللہ تعالیٰ نے پکڑا آپ ﷺ نے چھڑانے کی کوشش کی۔ اس سے زیادہ اور کیا کوشش ہو سکتی تھی؟ لیکن آپ ﷺ نہیں چھڑا سکے۔ تو یہ کہنا:

؎ اللہ دے پکڑے چھڑاوے محمد ﷺ

یہ بالکل قرآن کی تعلیم کے خلاف ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا پس وہ شخص جس پر لازم ہو چکا ہے عذاب کا فیصلہ کیا پس آپ اس کو چھڑا سکتے ہیں دوزخ سے لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لیکن وہ لوگ جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے اس کی مخالفت سے، رب تعالیٰ کی گرفت سے ڈرتے ہیں لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ ان کے لیے بالا خانے ہیں ان کے اوپر اور بالا خانے ہیں مَّبْنِيَّةٌ تعمیر شدہ۔ غُرَفٌ غُرْفَةٌ کی جمع ہے بمعنی چوبارا، اوپر والی منزل۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اوپر نیچے سو، سو منزلیں ہوں گی، دور

تک نظارے لیں گے۔ کوئی سونے کی تعمیر شدہ ہوگی، کوئی چاندی، کوئی ہیرے اور موتیوں کی بنی ہوئی ہوں گی اور ایک ایک مومن کو اتنا بڑا مکان ملے گا جو ساٹھ میل پر پھیلا ہوا ہو گا۔ اگلے جہان کی چیزوں کا ہم یہاں تصور بھی نہیں کر سکتے تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں۔ ہر منزل کے سامنے نہر چل رہی ہوگی وَعْدَ اللّٰهِ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِیْعَادَ نہیں خلاف ورزی کرتا اللہ تعالیٰ وعدے کی۔

قدرتِ خداوندی :

آگے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت بتلاتے ہیں۔ پانی ایک ایسی چیز ہے کہ عالم اسباب میں ہر جان دار چیز، نباتات اس کی محتاج ہے۔ پانی کے بغیر کوئی جان دار چیز نہیں بچ سکتی۔ اسی طرح درخت پودے وغیرہ بھی برقرار نہیں رہ سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلَمْ تَرَ اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بے شک اللہ تعالیٰ نے نازل کیا آسمان کی طرف سے پانی فَسَلَكَهٗ یَنَابِیْعَ فِی الْاَرْضِ پس چلا دیا اس کو چشموں میں زمین میں۔ ینابیع ینبوعٌ کی جمع ہے بمعنی چشمہ۔ اور ینابیع کا معنی چشمے ہوں گے۔ تجربے کی بات ہے کہ جن سالوں میں بارشیں زیادہ ہوتی ہیں کنوؤں اور چشموں کے پانی بھی بڑھ جاتے ہیں۔ بارشیں رک جائیں تو بعض چشمے خشک ہو جاتے ہیں اور بعضوں میں پانی کم ہو جاتا ہے۔ تو زمینی کنوؤں اور چشموں کا تعلق بھی بارش کے پانی کے ساتھ ہے ثُمَّ یُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا پھر نکالتا ہے اس پانی کے ذریعے کھیتی مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ مختلف ہیں رنگتیں اس کی۔ مکئی کی شکل اور، گندم کی شکل اور، چاولوں کی شکل اور رنگ اور، اور باجرے کی اور، سبزیوں کو دیکھ لو، کوئی سفید، کوئی کالی، کوئی لال، کوئی

کسی رنگ کی، کوئی کسی رنگ کی ثُمَّ یَھِیۡجُ پھر خشک ہو جاتی ہے جب پکنے پر آتی ہے فَتَرٰىہُ مُصۡفَرًّا پس تو دیکھتا ہے اس کو زرد ثُمَّ یَجۡعَلُہٗ حُطَامًا پھر اس کو رب کر دیتا ہے چورا چورا۔ پھر لوگ اس کو مشینوں کے ساتھ گاہتے ہیں۔ توڑی الگ اور دانے الگ کرتے ہیں۔ رب تعالیٰ نے بارش برسا کر تمہارے جسم کے لیے خوراک پیدا فرمائی اور قرآن نازل فرما کر روح کی غذا عطا فرمائی۔ دین کے بغیر آدمی کی روح زندہ نہیں رہ سکتی بہ ظاہر آدمی جتنا موٹا تازہ ہے۔ اگر دین نہیں ہے تو اس کی روح مردہ ہے۔ جس طرح جسم عالم اسباب میں پانی کے محتاج ہیں اسی طرح وحی کے بھی محتاج ہیں۔ جس سے روح کو خوراک ملتی ہے اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَذِکۡرٰی بے شک اس میں البتہ نصیحت ہے لیکن کن لوگوں کے لیے لِاُولِی الۡاَلۡبَابِ عقل مندوں کے لیے۔ عقل مند سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ظاہر کے لیے بھی انتظام کیا ہے اور باطن کے لیے بھی، جسم کے لیے بھی اور روح کے لیے بھی انتظام کیا ہے۔

❋❋❋❋

اَفَمَنْ

شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۲﴾ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَی اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾ اَفَمَنْ یَّتَّقِیْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَقِیْلَ لِلظّٰلِمِیْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۴﴾

اَفَمَنْ کیا پس وہ شخص شَرَحَ اللّٰهُ کہ کھول دیا اللہ تعالیٰ نے صَدْرَهٗ اس کا سینہ لِلْاِسْلَامِ اسلام کے لیے فَهُوَ پس وہ شخص عَلٰی نُوْرٍ روشنی پر ہے مِّنْ رَّبِّهٖ اپنے رب کی طرف سے فَوَیْلٌ پس خرابی ہے لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ ان لوگوں کے لیے جن کے دل سخت ہیں مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ یہی لوگ ہیں کھلی گمراہی میں اَللّٰهُ نَزَّلَ اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ بہترین بات كِتٰبًا کتاب مُّتَشَابِهًا آپس میں ملتی جلتی ہے مَّثَانِیَ دہرائی جاتی ہے تَقْشَعِرُّ مِنْهُ رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اس سے جُلُوْدُ الَّذِیْنَ ان لوگوں کے چمڑوں سے یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے ثُمَّ تَلِیْنُ

جُلُوْدُھُمْ پھر نرم ہو جاتے ہیں چمڑے ان کے وَقُلُوْبُھُمْ اور ان کے دل اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف ذٰلِکَ ھُدَی اللّٰہِ یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے یَھْدِیْ بِہٖ ہدایت دیتا ہے اس کے ذریعے مَنْ یَّشَآءُ جس کو چاہتا ہے وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے فَمَا لَہٗ مِنْ ھَادٍ پس نہیں ہے کوئی اس کو ہدایت دینے والا اَفَمَنْ یَّتَّقِیْ کیا پس وہ شخص جو بچے گا بِوَجْھِہٖ اپنے چہرے کے ذریعے سُوْٓءَ الْعَذَابِ برے عذاب سے یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قیامت کے دن وَقِیْلَ اور کہا جائے گا لِلظّٰلِمِیْنَ ظالموں کو ذُوْقُوْا چکھو تم مَا کُنْتُمْ تَکْسِبُوْنَ مزہ اس چیز کا جو تم کماتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ کیا پس وہ شخص کہ کھول دیا اللہ تعالیٰ نے اس کے سینے کو اسلام کے لیے فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ پس وہ روشنی پر ہے اپنے رب کی طرف سے۔ نورِ ایمان، نورِ توحید، نورِ اسلام کو وہ حاصل کر چکا ہے۔ کیا یہ اس شخص کی طرح ہے جس کا دل سخت ہے نورِ ایمان، نورِ توحید، نورِ اسلام کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ یہ دونوں کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ کا ضابطہ یہ ہے کہ جو شخص جس چیز کے لیے کوشش کرے گا وہ اس پر نتیجہ مرتب کر دے گا بغیر طلب کے کوئی چیز نہیں ملتی۔ اس کو تم اس طرح سمجھو کہ مثلاً نلکا ہے، ٹونٹی ہے، تم نے پانی لینا ہے اگر برتن کا منہ سیدھا رکھو گے تو اس میں پانی پڑے گا اگر تم برتن کو الٹا رکھو گے تو بے شک سارے ٹیوب ویل کا پانی اس پر پڑتا رہے اندر کچھ نہیں جائے گا۔ یہ مثال ہے طلب اور

غیر طلب کی۔ جو شخص طالب ہے اس کے برتن کا منہ پانی کی طرف ہے اس میں پانی ضرور پڑے گا چھوٹا برتن جلدی بھر جائے گا بڑا دیر سے بھرے گا مگر بھر جائے گا۔ اور جو طالب نہیں ہے اس کے برتن کا منہ الٹا ہے اس میں کچھ نہیں آئے گا۔ بارہا یہ بات سمجھا چکا ہوں کہ ایمان بھی اختیاری ہے اور کفر بھی اختیاری ہے۔ ایمان لانے میں کفر اختیار کرنے میں نیکی، بدی اختیار کرنے میں بندے کو پورا پورا دخل ہے۔ جبراً اللہ تعالیٰ نہ کسی کو ہدایت دیتے ہیں اور نہ گمراہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنات کو ان کی مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔ یہ دونوں ذوالعقول اور مکلف مخلوق ہیں شریعت کے پابند ہیں۔ جس شخص نے اپنے سینے کو ایمان کی طرف، ہدایت کی طرف متوجہ کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے سینے کو ہدایت کے لیے کھول دیتے ہیں وہ اسلام قبول کرے گا اس کو ہدایت حاصل ہوگی **فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ** ''پس وہ شخص روشنی پر ہے اپنے رب کی طرف سے۔'' اس کے مقابلے میں وہ شخص ہے جس کا دل سخت ہے **فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ** پس خرابی ہے ان لوگوں کے لیے جن کے دل سخت ہیں۔ ایمان کو قریب نہیں آنے دیتے۔

سورہ حم سجدہ آیت نمبر ۵ پارہ ۲۴ میں ہے **وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ** ''اور کہا انہوں نے کہ ہمارے دل غلافوں میں ہیں اس چیز سے جس کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں **وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ** اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ ہیں **وَمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ** اور ہمارے اور آپ کے درمیان پردہ ہے **فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ** پس تم اپنا کام کرتے رہو ہم اپنا کام کرتے رہیں گے۔ اب جن لوگوں نے ضد اور عداوت کے ساتھ اپنے دل پردوں میں رکھے ہوئے ہیں کانوں میں ڈاٹ چڑھائے ہوئے ہیں۔ حق سننے کے لیے تیار نہیں ہیں آنکھوں پر پردے ڈالے ہوئے ہیں۔ جن کی

ضد اس حد تک پہنچ چکی ہے ان کو اللہ تعالیٰ زبردستی تو ہدایت نہیں دے گا۔ ہدایت تب ملے گی کہ وہ ہدایت کے طالب ہوں ان میں ضد نہ ہو اور ضدی کو دنیا میں کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ دیکھو! اللہ تعالیٰ نے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں قومی زبان میں بھیجے ہیں تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہماری زبان اور ہے اور پیغمبر کی زبان اور ہے۔ سورہ ابراہیم آیت نمبر ۴ میں ہے وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ ''اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس کی قوم کی زبان میں۔'' پیغمبر قومی زبان میں بیان کرتا ہے۔ پھر پیغمبر کا دل بھی صاف، زبان بھی صاف اور جو بات اخلاص کے ساتھ ہوتی ہے سمجھ بھی جلد آتی ہے لیکن بہ ایں ہمہ نہ ماننے والوں نے پیغمبر کو کہا کہ تیری باتیں ہمیں سمجھ نہیں آتیں۔

چنانچہ سورہ ہود آیت نمبر ۹۱ میں ہے قَالُوْا یٰشُعَیْبُ مَا نَفْقَهُ کَثِیْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ ''ان لوگوں نے کہا اے شعیب نہیں سمجھتے ہم بہت سی وہ باتیں جو تم کہتے ہو۔'' تیری باتیں ہمیں سمجھ نہیں آتیں۔ بھائی! کیوں سمجھ نہیں آتی؟ بولی تمہاری ہے، پیغمبر کی زبان صاف اور پاک ہے، دل پاک ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے ماننا نہیں ہے ضد ہے۔ اور ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ جبراً ہدایت نہیں دیتا۔ تو فرمایا فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰهِ پس خرابی ہے ان لوگوں کے لیے جن کے دل سخت ہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے۔

ویل نامی طبقہ جہنم کی گہرائی :

وَیْل جہنم میں ایک طبقے کا نام بھی ہے جو اتنا گہرا ہے کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر اوپر سے کوئی چیز گرائی جائے تو ستر سال کے بعد نیچے پہنچے گی۔

مسلم شریف میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ یک دم دھماکے کی آواز آئی جیسے کسی مکان کی چھت گر گئی ہو یا کوئی بڑی

دیوار گر گئی ہو۔ سب گھبرا گئے خدا جانے کیا ہوا ہے؟ کوئی مرا ہے، کوئی زخمی ہوا ہے؟ جلدی سے اٹھے کہ جا کر دیکھیں کیا ہوا ہے؟ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو خیر سلا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اَتَدْرُوْنَ مَاهٰذِهِ الْوَجْبَةُ ''کیا تمھیں معلوم ہے کہ یہ آواز کیسی تھی؟'' کہنے لگے حضرت! ہم تو گھبرا گئے کہ خدا جانے کیا ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جہنم کے طبقے میں اوپر سے پتھر پھینکا گیا تھا ستر سال کے بعد اب نیچے پہنچا ہے یہ اس کی آواز تھی۔ خرق عادت اور خلاف عادت کے طور پر کبھی کبھی اللہ تعالیٰ یہ چیزیں سنا دیتے ہیں۔ انکار کی وجہ نہیں ہے۔ قاعدہ عام ہوتا ہے جس سے خرق عادت کا استثناء ہوتا ہے۔

ایک موقع پر آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے کہ سخت قسم کی بدبو آئی کہ ہر آدمی مجبور ہو گیا ناک بند کرنے پر۔ کسی نے ہاتھ کے ساتھ، کسی نے پگڑی کے کنارے کے ساتھ، کسی نے چادر کے ساتھ۔ آپ ﷺ نے فرمایا اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذِهِ الرِّيْحَةُ الْكَرِيْهَةُ ''کیا جانتے ہو یہ بدبو کس چیز کی تھی؟'' کہنے لگے حضرت! ہمیں تو معلوم نہیں ہے۔ فرمایا یہ کسی شخص نے کسی کی غیبت کی ہے یہ غیبت کی بدبو ہے۔ اب کوئی کہے کہ یہاں تو روزانہ غیبتیں ہوتی ہیں ہمیں تو بدبو نہیں آتی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری حس مر گئی ہے۔ جیسے کوڑا کرکٹ، گند اٹھانے والے اٹھاتے ہیں لیکن کبھی انہوں نے ناک بند نہیں کی کہ وہ عادی ہو گئے ہیں ان کو بدبو نہیں آتی۔ معاف رکھنا اسی طرح ہم بھی گناہوں کے عادی ہو گئے ہیں ہمیں کسی گناہ کی بدبو نہیں آتی۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک فرشتے کی ڈیوٹی ہے جو ہونٹوں کے قریب رہتا ہے۔ ایک گیا دوسرا آ گیا۔ جب آدمی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں

پہنچاتے ہیں۔کوئی درود شریف پڑھتا ہےتو آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچاتا ہے۔ترمذی شریف میں روایت ہے کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہےتو وہ فرشتہ ایک میل دور بھاگ جاتا ہے اس جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے مگر ہماری چونکہ حس مرگئی ہے اس لیے ہمیں محسوس نہیں ہوتی۔تو فرمایا بربادی ہےان لوگوں کے لیے جن کے دل سخت ہوگئے ہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ یہی لوگ ہیں کھلی گمراہی میں جنھوں نے اپنے دلوں کوسخت کیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ کی یاد سے۔ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہے بہترین بات تمام باتوں میں سے كِتٰبًا وہ کتاب ہے مُّتَشَابِهًا جس کے مضمون آپس میں ملتے جلتے ہیں۔یہ قرآن کریم مَّثَانِيَ مَثْنٰى کی جمع ہے۔مثانی کا معنی ہے جو دہرائی جاتی ہے۔

ایک رات میں مکمل قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے حضرات :

دنیا میں جتنا قرآن کریم پڑھا جاتا ہے اتنی اور کوئی کتاب نہیں پڑھی جاتی ۔ایسے بزرگ بھی تھے جو ایک رات میں سارا قرآن کریم ختم کرتے تھے۔حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ وتروں میں سارا قرآن پڑھ دیتے تھے۔حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ تہجد میں سارا قرآن پڑھتے تھے۔حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا روزمرہ کا معمول تھا کہ تہجد میں سارا قرآن کریم پڑھتے تھے ۔امت میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک اور ایک روایت میں ہے پینتالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے ۔اور ہر رات قرآن کریم ختم کرتے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا رمضان المبارک میں روزانہ دو قرآن ختم کرتے تھے،ایک رات کو اور ایک دن کو۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا روزانہ دو قرآن کریم ختم کرنے کا،ایک دن کو اور ایک رات کو۔حضرت یحییٰ

بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ روزانہ رات کو نماز میں ایک قرآن کریم ختم کرتے تھے اور ایسے بے شمار بزرگ گزرے ہیں جن کا یہ معمول تھا۔

اور مسئلہ یاد رکھنا! مہینے میں ایک مرتبہ مرد عورتوں کو ضرور قرآن کریم ختم کرنا چاہیے اور جن کو نہیں آتا وہ سیکھنا شروع کریں۔ پڑھتے ہوئے مریں گے تو وہ طالب قرآن کی مد میں ہوں گے۔ زندگی کسی کے اختیار میں نہیں ہے مگر جس چیز کی طلب ہو تو آدمی اس کے لیے بہت کچھ کرتا ہے دین کی طرف توجہ نسبتاً بہت کم ہے۔ دنیا کے لیے جھلے اور پاگل ہوئے پھرتے ہیں۔ کیا دیس، کیا پردیس، وطن، بے وطن، ان چیزوں کو ہم نے زندگی کا مقصد بنا لیا ہے اور اصل مقصد کو ہم بھول گئے ہیں۔

تو ساری باتوں میں اچھی بات اتاری کتاب جس کے مضمون ملتے جلتے ہیں وہ دہرائی جاتی ہے تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اس سے چمڑوں میں ان لوگوں کے چمڑوں سے جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے۔ ہر چیز کو اس کا فن والا جانتا ہے۔ ہم چونکہ عربی نہیں ہیں اس لیے ہمیں قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کی خوبی سمجھ نہیں آتی۔ عربی لوگ چونکہ اس کی فصاحت اور بلاغت کو جانتے تھے لہٰذا جب قرآن سنتے تھے تو ان کے جسم پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ فرمایا ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ پھر نرم ہو جاتے ہیں ان کے چمڑے اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف ذٰلِكَ هُدَی اللّٰهِ یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ اس کے ذریعے ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور دیتا اس کو ہے جو ہدایت کا طالب ہوتا ہے۔ زبردستی رب تعالیٰ کسی کے ساتھ نہیں کرتا وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے پس نہیں ہے کوئی اس کو ہدایت دینے

والا۔ اور گمراہ اسی کو کرتا ہے جو گمراہی پر تلا ہوا ہو۔ مثلاً: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ ''کہا اس جماعت نے جس نے تکبر کیا صالح علیہ السلام کی قوم میں سے لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا ان لوگوں سے جو کمزور خیال کیے جاتے تھے لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ جو ایمان لا چکے تھے ان میں سے۔ ان کو کیا کہا اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ''کیا تم جانتے ہو کہ بے شک صالح علیہ السلام اپنے رب کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں قَالُوْا مومنوں نے کہا اِنَّا بِمَا اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ بے شک ہم تو اس چیز پر ایمان رکھنے والے ہیں جس کے ساتھ اس کو بھیجا گیا ہے قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا کہا ان لوگوں نے جنھوں نے تکبر کیا اِنَّا بِالَّذِيْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ [الاعراف:۷۵] ''بے شک ہم انکار کرنے والے ہیں اس چیز کا جس پر تم ایمان لائے ہو۔'' ہم اس کے کھلے منکر ہیں۔ اب ایسوں کو اللہ تعالیٰ زبردستی تو ایمان نہیں دیتا۔ جو کھلے لفظوں میں ضد، عناد اختیار کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے یعنی ''میں'' رہنے دیتا ہے۔ فرمایا اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ کیا پس وہ شخص اپنے چہرے کے ذریعے بچے گا برے عذاب سے قیامت کے دن۔ انسان کا مزاج ہے کہ جب اس پر کوئی حملہ کرتا ہے تو اپنا منہ اور سر بچانے کے لیے بازو آگے کرتا ہے حالانکہ بازو بھی قیمتی ہیں لیکن سر اور چہرہ زیادہ قیمتی ہے اس لیے بازو آگے کرتا ہے اور قیامت والے دن اپنے منہ کے ذریعے باقی اعضاء کو بچائے گا۔ جب دوزخ میں پھینکا جائے گا منہ نیچے اور سر نیچے ہوگا۔ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖ [سورہ ملک] تو کہے گا یہی کافی ہے میرا باقی جسم بچ جائے۔ منہ اور سر کے ذریعے باقی بدن کو بچانے کی کوشش کرے گا مگر دوزخ کے عذاب سے کون بچ سکتا ہے؟ فرمایا وَ

قِيْلَ اور کہا جائے گا لِلظّٰلِمِيْنَ ظلم کرنے والوں کو ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ چکھو مزہ اس چیز کا جو تم کماتے تھے۔ یہ تمہارا کسب اور کمائی ہے اس کا مزہ چکھو۔

❄❄❄❄

كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ ۚ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ۡ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾

كَذَّبَ الَّذِيْنَ جھٹلایا ان لوگوں نے مِنْ قَبْلِهِمْ جو ان سے پہلے تھے فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ پس آیا ان پر عذاب مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ اس جگہ سے جہاں سے ان کو شعور بھی نہ تھا فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ پس چکھائی ان کو اللہ تعالیٰ نے الْخِزْيَ رسوائی فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی میں وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ اور البتہ آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ کاش کہ یہ لوگ جان لیں وَلَقَدْ ضَرَبْنَا اور البتہ تحقیق ہم نے بیان کی ہیں لِلنَّاسِ لوگوں کے لیے فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ اس قرآن پاک میں مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ہر قسم کی مثالیں لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا یہ قرآن عربی زبان میں ہے غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ

اس میں کوئی کجی نہیں ہے لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ تاکہ یہ لوگ بچ جائیں ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا بیان کی اللہ تعالیٰ نے مثال رَّجُلًا ایک شخص کی فِيْهِ شُرَكَآءُ جس میں کئی شریک ہیں مُتَشٰكِسُوْنَ جو ایک دوسرے کے ساتھ ضد کرتے ہیں وَرَجُلًا اور ایک شخص ہے سَلَمًا لِّرَجُلٍ سالم ایک شخص کے لیے هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا کیا یہ برابر ہیں مثال میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے اِنَّكَ مَيِّتٌ بے شک آپ وفات پانے والے ہیں وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ اور بے شک وہ بھی مرنے والے ہیں ثُمَّ اِنَّكُمْ پھر بے شک تم يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت والے دن عِنْدَ رَبِّكُمْ اپنے رب کے ہاں تَخْتَصِمُوْنَ جھگڑا کرو گے۔

ربط آیات :

اس سے قبل اس بات کا ذکر تھا کہ ان لوگوں کے لیے خرابی ہے جن کے دل سخت ہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے۔ انھی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ ان لوگوں کی طرح ہیں جنھوں نے اس سے پہلے حق کو جھٹلایا كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ جھٹلایا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔ نوح علیہ السلام کی قوم، ہود علیہ السلام کی قوم، صالح علیہ السلام کی قوم، شعیب علیہ السلام کی قوم، لوط علیہ السلام کی قوم، موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حق کو جھٹلایا اور بے شمار قوموں نے حق کو جھٹلایا۔ لیکن نتیجہ کیا نکلا؟ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ پس آیا ان پر عذاب جہاں سے ان کو شعور بھی نہیں تھا۔ وہی پانی جو جان دار مخلوق کی بقا کا

سبب ہے اور جس سے نباتات بڑھتی ہیں۔ وہی پانی اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی قوم پر عذاب بنا کر مسلط کر دیا۔ وہی تازہ ہوا کہ جس کو ہم کھینچ کر اندر لے جاتے ہیں اور اندر سے گرم ہوا کو باہر نکالتے ہیں جس کے ذریعے انسان کی زندگی کی بقا ہے جس ہوا کے بغیر جان دار زندہ نہیں رہ سکتے نہ نباتات پھل پھول سکتے ہیں۔ وہی ہوا ہود علیہ السلام کی قوم پر عذاب کی شکل میں مسلط کر دی۔ کس کے خیال میں تھا کہ پانی اور ہوا عذاب بنیں گے؟ کسی کے وہم میں بھی نہیں تھا کہ یہ چیزیں اس طرح آئیں گی۔ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْیَ پس چکھائی اللہ تعالیٰ نے ان کو رسوائی، ذلت فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا دنیا کی زندگی میں۔

وہ فرعون جس میں بڑی اکڑفوں تھی اور اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰی کہتا تھا اور اس نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰـهًا غَیْرِیْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ [شعراء:۲۹] ''اگر تو بنائے گا کسی کو الٰہ میرے سوا تو میں تجھے کر دوں گا قیدیوں میں۔'' اور ایک وقت وہ تھا کہ مسخرہ کرتا تھا۔ اپنے وزیر اعظم ہامان کو کہا کہ فَاجْعَلْ لِّیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓی اِلٰـهِ مُوْسٰی [قصص:۳۸] ''تیار کر میرے لیے ایک محل تاکہ میں جھانک کر دیکھوں موسیٰ کے الٰہ کو۔'' کہ اس کا حلیہ کیا ہے؟ مادہ کیا ہے؟ اور جب بحر قلزم کی موجوں میں آیا اور پانی ناک منہ سے بہنے لگا تو بولا اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ [یونس:۹۰] ''میں ایمان لایا کہ بے شک نہیں کوئی معبود مگر وہی جس پر بنو اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں بھی فرماں برداروں میں سے ہوں۔'' اُدھر سے جواب آیا آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ ''اب تو ایمان لاتا ہے۔ اب تیرے ایمان لانے کا کیا فائدہ اور تحقیق تو نافرمانی کرتا تھا اس سے پہلے۔'' ایسی عجیب ذلت کی حالت تھی کہ خدا کی پناہ! یہی حال تھا دوسری قوموں کا ان پر

دنیا میں ذلت کا عذاب آیا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ اور البتہ آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مومنین اور مومنات کو بچائے۔ آج ہم اس دنیا کی آگ برداشت نہیں کر سکتے اور آخرت کی آگ تو اس سے انہتر گنا تیز ہے۔ اس میں مجرم جلتے بھی رہیں گے اور مریں گے بھی نہیں كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنَا جُلُوْدَهَا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ [نساء:۵۶] ''جب بھی ان کی کھالیں جل جائیں گی ہم ان کے لیے دوسری کھالیں تبدیل کر دیں گے تاکہ وہ عذاب چکھیں۔'' گرم پانی سروں پر ڈالا جائے گا چمڑے نیچے اتر جائیں گے، پیاس لگے گی تو گرم پانی پلایا جائے گا يَشْوِي الْوُجُوْهَ منہ کے ساتھ لگے گا ہونٹ جل جائیں گے۔ قطرہ قطرہ کر کے جب اندر جائے گا تو فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ [محمد:۱۵] ''پس کاٹ ڈالے گا ان کی آنتوں کو اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے پاخانے کے راستے باہر نکال دے گا وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا [فاطر:۳۷] ''دوزخ میں چیخیں ماریں گے۔'' لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ [سورۃ الملک] ''گدھے کی آوازیں ہوں گی۔'' گدھا جو پہلے زور سے آواز نکالتا ہے اس کو زفیر کہتے ہیں اور بعد میں جو مدہم سی آواز ہوتی ہے اس کو شہیق کہتے ہیں۔ اور گدھے کے ساتھ تشبیہ اس لیے دی کہ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ [لقمان:۱۹] ''تمام آوازوں میں بری آواز گدھے کی ہے۔''

تو فرمایا کہ اور البتہ آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ کاش کہ یہ لوگ جان لیں ابھی حقیقت کو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ اور البتہ تحقیق ہم نے بیان کیں لوگوں کے لیے۔ ضَرَبَ يَضْرِبُ کے متعدد معانی آتے ہیں۔ بیان کرنا بھی آتا ہے۔ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ اس قرآن پاک میں۔ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ہر قسم کی

مثالیں جن سے وہ بات سمجھ سکتے ہیں۔سورہ عنکبوت پارہ ۲۰ میں اللہ تعالیٰ نے شرک کے رد کے لیے ایک مثال بیان فرمائی ہے مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ''مثال ان لوگوں کی جنھوں نے بنائے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے اور کارساز كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ان کی مثال مکڑی کی طرح ہے اِتَّخَذَتْ بَيْتًا مکڑی نے بنایا اپنا گھر وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ [آیت:۴۱] اور بے شک تمام گھروں میں کمزور گھر البتہ مکڑی کا گھر ہے کاش یہ لوگ جان لیں۔''

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مثال بیان فرمائی ہے۔جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات سے نیچے نیچے کارساز، حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس، دست گیر بنائے ہوئے ہیں ان کی مثال مکڑی جیسی ہے۔مکڑی عموماً مکان یا درخت کے نیچے جالا بُنتی ہے مگر اس کا جالا نہ اس کو گرمی سے بچا سکتا ہے نہ سردی سے۔اس احمق سے کوئی پوچھے کہ اتنا بڑا مکان تجھے کافی نہیں ہے کہ نیچے اپنے لیے اتنا بودا گھر بناتی ہے۔یہی حال مشرک کا ہے۔مشرک رب تعالیٰ کی ذات کا منکر نہیں ہوتا رب تعالیٰ کو مان کر نیچے چھوٹے چھوٹے مشکل کشا، حاجت روا بناتا ہے جو اسے نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان سے بچا سکتے ہیں جیسے مکڑی کا جالا نہ اسے گرمی سے بچا سکتا ہے نہ سردی سے۔پھر دوسری بات یہ ہے کہ مکڑی جو جالا بنتی ہے اس کا مادہ میٹریل باہر سے نہیں لاتی جیسے تم سریا، سیمنٹ، اینٹیں باہر سے لاتے ہو، بلکہ اس کا میٹریل وہ لعاب ہوتا ہے جو اس کے پیٹ سے نکلتا ہے۔

یہی حال ہے مشرک کا کہ اس کے پاس شرک پر نہ تو قرآن سے کوئی دلیل ہے نہ حدیث سے دلیل ہے، نقلی دلیل ہے، نہ عقلی دلیل ہے اس نے جو اگلنا ہے اندر سے اگلنا ہے كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ [الکہف:۵] ''یہ ایک بڑی بات ہے جو ان

کے مونہوں سے نکلتی ہے۔'' یہ تو میں نے صرف ایک مثال تمھیں سنائی ہے اللہ تعالیٰ نے ڈھیروں مثالیں بیان فرمائی ہیں لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اور بات کو سمجھیں قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا یہ قرآن پاک عربی زبان میں ہے غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ اس میں کوئی کجی نہیں ہے ٹیڑھا پن نہیں ہے۔ ہم لوگ چونکہ عربی نہیں ہیں اور عربی سے واقف بھی نہیں ہیں اس لیے ہم اس کی چاشنی اور خوبیاں نہیں سمجھتے۔ زبان کی خصوصیات کو زبان والا ہی سمجھتا ہے۔ اردو دان اردو کی خوبیاں سمجھے گا۔ اردو کے شاعروں میں علامہ اقبال مرحوم کے اشعار بڑے پختہ اور گہرے ہیں۔ ان کی بانگِ درا وغیرہ کتابیں بڑی معقول ہیں۔ گجرات میں ایک استاد امام دین ہوتا تھا۔ مرزائی تھا اور اپنے آپ کو شاعر کہتا تھا۔ اس نے ''بانگ درا'' کے جواب میں ''بانگ دہل'' لکھی۔ اس میں بڑی عجیب عجیب تمسخر آمیز باتیں ہیں اور بے ہودہ کلام ہے۔ وہ کہتا ہے:

؎ اگر ہو تجھے کچھ قبض کی شکایت
تو کھا مولیاں اوڑ مٹر امام دینا
جنت کی سیٹیں تو پُر ہو چکی ہیں
چھیتی چھیتی جہنم اچ وڑ امام دینا

یہ ''بانگ درا'' کا جواب ہے۔ تو قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کو عربی دان ہی سمجھ سکتے ہیں۔ پھر آج کی عربی اور اس دور کی عربی کا زمین آسمان کا فرق ہے۔ حاجی بحری جہاز سے اترتے تو ان کو پانی پلانے والا کہتا حاجی مویا حاجی مویا وہ حیران ہوتے کہ معلوم نہیں کون سا حاجی مرا ہے ہر ایک کو فکر ہوتی۔ آج کل عربی میں مویا کا معنی پانی ہے۔ پہلے پانی کو مَاءٌ کہتے تھے۔ تو فرمایا یہ قرآن عربی زبان میں ہے اس میں کوئی کجی

نہیں ہے۔ کیوں اتارا؟ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ تاکہ وہ بچ جائیں کفر سے، شرک سے، رب تعالیٰ کی مخالفت سے، دنیا اور آخرت کے عذاب سے بچ جائیں۔

آگے اللہ تعالیٰ نے شرک کی تردید کے لیے ایک مثال بیان فرمائی ہے۔ فرمایا ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا بیان کی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک مثال رَّجُلًا ایک شخص ہے غلام ہے فِيْهِ شُرَكَآءُ جس میں کئی شریک ہیں۔ یعنی اس کے کئی آقا اور مالک ہیں اس کی ملکیت میں کئی شریک ہیں اور شریک بھی کیسے ہیں مُتَشٰكِسُوْنَ جو ایک دوسرے کے ساتھ ضد کرتے ہیں۔ امام بخاری فرماتے ہیں مشاکس اسے کہتے ہیں جو اپنی منوائے اور کسی کی نہ مانے اَلَّذِيْ لَا يَرْضٰى بِالْاِنْصَافِ "جو انصاف پر راضی نہ ہو۔" انصاف اس کے نزدیک کوئی شے نہیں ہے، ایسا ضدی آدمی۔ تو مُتَشٰكِسُوْنَ کا معنیٰ ہوگا آپس میں ضد کرنے والے۔

مشرک کی مثال :

اس کو تم اس طرح سمجھو کہ ایک غلام ہے اور اس کے پانچ آقا ہیں۔ ایک کہتا ہے میرا جوتا لاؤ، اسی وقت دوسرا کہتا ہے کہ مجھے پانی لا کر دو۔ تیسرا کہتا ہے مجھے بازار سے سبزی لا کر دو۔ چوتھا کہتا ہے فوراً میرے کپڑے استری کرو۔ پانچواں کہتا ہے آؤ میرا بدن دباؤ۔ وہ غلام بے چارہ بیک وقت کیا کرے گا اور کس کی بات مانے گا۔ اگر آپس میں صلح صفائی ہو تو اور بات ہے کہ پہلے ایک کا کام کرلے گا پھر دوسرے کا پھر تیسرے کا۔ بیک وقت کس کس کا کام کر سکتا ہے؟ کیا یہ غلام سہولت میں ہے یا وہ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ اور ایک شخص ہے سالم ایک شخص کے لیے کہ اس کا ایک ہی آقا ہے جب وہ حکم دیتا ہے اس کی تعمیل کرتا ہے۔ ایک آقا والا موحد ہے اور جو بہت سے آقاؤں میں پھنسا ہوا ہے وہ

مشرک کی مثال ہے۔ یہی حال مشرک کا ہے کہ کبھی اِس کے در پر کبھی اُس کے در پر، کبھی اس قبر کی تلاش، کبھی اُس ڈھیری پر پہنچا۔ عجیب قسم کے مخمصے میں پھنسا ہوا ہے۔ اور یاد رکھنا! انسان میں جتنا شرک آئے گا وہ اتنا ہی وہمی ہوگا۔ کیونکہ شرک کی بنیاد ہی وہم ہے۔ ایک سے راحت نہ ملی دوسرے کے پاس پہنچا، دوسرے سے نہ ملی تیسرے کے پاس پہنچا۔ اور راحت و تکلیف تو ان کے اختیار میں نہیں ہے یہ رب تعالیٰ کا کام ہے وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ [یونس: ۱۰۷] ''اور اگر پہنچائے اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی تکلیف پس نہیں اس کو دور کرنے والا اس کے سوا کوئی اور اور اگر وہ ارادہ کرے آپ کے ساتھ بھلائی کا کوئی نہیں رد کر سکتا اس کے فضل کو۔''

ابو داؤد وغیرہ میں روایت ہے آنحضرت ﷺ سفر پر جا رہے تھے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ چھوٹے بچے تھے آپ ﷺ کے پیچھے گدھے پر بیٹھے تھے۔ اس حال میں بھی آپ ﷺ نے تبلیغ کی۔ فرمایا يَا غُلَامُ اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ ''اے برخوردار، اے بچے! اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت کرنا اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے گا اِذَا سَاَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ اِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ ''جب مدد طلب کرنا اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا۔ یاد رکھنا! اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو دکھ تیرے لیے لکھا گیا ہے ساری مخلوق جمع ہو کر بھی اس دکھ کو دور نہیں کر سکتی اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیرے لیے سکھ لکھا ہوا ہے تو ساری کائنات جمع ہو کر بھی اس سکھ کو روک نہیں سکتی۔'' یاد رکھنا! یہ قرآن کریم اور حدیث شریف کا بنیادی سبق ہے۔ نافع بھی اللہ تعالیٰ ہے اور ضار بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی حاجت روا ہے، وہی مشکل کشا ہے، وہی فریاد رس ہے، وہی دست گیر ہے، وہی حاکم اور مقنن

ہے، وہی معبود، وہی مسجود، اس کا کوئی شریک نہیں ہے کسی بات میں بھی۔ خدائی اختیارات اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہیں ہیں۔ اگر خدائی اختیارات کا کچھ حصہ بھی کسی کے پاس ہوتا تو ہمارا ایمان ہے کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوتا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی سے بڑھ کر خدا کے ہاں کوئی ہستی نہیں ہے اور نہ ہوگی جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے قرآن کریم میں اعلان کروایا ہے قُلْ آپ کہہ دیں لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا [سورۃ جن] "میں تمہارے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں۔" تم تو رہے درکنار لَآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا [الاعراف:۱۸۸] "میں نہیں مالک اپنے لیے نفع نقصان کا۔" نفع نقصان کا مالک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ تو فرمایا کہ ایک آدمی ہے اس میں کئی شریک ہیں جو ایک دوسرے سے ضد کرتے ہیں اور ایک آدمی ہے پورے کا پورا ایک شخص کے لیے ہے هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا کیا یہ برابر ہیں مثال میں۔ یہ اور وہ دونوں آسانی میں رہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے بات سنا دی اور سمجھا دی اب مرضی ہے کوئی مانے یا نہ مانے بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔

کافر لوگ آنحضرت ﷺ کی تبلیغ سے اُکتا کر کہتے تھے کہ چلو اس کی نرینہ اولاد تو ہے نہیں یہ فوت ہو جائے گا تو ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ سوال یہ ہے اگر آپ ﷺ فوت ہو جائیں گے تو کیا یہ ہمیشہ زندہ رہنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ بے شک آپ وفات پانے والے ہیں اور بے شک وہ بھی مرنے والے ہیں تو خوشی کس بات پر اور کیسی کرتے ہیں؟ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ "ہر نفس

نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔'' كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ [سورہ رحمان] ''جو کوئی بھی ہے زمین پر فنا ہونے والا ہے اور باقی رہے گی تیرے رب کی ذات جو بزرگی اور عظمت والی ہے۔'' اللہ تعالیٰ کی ذات حَيٌّ و قَيُّوم ہے باقی اور کوئی شے نہیں رہنی۔ فرشتوں پر بھی موت آئے گی۔

عقیدہ حیات النبی ﷺ :

تو آپ ﷺ کی وفات تو قطعی ہے اس کا انکار نہیں ہے لیکن وفات کے بعد احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور اس پر اجماع امت ہے کہ تُعَادُ رُوْحُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ ''مرنے والے کی روح لوٹائی جاتی ہے جسم میں۔'' قبر میں جس وقت دفن کرتے ہیں روح کا تعلق بدن کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے۔ گو نیک لوگوں کی ارواح کا مستقر، ٹھکانا علیین ہے اور بد لوگوں کا مستقر اور ٹھکانا سجین ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس کا بدن کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے جسم میں حیات ہوتی ہے پھر ہر ایک کی حیات اس کی حیثیت کے مطابق ہوتی ہے۔ قبروں میں سب سے اعلیٰ حیات انبیاء کرام علیہم السلام کی ہے پھر صدیقین، پھر شہداء اور پھر عامۃ المسلمین کی ہے۔ حتیٰ کہ کافروں کو بھی قبر، برزخ میں حیات حاصل ہے اور اگر قبر میں حیات نہیں ہے تو پھر عذاب ثواب کس کو ہے؟

باقی یہ کہنا کہ ہم قبر کو کھود کر دیکھتے ہیں ہمیں تو کچھ نظر نہیں آتا۔ بھئی! تمہیں کیا نظر آئے گا؟ (یہ دنیاوی آنکھیں دنیا کی چیزیں دیکھ سکتی ہیں عالم برزخ کی چیزوں کا دیکھنا ان کے بس میں نہیں ہے۔ ہاں! اگر اللہ تعالیٰ دکھا دے تو اور بات ہے۔ مرتب) پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے مرنے کی دیر ہے سب کچھ نظر آ جائے گا اور فرشتے کہیں گے اَيْنَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ [الاعراف: ۳۷] ''کہاں گئے وہ جن کو تم اللہ تعالیٰ سے

نیچے نیچے پکارتے تھے۔'' یہ کہیں گے ضَلُّوْا عَنَّا '' وہ ہم سے گم ہو گئے ہیں۔'' یہ مرتے وقت جو فرشتے ان کے ساتھ باتیں کرتے ہیں اور وہ فرشتوں کو جواب دیتے ہیں کیا اس کا ہمیں پتا چلتا ہے، کیا ہم سن رہے ہوتے ہیں؟ یا پھر قرآن کا انکار کرو۔ حالانکہ قرآن پاک میں تصریح ہے کہ مرتے وقت فرشتے مرنے والے کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں اور وہ ان کو جواب دیتا ہے۔ یہ گفتگو نہ حکیم سنتا ہے، نہ ڈاکٹر، نہ والد، نہ والدہ۔ جب ہم اس زندگی میں ان کی باتیں نہیں سن سکتے تو قبر میں منکر نکیر کی باتیں کیسے سن سکتے ہیں؟

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ '' مومن کے لیے جو فرشتے قبر میں آتے ہیں ان کا نام مبشر بشیر ہے اور عام گناہ گاروں کے لیے جو آتے ہیں ان کا نام منکر نکیر ہے۔'' یہ سب کچھ حق ہے۔ موت بھی حق ہے اور قبر کی حیات بھی حق ہے۔ کسی بات کا کسی کے ساتھ کوئی تعارض نہیں ہے۔ آپ کی وفات قطعاً اور یقیناً ہوئی ہے پھر قبر میں برزخ میں جو حیات ملی ہے وہ سب سے اعلیٰ ہے۔ پھر پیغمبروں کی حیات ہے پھر صدیقین اور پھر شہداء کی۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ [بقرہ: ۱۵۴] '' اور نہ کہو ان لوگوں کو مردہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کیے گئے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اور تم شعور نہیں رکھتے۔''

مماتیوں کی تاویل باطل :

بعض لوگ اس کی غلط تاویل کرتے ہیں۔ کہتے ہین کہ اس سے روح کی حیات مراد ہے یعنی روح زندہ ہے یا اس سے مراد جسم مثالی ہے یعنی ہمارے جسم کی فوٹو سٹیٹ۔ جسم مثالی کو یوں سمجھو جیسے ہم خواب میں ایک دوسرے کو ملتے ہیں اس میں اصل کو علم ہی

نہیں ہوتا رات کو خواب میں جس سے تمہاری ملاقات ہوئی ہے صبح کو اس سے پوچھو کہ رات تیری میری ملاقات ہوئی ہے۔ وہ کہے گا مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ یہ ملاقات جسم مثالی کے ساتھ ہوئی ہے۔ تو وہ لوگ تاویل کرتے ہیں کہ حیات روح کی ہے یا جسد مثالی کی حیات ہے۔ لیکن قرآن ان کی تاویل کو رد کرتا ہے۔ قرآن پاک میں لفظ ہیں وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ ''ان کو مردہ نہ کہو جو قتل کیے گئے ہیں۔'' تو قتل نہ روح کو کیا جاتا ہے نہ جسد مثالی کو قتل کیا جاتا ہے۔ قتل تو جسد عنصری ہوتا ہے اور جو قتل ہوتا ہے اس کو مردہ نہیں کہنا وہ زندہ ہے مگر وہ زندگی ہمارے شعور سے بالاتر ہے۔ ہم ان کی زندگی دیکھنا یا سمجھنا چاہیں تو نہ نظر آئے گی نہ سمجھ آئے گی۔

تو آپ ﷺ بھی وفات پانے والے ہیں اور وہ بھی مرنے والے ہیں ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عِنْدَ رَبِّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ پھر بے شک تم قیامت والے دن اپنے رب کے ہاں جھگڑا کرنے والے ہو گے۔ اس جھگڑے کے متعلق بھی سمجھ لیں کہ قرآن کریم کے مطابق تمھیں آیات کا مفہوم سمجھ آ جائے۔ قیامت والے دن جب رب تعالیٰ کے ہاں پیشی ہوگی تو مجرم کہیں گے مَا جَآءَ نَا مِنْ بَشِیْرٍ وَّلَا نَذِیْرٍ [مائدہ:۱۹] ''ہمارے پاس کوئی نہیں آیا خوش خبری سنانے والا اور نہ کوئی ڈرانے والا۔'' اور اللہ تعالیٰ کا پیغمبر دعویٰ کرے گا کہ ہم نے ان کو سمجھایا لیکن انھوں نے ہماری بات نہیں مانی وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا [فرقان:۳۰] ''اور کہے گا رسول اے میرے رب بے شک میری قوم نے بنا لیا قرآن کو چھوڑا ہوا۔'' پیغمبر کہیں گے ہم نے تمھیں تبلیغ کی وہ کہیں گے تم ہمارے پاس کب آئے تھے؟ یہ سب جھگڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جو قرآن میں بیان فرمایا ہے وہ حق ہے۔

*****

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٣٢﴾ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿٣٣﴾ لَهُمْ مَّا يَشَاۗءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٣٤﴾ۚۖ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٣٥﴾ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ۭ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿٣٦﴾ۚ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ۭ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ﴿٣٧﴾ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ۭ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۭ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿٣٨﴾

فَمَنْ پس کون ہے اَظْلَمُ زیادہ ظالم مِمَّنْ اس سے كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ جس نے جھوٹ بولا اللہ تعالیٰ پر وَكَذَّبَ اور جھٹلایا اس نے بِالصِّدْقِ سچائی کو اِذْ جَآءَهٗ جس وقت پہنچی اس کے پاس اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ کیا نہیں ہے جہنم میں مَثْوًى ٹھکانا لِّلْكٰفِرِيْنَ کافروں کے

لیے وَالَّذِیْ اور وہ شخص جَآءَ بِالصِّدْقِ جو لایا ہے سچائی وَصَدَّقَ بِہٖٓ اور وہ جس نے اس کی تصدیق کی اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ یہی لوگ ہیں پرہیزگار لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ ان کے لیے ہوگا جو وہ چاہیں گے عِنْدَ رَبِّهِمْ اپنے رب کے ہاں ذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِیْنَ یہ بدلہ ہے نیکی کرنے والوں کا لِیُکَفِّرَ اللّٰهُ تاکہ مٹا دے اللہ تعالیٰ عَنْهُمْ ان سے اَسْوَاَ الَّذِیْ عَمِلُوْا وہ بُرے عمل جو انھوں نے کیے ہیں وَیَجْزِیَهُمْ اور تاکہ ان کو بدلہ دے اَجْرَهُمْ ان کے اجر کا بِاَحْسَنِ الَّذِیْ کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ بہتر وہ عمل جو وہ کرتے تھے اَلَیْسَ اللّٰهُ کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ بِکَافٍ کافی عَبْدَهٗ اپنے بندے کے لیے وَیُخَوِّفُوْنَکَ اور وہ ڈراتے ہیں آپ کو بِالَّذِیْنَ ان سے مِنْ دُوْنِهٖ جو اس سے نیچے ہیں وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ نہیں ہے اس کو کوئی ہدایت دینے والا وَمَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ اور جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ پس کوئی نہیں اس کو گمراہ کرنے والا اَلَیْسَ اللّٰهُ کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ بِعَزِیْزٍ زبردست ذِی انْتِقَامٍ انتقام لینے والا وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ اور اگر آپ ان سے پوچھیں مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو وَالْاَرْضَ اور زمین کو لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ البتہ ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے قُلْ آپ کہہ دیں اَفَرَءَیْتُمْ بتلاؤ تم مَّا تَدْعُوْنَ جن کو تم

پکارتے ہو مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ اگر ارادہ کرے اللہ تعالیٰ میرے بارے میں بِضُرٍّ تکلیف کا هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ کیا یہ دور کر سکتے ہیں اس کی تکلیف کو اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ یا اللہ تعالیٰ ارادہ کرے میرے بارے میں رحمت کا هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ کیا یہ روک سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو قُلْ آپ فرما دیں حَسْبِيَ اللّٰهُ میرے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ اسی پر بھروسہ کرتے ہیں بھروسا کرنے والے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ پس کون ہے زیادہ ظالم اس شخص سے كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ جس نے جھوٹ بولا اللہ تعالیٰ پر۔ رب تعالیٰ پر جھوٹ بولنے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے رب کا شریک بنایا، رب تعالیٰ کا بیٹا بنایا، رب تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کی۔ مشرکین مکہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ "یہودیوں نے کہا عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ نے کہا عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ یہ جھوٹ ہے تو یہ جو رب کا شریک بناتے ہیں اور رب تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہیں یہ بڑے ظالم ہیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں يَشْتِمُنِيْ اِبْنُ اٰدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ "ابن آدم مجھے گالیاں دیتا ہے اور اس کو حق نہیں ہے کہ مجھے گالیاں دے وَيُكَذِّبُنِيْ اِبْنُ اٰدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ "ابن آدم مجھے جھٹلاتا ہے حالانکہ اس کو حق نہیں ہے مجھے جھٹلانے کا۔" گالیاں کیسے دیتا ہے يَدْعُوْنِيْ

وَلَدًا میری طرف اولاد کی نسبت کرتا ہے۔'' اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرنا اللہ تعالیٰ کو گالی دینا ہے اور رب تعالیٰ کی طرف شرک کی نسبت کرنا رب تعالیٰ کو جھٹلانا ہے۔ تو اس سے بڑا ظالم کون ہے جو رب تعالیٰ پر جھوٹ بولتا ہے وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جس نے جھٹلایا سچائی کو۔ سچائی کی پہلی چیز قرآن کریم ہے یہ اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو پیش کیا اور وہ منکر ہو گئے۔ اور آج بھی قرآن کا انکار کرنے والے موجود ہیں ان سے بڑا ظالم کوئی نہیں ہے اِذْ جَآءَهٗ جس وقت پہنچی ان کے پاس سچائی تو انہوں نے اس کو جھٹلایا اَلَيْسَ فِىْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ کیا نہیں ہے دوزخ میں ٹھکانا کافروں کا۔ انکار کر کے کتنا عرصہ زندہ رہیں گے؟ مریں گے ٹھکانا دوزخ ہے۔

منکرِ قرآن کون ؟

اور یہ بات بھی سمجھ لیں کہ قرآن کی سچائی کو جھٹلانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سارے قرآن کو جھٹلائے گا تو جھٹلانے والا ہوگا بلکہ قرآن پاک کے ایک حکم کا انکار کرنا بھی قرآن کریم کی تکذیب ہے۔ مثلاً: دیکھو! یہ جو قادیانی ہیں وہ قرآن کو مانتے ہیں اور آیت خاتم النبیین کو بھی مانتے ہیں مگر خاتم النبیین کی تعبیر جو وہ کرتے ہیں وہ اسلام کی روح کے خلاف ہے۔ (وہ تعبیر یہ کرتے ہیں کہ خاتم کا معنیٰ ہے مہر اور آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد جتنے پیغمبر آئیں گے وہ آپ ﷺ کی مہر کے ساتھ آئیں گے۔ حالانکہ خاتم کا معنیٰ آنحضرت ﷺ نے ختم کرنے والا بیان فرمایا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور پوری امت نے یہی سمجھا ہے۔ لہٰذا ان کی تعبیر اسلام کی روح کے خلاف ہے۔ مرتب: نواز بلوچ)

اسی لیے تمام اسلامی فرقے ان کو کافر کہتے اور سمجھتے ہیں اور وہ سچ مچ کافر ہیں۔ اسی طرح جو شخص قرآن پاک کے احکام کو جابرانہ، وحشیانہ اور ظالمانہ احکام کہے وہ بھی کافر ہے۔ جو آدمی یہ کہے کہ سود حلال ہے وہ مسلمان کیسے ہوسکتا ہے؟ اس وقت اللہ تعالیٰ کا غضب بھی انھی باتوں کی وجہ سے ہم پر آیا ہوا ہے۔ یہ قتل وغارت، مہنگائی وغیرہ کی صورت میں۔ اب امریکا بہادر نے ایک تجویز بھیجی ہے تم نے اخبارات میں پڑھی ہوگی کہ عورت کو بھی طلاق دینے کا حق دو کہ عورت بھی مرد کو طلاق دیا کرے۔ یہ تجویز نظریاتی کونسل تک پہنچ چکی ہے اب ان کے رحم وکرم پر ہے دیکھو وہ کیا کرتے ہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ عورت کی گواہی مرد کے برابر قرار دی جائے۔ اور قرآن کہتا ہے وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ [البقرہ: ۲۸۲] ''اور گواہ بنالو دو گواہ اپنے مردوں میں سے پس اگر نہ ہوں مرد تو ایک مرد اور دو عورتیں ہیں۔'' قرآن کا واضح مسئلہ ہے۔ حدیث کا حکم ہے، امت کا اجماع ہے۔

اور طلاق دینے کا اختیار اللہ تعالیٰ نے مرد کو دیا ہے اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ [سورۃ طلاق] یہ ساری باتیں قرآن وحدیث کے صریح احکام کی خلاف ورزی ہیں۔ ان سے بڑا ظالم کون ہے؟ تو فرمایا اس سے بڑا ظالم کون ہے جس نے جھٹلایا سچائی کو اِذْ جَآءَهٗ جب وہ پہنچی اس کے پاس اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ کیا نہیں ہے جہنم میں ٹھکانا کافروں کے لیے۔ یقیناً یہ لوگ کافر ہیں اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے وَ الَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ اور وہ ذات جو لائی سچائی۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی وَصَدَّقَ بِهٖۤ اور وہ ذات جس نے اس کی تصدیق کی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو اس کے پہلے مصدق ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے ذکر کیا کہ اللہ

تعالیٰ نے مجھے نبوت ورسالت عطافرمائی ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسی مقام پر فوراً بلاتوقف نہ دایاں پاؤں اپنی جگہ سے ہٹانہ بایاں پاؤں اپنی جگہ سے ہلا کہا اٰمَنْتُ وَصَدَّقْتُ ''حضرت! میں آپ پر ایمان لایا اور آپ کی نبوت کی تصدیق کرتا ہوں۔'' حالانکہ اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں تھیں ماں باپ بھی زندہ تھے اولاد جوان تھی دوست احباب بھی تھے۔ یہ نہیں کہا کہ میں ماں باپ سے مشورہ کرلوں، بیویوں سے پوچھ لوں، دوستوں سے مشورہ کرلوں نہیں! فوراً ایمان لائے اور تصدیق کی۔ تمام مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والی حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں اور غلاموں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہیں اور بچوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صدیق خود خدا نے کہا :

امام رازی فرماتے ہیں کہ صَدَّقَ بِهٖۤ کا پہلا مصداق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اس کے بعد جو قیامت تک تصدیق کرنے والے آئیں گے وہ تمام صَدَّقَ بِهٖۤ کا مصداق ہوں گے۔ اور یہ صدیق کا لقب ان کو بندوں میں سے کسی نے نہیں دیا۔ چنانچہ مسند احمد حدیث کی کتاب ہے جس میں امام احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے پچاس ہزار حدیثیں جمع کی ہیں۔ اس میں روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین تھے کافی مجمع تھا۔ ایک آدمی نے کہا قال ابو بکرن الصدیق کہ یہ بات ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہی ہے۔ جب اس آدمی نے صدیق کا لفظ بولا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مَا قُلْتُ لَهٗ صِدِّيْقًا میں نے ان کو صدیق نہیں کہا اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو صدیق کہا ہے (تو

وہ صدیق کیسے بن گئے؟) پھر فرمایا بَلْ قَالَ اللّٰہ تعالٰی لَہٗ صِدِّیْقًا بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے صدیق کہا ہے یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صدیق لقب نہ میں نے دیا ہے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی طرف سے دیا ہے یہ لقب تو ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نازل فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو صدیق کا لقب دیا ہے۔ تو صَدَّقَ بِہٖ کا پہلا مصداق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر قیامت تک جو مومن پیدا ہوگا اور حق کی تصدیق کرے گا وہ اس کا مصداق ہوگا۔

تو فرمایا کہ جو حق لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ یہی لوگ ہیں پرہیز گار۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب اور گرفت سے بچنے والے لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ ان کے لیے ہوگا جو کچھ وہ چاہیں گے عِنْدَ رَبِّهِمْ اپنے رب کے ہاں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی ہوا میں اڑنا چاہے گا تو وہ ہوا میں اڑے گا۔ جنت میں جس چیز کی کوئی خواہش کرے گا وہ اسے ملے گی۔ یہ رب تعالیٰ کا وعدہ ہے ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ یہ بدلہ ہے نیکی کرنے والوں کا۔ اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی ضائع نہیں کرتا لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ تاکہ مٹا دے اللہ تعالیٰ ان سے اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وہ بُرے اعمال جو انھوں نے کیے ہیں۔ پیغمبروں کے سوا کوئی معصوم نہیں ہے صغیرہ، کبیرہ گناہوں سے صرف پیغمبر پاک ہیں باقی کوئی ایسا نہیں ہے جس سے کوئی نہ کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی ہوئے ہیں مگر ان کی نیکیاں بہت زیادہ تھیں اللہ تعالیٰ نے ان کی خطاؤں کی معافی کی سند قرآن پاک میں نازل فرمائی۔ مثلاً : ابتداءً رمضان المبارک میں رات کو بھی بیوی کے پاس جانا جائز نہیں تھا۔ جو صحت مند نوجوان تھے ان سے صبر نہ ہو سکا اور رمضان المبارک کی راتوں میں بیویوں کے پاس چلے گئے عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ کے

الفاظ کے ساتھ ان کا گناہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے تم نے اپنی جانوں کے ساتھ خیانت کی ہے۔ پھر فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْ [البقرہ:۱۸۷] کے جملے کے ساتھ معاف فرمادیا۔ ''پس اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر رجوع فرمایا اور تمہیں معاف کردیا۔''

تَوَلِّي يَوْمَ الزَّحْف میدان جنگ میں پشت پھیرنا جب کہ دشمن دوگنا ہو گناہ کبیرہ میں سے ہے۔ ہاں! اگر دوگنا سے زیادہ ہوں تین گنا ہوں، چار گنا ہوں تو پھر پشت پھیرنا گناہ نہیں ہے۔ پھر اجازت ہے لیکن پھر بھی اگر پشت نہ پھیریں تو عزیمت ہے، ان کی جرأت ہے۔

تاریخ بتلاتی ہے کہ قادسیہ کے مقام پر صرف ساٹھ مسلمانوں نے ساٹھ ہزار کا مقابلہ کیا ہے غَزَا سِتُّوْنَ وَهُمْ سِتُّوْن الفًا وَ مَعَ هٰذَا تَوَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ''ساٹھ مسلمانوں نے ساٹھ ہزار کا مقابلہ کیا اور دشمنوں کو شکست دی۔'' اور حدیقۃ الموت کے مقام پر تن تنہا حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار کا مقابلہ کیا۔ یہ عزیمت ہے۔ احد کے مقام پر پشت پھیری ہے اور بھاگنے والوں میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی تھے جن کو آج تک غلط کار لوگ معاف کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

اس بات کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ''بے شک ان کو پھسلایا شیطان نے بعض کمائی کی وجہ سے کہ ان کو جانوں کی فکر ڈالی وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ [آل عمران:۱۵۵] ''اور البتہ تحقیق معاف کر دیا ان کو اللہ تعالیٰ نے۔'' ان کی لغزش بیان فرمائی اور پوری تاکید کے ساتھ معافی کا اعلان فرمادیا۔ کیونکہ عربی قاعدے کے مطابق ماضی پر قد داخل ہو اور ساتھ لام بھی تاکید کا تو بہت زیادہ تاکید ہو جاتی ہے۔ معنیٰ ہوگا البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کردیا۔

مگر دشمن معاف کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تصدیق کرنے والوں کے اللہ تعالیٰ بُرے اعمال مٹا دے گا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُمْ اور اللہ تعالیٰ ان کو بدلہ دے گا بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ان کے اچھے اعمال کا جو وہ کرتے تھے۔ نیکوں سے جو غلطیاں ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ معاف کر دیتے ہیں بشرطیکہ وہ معافی کے قابل ہوں۔

مشرک آنحضرت ﷺ کو ڈراتے تھے دو طرح سے۔ ایک تو یہ کہتے کہ آپ ہمارے معبودوں کی تردید کرتے ہیں کہ لات کچھ نہیں کر سکتا، منات کے پاس کوئی اختیار نہیں، عُزّٰی بے بس ہے، ہبل کے پاس خدائی اختیارات نہیں ہیں۔ یہ ہمارے معبود تمھیں نقصان پہنچائیں گے۔ اور دوسرا اس طرح کہ جو ان میں سے منہ پھٹ قسم کے لوگ ہوتے تھے وہ کہتے کہ آپ ہمارے معبودوں کی تردید کرتے ہیں ہم تم سے نبٹ لیں گے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے وَيُخَوِّفُونَكَ اور وہ ڈراتے ہیں آپ کو بِالَّذِينَ مِن دُونِهِ ان سے جو اللہ تعالیٰ سے نیچے ہیں۔ یہ مصنوعی معبودوں سے آپ کو ڈراتے ہیں ان کو معلوم نہیں ہے کہ وہ رب کا بندہ ہے رب تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی۔ ترمذی شریف میں روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی ذات گرامی کے تحفظ کے لیے باقاعدہ پہرہ دیتے تھے۔

ایک موقع پر آپ ﷺ بھی تھکے ہوئے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھکے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے دل میں خیال آیا کہ آج کوئی نیک بندہ آجائے کہ میں کچھ آرام کر لوں۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ

ساتھی بھی تھکے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ بھی تھکے ہوئے ہیں شاید اس طرف کسی کی توجہ نہ ہو لہٰذا آج رات کو میں پہرہ دوں گا۔ آپ ﷺ خیمے میں تشریف فرما تھے کہ فرمایا کون ہے؟ عرض کی حضرت! میں سعد بن ابی وقاص ہوں۔ یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور فاتح ایران ہیں۔ فرمایا اچھا اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے میرے دل میں بھی خیال آیا تھا کہ کوئی اللہ تعالیٰ کا بندہ آجائے کہ میں ذرا سا آرام کرلوں۔ تھوڑا سا وقت گزرا تو آنحضرت ﷺ نے خیمے سے چہرہ مبارک باہر نکال کر فرمایا سعد چلے جاؤ رب تعالیٰ نے میری حفاظت کا ذمہ خود لے لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ [المائدہ:۶۷] ''اللہ تعالیٰ بچائے گا آپ کو لوگوں سے۔'' اس کے بعد آپ کا کوئی پہرے دار نہیں ہوتا تھا بس فرشتے پہرہ دیتے تھے۔

تو فرمایا یہ آپ کو ان سے ڈراتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے نیچے ہیں وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے نہیں ہے کوئی اس کو ہدایت دینے والا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو گمراہ کرتا ہے جو گمراہی پر راضی ہو اور ہدایت کی طرف نہ آئے۔ سورہ صف پارہ ۲۸ میں ہے فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ''پس جب وہ ٹیڑھے چلے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ٹیڑھے کردیئے۔'' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ضابطہ ہے نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى [النساء:۱۱۵] ''ہم اس کو پھیر دیں گے اسی طرف جس طرف اس نے رخ کیا۔'' جدھر کوئی جانا چاہتا ہے رب تعالیٰ اس کو اُدھر جانے کی توفیق دے دیتا ہے جبراً اللہ تعالیٰ نہ کسی کو گمراہ کرتا ہے اور نہ ہدایت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی کو اختیار دیا ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ [الکہف:۲۹] ''پس جو چاہے اپنی مرضی سے ایمان لائے اور جو چاہے اپنی مرضی سے کفر اختیار کرے۔'' وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ

اور جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے۔ اور ہدایت اسی کو دیتا ہے جو ہدایت کا طالب ہو وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا [العنکبوت:۶۹] ''اور وہ لوگ جو کوشش کرتے ہیں ہمارے لیے ہم ضرور راہنمائی کرتے ہیں ان کی اپنے راستوں کی طرف اَلَیْسَ اللّٰهُ بِعَزِیْزٍ ذِی انْتِقَامٍ کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ غالب انتقام لینے والا۔ یہ آپ کو لات، منات، عزّیٰ سے ڈراتے ہیں ان کو علم نہیں ہے رب تعالیٰ ہر شے پر غالب ہے اس کے پاس تمام قوتیں ہیں وہ انتقام لینے والا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ اصولی باتیں تو ساری مانتے ہیں پھر جھگڑنے کا کیا معنیٰ؟

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اور البتہ آپ ان مشرکوں سے سوال کریں کہ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ البتہ ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ اور سورہ زخرف آیت نمبر ۸۷ پارہ ۲۵ میں ہے وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ''اور اگر آپ ان سے سوال کریں کہ کس نے پیدا کیا ہے ان کو تو ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے۔'' تمہارا خالق بھی اللہ تعالیٰ، زمین آسمانوں کا خالق بھی اللہ تعالیٰ، چاند، سورج، ستاروں کے متعلق بھی مانتے ہو کہ ان کا خالق بھی اللہ تعالیٰ۔ ساری اصولی باتیں ماننے کے بعد شاخوں میں الجھنا بڑی نادانی کی بات ہے۔

قُلْ آپ کہہ دیں اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ بتلاؤ تم جن کو پکارتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے، حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس سمجھ کر، یہ بتلاؤ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰهُ بِضُرٍّ اگر ارادہ کرے اللہ تعالیٰ میرے بارے میں تکلیف کا، نقصان پہنچانے کا هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖ کیا یہ دور کر سکتے ہیں اس کی تکلیف کو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو دکھ تکلیف میرے لیے مقرر ہوا ہے یہ تمہارے بناوٹی معبود کیا اس کو دور کر سکتے ہیں؟

دوسری شق: اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَۃٍ یا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ مجھے رحمت پہنچانے کا، مجھے رحمت سے نوازنا چاہے هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ کیا یہ روک سکتے ہیں اس کی رحمت کو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی نافع ہے، نہ ضار ہے، اس کے سوا نہ کوئی مشکل کشا، نہ حاجت روا، نہ فریادرس۔ خدائی اختیارات اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں دیے۔ اگر کسی کو مل سکتے تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو ملتے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے قرآن پاک میں اعلان کروایا قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا [سورۃ جن] ''آپ فرمادیں کہ میں تمہارے لیے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں۔'' اور سورۃ الاعراف پارہ ۹ میں ہے قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ''آپ فرمادیں میں اپنے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں۔'' جب آپ اپنے نفع اور ضرر کے مالک نہیں ہیں تو '' بدیگراں راچہ رسد '' اور کوئی کس باغ کی مولی ہے؟ سمجھنے کے لیے تو اتنی بات ہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ آپ فرمادیں حَسْبِیَ اللّٰهُ میرے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے مجھے اور کسی کا کوئی خوف نہیں ہے عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ اسی پر بھروسا کرتے ہیں بھروسا کرنے والے۔ میں نے پہلے توکل کا معنیٰ بتلایا تھا ظاہری اسباب اختیار کر کے ان کا نتیجہ رب تعالیٰ پر چھوڑنا توکل ہے۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

توکل کا یہ مطلب ہے کہ خنجر تیز رکھ اپنا
پھر اس خنجر کی تیزی کو مقدر کے حوالے کر

پہلے چھری تیز کرو نا پھر اس کا نتیجہ رب پر چھوڑ و۔ چھری تیز نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ میرا رب پر توکل ہے۔ یہ توکل نہیں تعطل ہے۔ ظاہری اسباب کو اختیار نہ کرنے کو شریعت میں تعطل کہتے ہیں۔

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۴۱﴾ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾

قُلْ آپ فرمادیں يٰقَوْمِ اے میری قوم اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ عمل کروتم اپنے طریقے پر اِنِّیْ عَامِلٌ بے شک میں بھی عمل کرنے والا ہوں فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ پس عنقریب تم جان لوگے مَنْ يَّاْتِيْهِ کس پر آتا ہے عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ عذاب جو اس کو رسوا کردے گا وَيَحِلُّ عَلَيْهِ اور کس پر اترتا ہے عَذَابٌ مُّقِيْمٌ دائمی عذاب اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بے شک ہم

نے نازل کی آپ پر کتاب لِلنَّاسِ لوگوں کے لیے بِالْحَقِّ حق کے
ساتھ فَمَنِ اهْتَدٰى پس جس نے ہدایت پائی فَلِنَفْسِهٖ تو اپنے نفس
کے لیے وَمَنْ ضَلَّ اور جو گمراہ ہوا فَاِنَّمَا پس پختہ بات ہے يَضِلُّ
عَلَيْهَا وہ گمراہ ہوا ہے اسی پر وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ اور نہیں ہیں آپ ان
پر وکیل اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ اللہ تعالیٰ کھینچ لیتا ہے جانوں کو حِيْنَ مَوْتِهَا
ان کی موت کے وقت وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ اور وہ جانیں جو نہیں مرتیں فِيْ
مَنَامِهَا ان کی نیند میں فَيُمْسِكُ الَّتِيْ پس روک لیتا ہے اس کو قَضٰى
عَلَيْهَا الْمَوْتَ جس پر فیصلہ کرتا ہے موت کا وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى اور چھوڑ
دیتا ہے دوسری کو اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ایک مقرر میعاد تک اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
بے شک اس میں البتہ نشانیاں ہیں لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ اس قوم کے لیے جو
غور و فکر کرتی ہے اَمِ اتَّخَذُوْا کیا انھوں نے بنا لیے ہیں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے شُفَعَآءَ سفارشی قُلْ آپ فرما دیں اَوَلَوْ
كَانُوْا کیا اگرچہ وہ لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا نہ ہوں مالک کسی شے کے وَّلَا
يَعْقِلُوْنَ اور نہ وہ عقل رکھتے ہوں قُلْ آپ فرما دیں لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا
اللہ تعالیٰ کے لیے ہے سفارش لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اسی کے لیے
ہے شاہی آسمانوں کی اور زمین کی ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ پھر اسی طرف تم
لوٹائے جاؤ گے وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اور جب ذکر کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ

وحدہٗ لاشریک کا اشْمَاَزَّتْ سکڑتے ہیں قُلُوْبُ الَّذِیْنَ دل ان لوگوں کے لَایُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ جو ایمان نہیں رکھتے آخرت پر وَاِذَا ذُکِرَ الَّذِیْنَ اور جس وقت ذکر کیا جاتا ہے ان کا مِنْ دُوْنِہٖٓ جو اس کے نیچے نیچے ہیں اِذَا ھُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ تو اچانک وہ خوش ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے حق بیان کرنے میں کسی قسم کی کمی اور کوتاہی نہیں کی اور یہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کا کمال اور خوبی ہے کہ جو وحی ان پر نازل ہوتی ہے اس کے بیان کرنے میں وہ کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتے اور یہ ان کی ڈیوٹی میں شامل ہے کہ جو کچھ ان پر نازل ہوا ہے اس کو من وعن پہنچائیں۔ دوسرے لوگوں سے تو ہو سکتا ہے کہ ڈر جائیں یا لالچ میں آکر حق کو چھپائیں یا گول مول کر جائیں مگر اللہ تعالیٰ کے پیغمبران سب چیزوں سے پاک صاف ہوتے ہیں۔ ہر پیغمبر نے قومی بولی اور زبان میں بتایا اور سمجھایا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ لِیُبَیِّنَ لَھُمْ [ابراہیم: ۷] ''اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس کی قوم کی زبان میں تاکہ وہ بیان کرے ان کے لیے۔'' اگر پیغمبر اپنی قومی بولی اور زبان میں بیان نہ کرتا تو قوم کہہ سکتی تھی ہمیں اس کی بات سمجھ نہیں آتی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے حجت پوری کر دی تاکہ کوئی اعتراض نہ کرے اور نہ کسی کو اعتراض کرنے کا موقع ملے۔ ویسے دنیا میں مخالف اعتراض کرنے سے باز تو نہیں آتے لیکن اس کا کوئی علاج نہیں ہے کہ جب آدمی ضد وعناد پر اتر جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ آپ ان سے کہہ دیں یٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰی

مَكَانَتِكُمْ اے میری قوم تم عمل کرو اپنے طریقے پر۔ یہ ناراضگی ہے اجازت نہیں ہے کہ تم کفر شرک پر عمل کرتے رہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ میں نے حق کھول کر تمہارے سامنے رکھ دیا ہے اور ساری باتیں تمہارے سامنے بیان کر دی ہیں اور تم سمجھنے اور باز آنے کے لیے تیار نہیں ہو تو پھر تم اپنے طریقے پر عمل کرو اِنِّیْ عَامِلٌ بے شک میں عمل کرنے والا ہوں اپنے طریقے پر فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ پس عن قریب تم جان لو گے مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ کس پر آتا ہے عذاب جو اس کو رسوا کر دے گا۔ کہ اپنے طریقے پر عمل کرو لیکن اتنی بات ضرور جان لو کس پر عذاب آتا ہے جو اس کو ذلیل و رسوا کر دے گا وَ یَحِلُّ عَلَیْهِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ اور کس پر اترتا ہے عذاب دائمی۔ دنیا میں جو عذاب آئے گا وہ ذلیل و رسوا کر کے رکھ دے گا اور آخرت کا عذاب دائمی ہے جو قبر برزخ سے شروع ہو گا۔ اتنی بات کو نہ بھولنا باقی تمھیں زبردستی منا نہیں سکتا۔ وہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں اختیار دیا ہے جو چاہو اختیار کرو اپنی مرضی سے فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ [سورۃ الکہف] ''پس جو چاہے مرضی سے ایمان لائے اور جو چاہے مرضی سے کفر اختیار کرے۔'' اللہ تعالیٰ نہ تو کسی کو ایمان پر مجبور کرتا ہے نہ کفر پر۔ پیغمبروں کے ذریعے حق و باطل سے آگاہ کر دیتا ہے اور انجام بھی بتا دیتا ہے۔ فرمایا اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ بے شک ہم نے نازل کی آپ پر کتاب لوگوں کے لیے حق کے ساتھ۔ یہ ساری قوموں کے لیے ساری دنیا کے لیے ہدایت ہے۔ کاش! کوئی اس کتاب کو اول تا آخر سمجھ لے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ صحیح معنیٰ میں انسان بن جائے گا۔ یہ حق کے ساتھ اتری ہے اس میں حق ہے حق کی باتیں اس میں ہیں فَمَنِ اهْتَدٰی فَلِنَفْسِهٖ پس جس نے ہدایت حاصل کی تو اپنے نفس کے لیے کہ اس کا فائدہ اس کو ہوگا وَمَنْ ضَلَّ اور جو گمراہ

ہوا فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا پس پختہ بات ہے وہ گمراہ ہوا ہے اسی پر۔اس کی گمراہی اس کے نفس پر پڑے گی ،اس کا وبال اس کے نفس پر آئے گا۔اور یہ بھی یاد رکھنا کہ یہ کتاب صرف مولویوں کے لیے نہیں ہے تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے ہے اور سب کے لیے ضروری ہے اس کو سمجھنا۔کئی دفعہ میں عرض کر چکا ہوں کہ ایک آدمی سو نفل پڑھتا ہے اور ایک آدمی ایک آیت سیکھتا ہے سادی بغیر ترجمہ کے ساتھ اس کا ثواب سو نفل پڑھنے والے سے زیادہ ہے اور ایک آدمی ہزار نفل پڑھتا ہے اور دوسرا آدمی ایک آیت ترجمے کے ساتھ سیکھتا ہے اس کا ثواب سو نفل پڑھنے والے سے زیادہ ہے حالانکہ سو اور ہزار نفل پڑھنے پر کافی وقت صرف ہوتا ہے۔

فرمایا وَمَآ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَكِیْلٍ اور نہیں ہیں آپ ان پر وکیل۔آپ تو مبلغ ہیں اِنْ عَلَیْكَ اِلَّا الْبَلٰغ [شوریٰ:۴۸] ”آپ کے ذمہ ہے حق کی بات پہنچا دینا۔“ منوانا آپ کے فریضے میں داخل نہیں ہے جو مان لے گا وہ خوش قسمت ہے اور بدقسمت ہے جو ضد پر اڑا رہے گا۔آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا اللہ تعالیٰ کھینچ لیتا ہے جانوں کو،روحوں کو ان کی موت کے وقت۔ہر جان دار چیز کے بدن میں روح ہے جب تک بدن میں روح ہے،حیات ہے،سانس بھی لے گا نبض بھی چلے گی،کھانا بھی ہضم ہوگا بدن کا سارا نظام چلتا رہے گا۔جتنی زندگی کسی کو اللہ تعالیٰ نے دی ہے اتنی دیر زندہ رہے گا اور جب زندگی پوری ہو جاتی ہے اور موت کا ارادہ کرتا ہے تو روح کو بدن سے کھینچ لیتا ہے۔اس وقت بدن کی بس ہو جاتی ہے نہ سانس لیتا ہے نہ نبض چلتی ہے سارا نظام ختم ہو جاتا ہے وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا اور وہ جانیں جو نہیں مرتیں ان کی روحوں کو کھینچ لیتا ہے ان کی نیند میں۔ان کی روح کا تعلق بدن کے ساتھ اس طرح

کا نہیں ہوتا جس طرح بیداری میں ہوتا ہے۔ گو روح با قاعدہ بدن میں ہوتی ہے وہ سو رہا ہوتا ہے روح اندر سے نکلتی نہیں ہے نبض بھی چل رہی ہے، کھانا بھی ہضم ہو رہا ہے، سانس بھی لے رہا ہے لیکن وہ تعلق جو بیداری میں ہوتا ہے وہ نہیں ہے۔ موت کے وقت اللہ تعالیٰ روحوں کو بالکل کھینچ لیتا ہے اور موت کے وقت بدن کے ساتھ تعلق نہیں رہتا، نہ نبض چلتی ہے، نہ سانس لے سکتا ہے، نہ کھانا ہضم ہوتا ہے، نہ بدن کی نشوونما ہوتی ہے۔ پھر اس کو قبر میں اتارا جاتا ہے مٹی ڈال کر ابھی آدمی وہیں کھڑے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے تُعَادُ رُوْحُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ ''اس کی روح جسم میں لوٹائی جاتی ہے۔'' جسم کے ساتھ اتنا تعلق ہوتا ہے کہ جس سے نکیرین کے سوال سمجھ سکتا ہے۔

نکیرین سوال کرتے ہیں مَنْ رَّبُّكَ نیک آدمی جواب دیتا ہے رَبِّيَ اللهُ ۔ وہ کہتے ہیں مَنْ نَّبِيُّكَ یہ کہتا ہے نبی محمد رسول الله ﷺ ۔ پھر وہ کہتے ہیں مَا دِيْنُكَ یہ کہتا ہے دینی الاسلام ۔ اور کافر، مشرک، منافق سے جب سوال کرتے ہیں مَنْ رَّبُّكَ تو وہ کہتا ہے ھَاهْ ھَاهْ لَا اَدْرِيْ میری بدقسمتی میں نہیں جانتا۔ دفن کر کے جب واپس آتے ہیں تو بخاری شریف کی روایت ہے کہ میت ان کے جوتوں کی آہٹ سن رہی ہوتی ہے۔

تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کھینچ لیتا ہے ان کی جانوں کو موت کے وقت اور وہ جو نہیں مرتیں ان کی جانوں کو کھینچ لیتا ہے نیند میں۔ مگر وہ کھینچنا اور طرح کا ہے یہ کھینچنا اور طرح کا ہے فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ پس روک لیتا ہے اس کو جس پر موت کا فیصلہ کرتا ہے وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اور چھوڑ دیتا ہے دوسری کو اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ایک مقرر میعاد تک جو اس کی موت کا وقت لکھا ہے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ

بے شک اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے جو غور و فکر کرتی ہے
اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ　کیا انھوں نے بنا لیے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے
سفارشی۔ گیارھویں پارے میں ہے　وَيَقُوْلُوْنَ هٰؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ
[یونس :۱۸] ''اور یہ کہتے ہیں یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں۔'' اور اسی سورت
کے پہلے رکوع میں گزرا ہے کہ کہتے ہیں مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى
''نہیں عبادت کرتے ہم ان کی مگر اس لیے کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب دلائیں گے۔''
لات، منات، عزیٰ کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں رب کے قریب کر دیتے
ہیں۔ تو فرمایا کیا انھوں نے بنا لیے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے سفارشی　قُلْ　آپ کہہ
دیں　اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا　اگرچہ وہ کسی چیز کے مالک نہ ہوں　وَّلَا
يَعْقِلُوْنَ　اور نہ وہ عقل رکھتے ہوں۔ دیکھو! جن کو یہ سفارشی بناتے ہیں ان کی دو اقسام
ہیں۔

سفارشیوں کی اقسام :

[۱] ..... ایک تو جان دار لوگ ہیں جیسے ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر، فرشتے، عزیر علیہ السلام،
عیسیٰ علیہ السلام۔ جن کے متعلق ان کا نظریہ ہے کہ یہ ان کی تکالیف دور کرنے کا اختیار رکھتے
ہیں۔ سوال یہ ہے کہ وہ اپنی جانوں پر اختیار نہیں رکھتے وہ اپنے نقصان اور نفع کے مالک
نہیں ہیں تو ان کے نفع نقصان کے مالک کیسے ہوں گے؟ مثلاً: عیسائی کہتے ہیں کہ
عیسیٰ علیہ السلام ہمارے منجی ہیں اور ادھر ان کا یہ نظریہ بھی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکا دیا گیا۔
ہمارا عقیدہ یہ نہیں ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا گیا
وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ [النساء :۱۵۷] ''اور نہ ان کو قتل کیا ہے اور نہ سولی پر چڑھایا ہے

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا اور نہیں قتل کیا انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً۔‘‘ تو عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق جو ان کی کتابیں بتاتی ہیں سولی پر لٹکا دیا گیا اور جس وقت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکایا گیا تو انہوں نے شور مچایا اِيْلِيْ اِيْلِيْ لِمَا سَبَقْتَنِيْ ’’اے میرے رب، اے میرے رب تو نے مجھے کہاں پھنسا دیا۔‘‘ اب سوال یہ ہے کہ جس کے پاس اپنی جان بچانے کے لیے قدرت نہیں ہے وہ تمہارے لیے کیسے منجی بن گئے؟ جو اپنے گلے سے سولی کے پھندے کو دور نہ کر سکیں وہ تمھیں کیسے نجات دلائیں گے۔ اسی طرح عزیر علیہ السلام اور فرشتے وغیرہ کسی کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے اختیارات سارے کے سارے صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔

[۲] ...... اور دوسری قسم سفارشیوں کی، بت ہیں۔ جو انھوں نے بنائے ہوئے تھے۔ وہ بت کیا سمجھیں اور جانیں کہ ہمیں کون پکار رہا ہے؟ لیکن ایک بات یاد رکھنا! وہ محض بتوں کی پوجا نہیں کرتے تھے بلکہ ان بزرگوں کی پوجا کرتے تھے جن کی شکل وصورت پر بت بنائے ہوئے تھے۔ میں نے اس مسئلے پر ’’گلدستۂ توحید‘‘ میں بڑی بحث کی ہے جو اور کسی کتاب میں نہیں ملے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ایک دفعہ اس کو ضرور پڑھو۔ محض پتھروں کی پوجا کسی نے نہیں کی۔ یہاں جو عمر رسیدہ بزرگ ہیں ان کو معلوم ہے کہ یہاں ہندو ہوتے تھے وہ بیس بیس کلو کا پتھر اٹھا کر لاتے تھے اس وقت اس کی پوجا نہیں کرتے تھے جب تراشتے تراشتے پانچ سیر کا رہ جاتا اور ان کے کسی بزرگ کی شکل پر ہو جاتا تھا تو پھر اس کا طواف بھی کرتے، اس کی نذر بھی مانتے اور سارا کچھ کرتے۔ لکڑی ایک من کی اٹھا کر لاتے اس میں کوئی کرشمہ نہیں مانتے تھے نہ اس کی پوجا کرتے جب اس کو تراشتے تراشتے دس کلو کی رہ جاتی اور رام چندر جی، کرشنا جی، بدھ کی شکل بن جاتی تو پھر اس کی پوجا شروع

کردیتے۔

تو دراصل ان کی ان بزرگوں کے ساتھ عقیدت ہوتی تھی جن کی شکل کے بت بناتے تھے۔ان پتھروں کے ساتھ تو کوئی عقیدت نہیں تھی یہ جو تمہارے پاس دوستوں کی تصویریں ہیں ان کاغذوں کے ساتھ تو کسی کو محبت نہیں ہے ان سے بہتر اور نرم کاغذ ہیں ان کے ساتھ تو کوئی محبت نہیں کرتا۔دراصل محبت اس تصویر اور فوٹو کے ساتھ ہے جو تمہارے دوست کا ہے۔تو وہ عبادت لکڑیوں اور پتھروں کی نہیں کرتے تھے بلکہ ان کی کرتے تھے جن کی شکل اور تصویر بناتے تھے۔

تو فرمایا کہ اگرچہ وہ کسی چیز کے مالک نہ ہوں اور نہ ان کو عقل ہو قُلْ آپ کہہ دیں لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا اللہ تعالیٰ کے لیے ہے سفارش۔اللہ تعالیٰ کے لیے سفارش کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر سفارش نہیں ہوگی مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ [آیۃ الکرسی: پارہ ۳] ''کون ہے جو اس کے سامنے سفارش کر سکے بغیر اس کی اجازت کے۔'' قیامت والے دن ساری مخلوق پریشان ہوگی، سب لوگ پسینہ میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے کہ آپ سے ہماری نسل چلی ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش کریں کہ حساب کتاب شروع ہو جائے۔وہ کہیں گے نفسی نفسی نفسی کس منہ سے جاؤں؟ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھ لیا کہ ممنوعہ درخت کو تو نے کیوں کھایا تھا تو میں کیا جواب دوں گا؟ مجھ میں ہمت نہیں ہے جانے کی۔حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔سب معذرت کریں گے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں گے۔میدان محشر میں ایک مقام ہے جس کا نام ہے مقام

محمود، جس پر لواء الحمد لہرا رہا ہوگا، حمد کا جھنڈا۔ اس مقام پر آپ ﷺ رب تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہوں گے۔ بخاری شریف میں روایت ہے یُلْهِمُنِیْ بِمَحَامِدَ لَمْ تَحْضُرْنِیْ الْآنَ ''اللہ تعالیٰ مجھے ایسے کلمات الہام کریں گے جو اب مجھے معلوم نہیں ہیں۔'' مسند احمد کی روایت ہے کہ سات دن کا لمبا سجدہ ہوگا یا چودہ دن کا۔ یہ سارا عرصہ اللہ تعالیٰ کی حمد میں مصروف رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یَا محمد اِرْفَعْ رَأْسَكَ اِشْفَعْ تُشَفَّعْ ''اے محمد ﷺ! سر اٹھا کر سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔'' تو رب تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کون سفارش کر سکتا ہے؟ یہ بے جان کیا کریں گے؟ یا جن کے بت بنائے گئے ہیں ان کو کیا معلوم کہ کس کو کہاں کیا تکلیف ہو رہی ہے؟ اب یہاں جو کوئی عیسیٰ علیہ السلام کو پکارے تو وہ تو اپنے مقام پر آرام فرما رہے ہیں ان کو کیا معلوم کہ اس پر کیا گزر رہی ہے؟ یہاں کوئی یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئا للہ کہتا ہے سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مقام پر آرام فرما رہے ہیں جنت میں مزے اڑا رہے ہیں ان کو کیا پتا کہ گکھڑ میں فلاں آدمی کو کیا ہو رہا ہے؟ تو فرمایا کہ ساری سفارش اللہ تعالیٰ کے لیے ہے لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اسی کے لیے ہے شاہی آسمانوں کی اور زمین کی۔ اور یاد رکھنا! ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ پھر اسی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ جانا اسی کے پاس ہے اس کی فکر کرو۔

آگے مشرکوں کی تردید ہے۔ فرمایا ان کا حال یہ ہے وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اور جس وقت ذکر کیا جاتا ہے اللہ وحدہ لاشریک کا اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ سکڑتے ہیں، تنگ ہوتے ہیں دل ان لوگوں کے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ جب خالص توحید کا ذکر ہو پھر اچھلتے ہیں اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

يَسْتَكْبِرُوْنَ [صفّت: ۳۵] ''جن ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا الٰہ، معبود، مشکل کشا کوئی نہیں ہے تو یہ تکبر کرتے ہیں، اچھلتے ہیں۔'' ان کو یہ بات ایسے ناگوار گزرتی ہے کہ جس کا کوئی حساب ہی نہیں ہے۔ وَاِذَاذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اور جب ذکر کیا جاتا ہے ان کا جو اللہ تعالیٰ سے نیچے ہیں۔ اوروں کی قصے کہانیاں سنائی جاتی ہیں تو اِذَاهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ تو اچانک وہ خوش ہو جاتے ہیں۔ اس کا تم آج تجربہ کر کے دیکھ لو۔ خالص توحید کی آیات سناؤ تو خوش نہیں ہوں گے مشرک لوگ۔ بابوں کے قصے کہانیاں سنا دو کہ فلاں بابے نے پہاڑ جلا دیا، فلاں نے یہ کیا، فلاں نے یہ کیا، بڑے خوش ہوں گے۔ ان کے بے حقیقت قصے سن کر بڑے خوش ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ دے۔

❋❋❋❋

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا
كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ
جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ ۭ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾
وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ
يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ
نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ۭ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ
وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَاَصَابَهُمْ
سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۭ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ سَيُصِيْبُهُمْ
سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۱﴾ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ
اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ ع

قُلِ آپ کہہ دیں اَللّٰهُمَّ اے اللہ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ غائب اور
حاضر کو جاننے والے اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ آپ ہی فیصلہ کریں گے
اپنے بندوں کے درمیان فِيْ مَا كَانُوْا ان چیزوں کے بارے میں فِيْهِ

يَخْتَلِفُوْنَ جن میں وہ اختلاف کرتے تھے وَلَوْ اور اگر اَنَّ بے شک
لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ان لوگوں کے لیے جنھوں نے ظلم کیا مَافِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا
جو کچھ ہے زمین میں سارے کا سارا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ اور اس جیسا اس کے ساتھ
ہو لَافْتَدَوْا بِهٖ البتہ وہ فدیہ دے دیں اس کے ساتھ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ
بُرے عذاب سے بچتے ہوئے يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت والے دن وَبَدَا لَهُمْ
اور ظاہر ہوں گے ان کے لیے مِّنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مَا وہ
چیزیں لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ جن کا وہ گمان نہیں رکھتے تھے وَبَدَا لَهُمْ
اور ظاہر ہوں گی ان کے لیے سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا برائیاں جو انھوں نے کمائیں
وَحَاقَ بِهِمْ اور گھیرے گی ان کو مَّا وہ چیز كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ جس
کے ساتھ وہ ٹھٹھا کرتے تھے فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ پس جب پہنچتی ہے
انسان کو تکلیف دَعَانَا ہمیں پکارتا ہے ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً پھر جب ہم
دے دیتے ہیں اس کو نعمت مِّنَّا اپنی طرف سے قَالَ کہتا ہے اِنَّمَآ
پختہ بات ہے اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ یہ دی گئی ہے مجھے علم کی بنا پر بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ
بلکہ یہ آزمائش ہے وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ لیکن ان میں سے اکثر
نہیں جانتے قَدْ قَالَهَا تحقیق کہی یہ بات الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ان لوگوں
نے جو ان سے پہلے تھے فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ پس نہ کام آئی ان کو مَّا كَانُوْا
يَكْسِبُوْنَ وہ چیز جو وہ کماتے تھے فَاَصَابَهُمْ پس پہنچیں ان کو سَيِّاٰتُ

مَا كَسَبُوْا وہ برائیاں جو انھوں نے کمائیں وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اور وہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ ان لوگوں میں سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا عنقریب پہنچے گی ان کو وہ برائی جو انہوں نے کمائی وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ اور نہیں ہیں وہ عاجز کرنے والے اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا کیا وہ نہیں جانتے اَنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ يَبْسُطُ الرِّزْقَ کشادہ کرتا ہے رزق لِمَنْ يَّشَآءُ جس کے لیے چاہے وَيَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ بے شک اس میں لَاٰيٰتٍ البتہ نشانیاں ہیں لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے۔

ربطِ آیات :

اس سے پہلی آیات میں مشرکوں کا رد تھا۔ آگے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلِ آپ کہہ دیں اے نبی کریم ﷺ! اَللّٰهُمَّ۔ یہ لفظ اصل میں یا اللہ تھا یا کو ابتداء سے حذف کر کے آخر میں اس کی جگہ میم لائے ہیں۔ تو اس کا معنیٰ ہے اے اللہ جل جلالہ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ فُطور ط کے ساتھ ہو تو اس کا معنیٰ ہے بغیر نمونے اور مثال کے پیدا کرنے والا۔ تو معنیٰ ہوگا بغیر نمونے اور مثال کے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے۔ اس سے پہلے نہ زمین کا نمونہ تھا اور نہ آسمان کا نمونہ تھا۔ کسی چیز کا نمونہ دیکھ کر چیز کا بنانا آسان ہوتا ہے عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ غائب اور حاضر کو جاننے والے۔

کئی دفعہ یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ عٰلِمَ الْغَيْبِ کا معنیٰ ہے مَا غَابَ عَنِ

المخلوق جو چیزیں مخلوق سے غائب ہیں رب ان کو بھی جانتا ہے اور الشَّهَادَةِ کا معنٰی ہے جو چیزیں مخلوق کے سامنے ہیں رب ان کو بھی جانتا ہے۔ تو مخلوق کے اعتبار سے عالم الغیب والشہادہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے تو کوئی چیز غائب نہیں ہے اَنْتَ تَحْكُمُ آپ ہی فیصلہ کریں گے بَيْنَ عِبَادِكَ اپنے بندوں کے درمیان قیامت والے دن فِي مَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ان چیزوں کے بارے میں جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ دنیا میں بے شمار ایسی مثالیں موجود ہیں کہ جھگڑے ہوتے ہیں قتل تک نوبت پہنچ جاتی ہے غیر مجرم، مجرم بن جاتے ہیں اصل کا پتا ہی نہیں چلتا باوجود اس کے کہ منصف مزاج جج اور وکیل بحث کرتے ہیں بڑا غور و فکر کرتے ہیں لیکن حقیقت پر پردہ پڑا رہتا ہے۔ لیکن قیامت والے دن اللہ تعالیٰ صحیح صحیح فیصلہ کریں گے حق اور باطل کے درمیان دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا حق حق ہوگا باطل باطل ہوگا، سچ سچ ہوگا جھوٹ جھوٹ ہوگا ہر شے نکھر کر سامنے آجائے گی وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اور اگر بے شک ان لوگوں کے لیے جنھوں نے ظلم کیا دنیا میں مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا جو کچھ زمین میں ہے سارے کا سارا ہو۔ یہاں اجمال ہے دوسری جگہ تفصیل ہے مِلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا ”زمین سونے سے بھری ہوئی ہو وَلَوِ افْتَدٰى بِهٖ [آل عمران: ۹۱] ”اگرچہ وہ اس کو فدیہ دیں کسی سے قبول نہیں کی جائے گی۔“ صرف یہی زمین سونے کی بھری ہوئی نہیں وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ اور اس جیسا مزید بھی اس کے ساتھ ہو اور سونے سے بھری ہوئی ہو لَافْتَدَوْا بِهٖ البتہ وہ فدیہ میں دے دیں مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ بُرے عذاب سے بچنے کے لیے يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت والے دن۔ اگر بالفرض کسی کے پاس یہ ساری زمین سونے کی بھری ہوئی ہو اور اتنی زمین اور بھی اس کے ساتھ ہو اور وہ برے عذاب سے بچنے کے لیے دے دے تو قبول نہیں کی

جائے گی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ ہوگی کس کے پاس؟ یہاں بڑا خوش قسمت ہے جس کو چند گز کفن ہی مل جائے۔ کتنے ہیں کہ ان کو کفن بھی نصیب نہیں ہوتا۔ اگر کسی کے پاس انگوٹھی ہو تو وہ اتار لیتے ہیں اور اگر ہو بھی تو قبول نہیں کی جائے گی۔ کتنا مہنگا سودا ہے کہ ساری زمین سونے کی بھری ہوئی ہو اور اس کے مثل اور بھی ہو یہ دے کر جان چھڑانا چاہے تو نہیں چھوٹے گی۔ اور سورۃ معارج پارہ ۲۹ میں ہے یَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمَئِذٍ ۢبِبَنِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِىْ تُـْٔوِيْهِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ كَلَّا ''مجرم خواہش کرے گا کہ کاش وہ اس دن کے عذاب سے بچنے کے لیے اپنے بیٹوں کا فدیہ دے دے اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو اور اپنے قبیلے کو جو اس کو پناہ دیتا تھا اور سب زمین پر رہنے والوں کو بھی فدیے میں پیش کر دے پھر اپنے آپ کو بچالے ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔'' اور سورہ لقمان آیت نمبر ۳۳ پارہ ۲۱ میں ہے يَوْمًا لَّا يَجْزِىْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ''اس دن نہیں کام آئے گا کوئی باپ اپنے بیٹے کے لیے اور نہ کوئی بیٹا کفایت کرنے والا ہوگا اپنے باپ کے لیے کچھ بھی۔'' اور سورۃ نجم پارہ ۲۸ میں ہے اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ''کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔'' وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ اور ظاہر ہوں گی ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مَا وہ چیزیں لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ جن کا وہ دنیا میں گمان نہیں رکھتے تھے۔ تصور بھی نہیں تھا کہ یہ چیزیں سامنے آئیں گی۔ پل صراط ان کے سامنے ہوگا، دوزخ کی آگ اور شعلے ان کے سامنے ہوں گے۔ سانپ، بچھو سامنے ہوں گے، رتی رتی کا حساب ہوگا۔ وہ وہ چیزیں پرچے میں سامنے آئیں گی کہ جن کے متعلق آدمی کو تصور بھی نہ تھا کہ ان کا بھی حساب ہوگا۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی چیز کے متعلق پوچھا جائے گا مثلاً:
پوچھا جائے گا کہ مسجد سے نکلتے وقت تو نے سیڑھیوں میں تھوکا تھا، تو نے کیلا اور دیگر پھل کھا کر راستے میں پھینک دیئے تھے۔ بندے کے ہاتھوں کے طوطے اڑ جائیں گے کہ میں تو ان چیزوں کو گناہ ہی نہیں سمجھتا تھا۔ پوچھا جائے گا بتا بندے! تو ننگے سر بازار پھرتا تھا۔ مجبوری کے بغیر ننگے سر بازار جانے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے۔ آج تو ننگے سر پھرنا فیشن بن گیا ہے۔ انگریز بے ایمان نے ہمیں بے ایمان کر کے مارنا ہے۔ اگر کوئی شخص ننگے سر بازار جائے تو اس کی گواہی مردود ہے۔ یہ سب چیزیں سامنے آئیں گی وَبَدَا لَهُمْ اور ظاہر ہوں گی ان کے لیے سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وہ برائیاں جو انہوں نے کمائی ہیں وَحَاقَ بِهِمْ اور گھیرے گی ان کو مَّا وہ چیز كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ جس کے ساتھ وہ ٹھٹھا کرتے تھے۔ مثلاً: جب کہا جاتا تھا کہ دوزخ میں سانپ بچھو ہوں گے تو مذاق اڑاتے تھے کہتے تھے تمہاری عقل ماری گئی ہے ایک طرف دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز پھر اس میں سانپ، خچر کے برابر۔ اتنی تیز آگ میں زقوم کا درخت اور ضریع کی جھاڑیاں ہوں گی پل صراط جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا اس پر سے گزرنا پڑے گا نیچے آگ کے شعلے ہوں گے وہاں سے کون گزرے گا؟ تو دنیا میں جن چیزوں کا تم مذاق اڑاتے ہو یہ سب چیزیں سامنے آئیں گی۔

جہنم میں زقوم اور ضریع بھی کھائیں گے اور کافروں کو سانپ اور بچھو بھی ڈسیں گے یہ سب کچھ ہوگا فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ پس جس وقت پہنچتی ہے انسان کو تکلیف دَعَانَا ہمیں پکارتا ہے۔ پھر اللہ، اللہ، اللہ، اللہ کی ضربیں لگاتا ہے ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا پھر جس وقت ہم اس کو دے دیتے ہیں نعمت اپنی طرف سے قَالَ کہتا

ہے اِنَّمَآ اُوْتِیْتُہٗ عَلٰی عِلْمٍ پختہ بات ہے کہ یہ دی گئی ہے مجھے علم کی بنا پر۔ جب مشکل میں پھنسا ہوا ہوتا ہے اس وقت ساری چیزیں بھول جاتا ہے۔ پس اللہ اللہ کرتا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ نوازتا ہے تو پھر خدا کو بھول جاتا ہے اور کہتا ہے یہ میرے علم، قابلیت اور محنت کا نتیجہ ہے۔

رب تعالیٰ فرماتے ہیں بَلْ ہِیَ فِتْنَۃٌ بلکہ یہ آزمائش ہے رب کی طرف سے۔ رب تعالیٰ دے کر بھی آزماتا ہے اور لے کر بھی آزماتا ہے وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ لیکن اکثر ان میں سے نہیں جانتے قَدْ قَالَھَا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ تحقیق کہی یہ بات ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے۔

واقعہ قارون :

قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا اور مال دار اتنا تھا کہ اس کے خزانے کی چابیاں اچھی خاصی جماعت اٹھاتی تھی اور کنجوس اتنا تھا کہ کہتا تھا کہ سالن روٹی کے اوپر ڈال دو، رکابی میں ڈالو گے تو اس کی قلعی اتر جائے گی۔ قلعی کرانے پر پیسے خرچ ہوں گے۔ بچوں کو مکان کی چھت پر نہیں چڑھنے دیتا تھا کہ چھت خراب ہو جائے گی اور لپائی کرانا پڑے گی۔ جب اس کو کہا جاتا کہ اَحْسِنْ کَمَآ اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ ''احسان کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے۔'' غریبوں، کمزوروں کی ہمدردی کرو تو کہتا انما اوتیتہ علی علم [القصص:۷۸] ''بے شک مجھے دی گئی دولت علم کی بنا پر (اپنی قابلیت کی بنا پر)۔'' تم بھی قابلیت پیدا کرو، کماؤ کھاؤ مجھ سے کیوں مانگتے ہو؟ اگر اللہ تعالیٰ کسی پر انعام کرے تو بندے کو اس پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرنا چاہیے کہ مجھے حلال طریقے سے یہ نعمت عطا فرمائی ہے۔ تو

فرمایا کہ یہ باتیں پہلے لوگوں نے بھی کی ہیں فَمَآ اَغۡنٰی عَنۡهُمۡ پس نہ کام آئی ان کو مَّا وہ چیز كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ جو وہ کماتے تھے۔ قارون کی ایسی مضبوط کوٹھی تھی کہ زلزلہ بھی آئے تو بہ ظاہر دیواروں کو نقصان کا کوئی خطرہ نہیں تھا۔ لیکن جب قارون کی بدبختی کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا زمین نے اس کو کوٹھی سمیت ہڑپ کر لیا۔ زمین نے ایسا نگلا کہ نہ اس کا کوئی پتا چلا نہ کوٹھی کا پتا چلا کہ کہاں گئی، اور نہ خزانوں کا۔ فَخَسَفۡنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الۡاَرۡضَ [قصص: ۸۱] ''پس ہم نے دھنسا دیا اس قارون کو اور اس کے گھر کو زمین میں۔'' اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ زمین کے تین حصے، گاؤں کے گاؤں اور شہروں کے شہر زمین میں دھنسا دیے جائیں گے۔ ایک خسف مشرق میں ہوگا ایک مغرب میں ہوگا اور ایک عرب میں ہوگا۔ مشرق والا (خسف) چاہے چین میں ہو، جاپان میں ہو یا پاکستان میں۔ مغرب والا یورپ میں ہوگا اور عرب کے علاقہ میں اپنا یہ ذہن کام کرتا ہے کہ جہاں امریکہ کی فوجیں ہیں یہی مقام زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

فرمایا فَاَصَابَهُمۡ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوۡا پس پہنچیں ان کو وہ برائیاں جو انھوں نے کمائیں۔ یہ تو پہلوں کے متعلق ہے وَالَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡ هٰۤؤُلَآءِ اور وہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا ان لوگوں میں سے سَيُصِيۡبُهُمۡ عنقریب پہنچے گی ان کو سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوۡا وہ برائی جو انہوں نے کمائی۔ یہ اس وقت کے ظالموں کو سنایا جا رہا ہے کہ صرف یہ نہ سمجھیں کہ پہلوں کے ساتھ ایسا ہوا ہے اس وقت کے جو ظالم ہیں جو وہ برائیاں کمائیں گے ان پر بھی ان کا وبال پڑے گا، ان کی بھی گرفت ہوگی۔ وَمَا هُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ اور نہیں ہیں وہ عاجز کرنے والے رب تعالیٰ کو۔ رب تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ ایک لمحے میں

ساری دنیا تباہ کر سکتا ہے۔

پچھلے دنوں جاپان میں صرف سترہ سیکنڈ زلزلہ آیا تھا ان کی ریلوے کی جو پٹڑیاں تباہ ہوئی تھیں چار سال میں بھی صحیح معنٰی میں درست نہیں ہو سکی تھیں حالانکہ جاپان نے صنعت میں سارے یورپ کی گردن جھکا دی ہے۔ رب، رب ہے اَوَلَمۡ یَعۡلَمُوۡۤا کیا یہ لوگ نہیں جانتے اَنَّ اللّٰهَ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ بے شک اللہ تعالیٰ کشادہ کرتا ہے رزق جس کا چاہے وَیَقۡدِرُ اور تنگ کرتا ہے جس کا چاہے۔ رزق کا نظام اللہ تعالیٰ کے پاس ہے بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کی محنت زیادہ ہوتی ہے مگر محنت کے مطابق اسے رزق ملتا نہیں ہے اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ محنت تھوڑی ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ رزق زیادہ دیتا ہے۔ وہ لوگ خوش قسمت اور سعادت مند ہیں جن کو ایمان کی دولت کے ساتھ رزق حلال بھی حاصل ہو۔ سب سے بڑی دولت ایمان ہے اس جیسی اور دولت کوئی نہیں ہے۔ صرف مال کو کتنی دیر کھالیں گے؟ دس سال، بیس سال، سو سال، آخر موت ہے۔ مرنے کے بعد پھر ہوگا جو ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لوگ کہتے ہیں مالی مالی میرا مال میرا مال۔ تیرا مال وہ ہے جو تو نے کھالیا، استعمال کر لیا یا اپنے ہاتھ سے خیرات کر دیا باقی مال تو وارثوں کا ہے۔ اچھے ہوئے تو اچھی جگہ لگائیں گے بُرے ہوئے تو بدمعاشی کریں گے جوا کھیلیں گے۔ اس کا وبال تیری گردن پر پڑے گا کہ تو نے ان کے لیے جمع کر کے رکھا تھا۔ فرمایا رب تعالیٰ جس کا چاہے رزق کشادہ کرے جس کا چاہے تنگ کرے اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ بے شک اس میں البتہ نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے دوسروں کو سمجھ نہیں آسکتی۔

❋❋❋❋
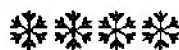
قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۹﴾ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۶۰﴾

قُلْ آپ کہہ دیں يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اے میرے وہ بندو اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ جنھوں نے زیادتی کی اپنی جانوں پر لَا تَقْنَطُوْا نا امید نہ ہو مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا بخش دیتا ہے سب گناہ اِنَّهٗ بے شک وہ هُوَ

الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ بہت بخشنے والا ہے بڑا مہربان ہے وَاَنِیْبُوْٓا اور رجوع کرو تم اِلٰی رَبِّکُمْ اپنے رب کی طرف وَاَسْلِمُوْا اور فرماں بردار ہو جاؤ لَهٗ اس کے مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ پہلے اس سے کہ آئے تم پر الْعَذَابُ عذاب ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ پھر تمہاری مدد بھی نہیں کی جائے گی وَاتَّبِعُوْٓا اور پیروی کرو اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ بہتر بات کی جو تمہاری طرف اتاری گئی ہے مِّنْ رَّبِّکُمْ تمہارے رب کی طرف سے مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ پہلے اس سے کہ آئے تم پر عذاب بَغْتَةً اچانک وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اور تم شعور بھی نہ رکھتے ہو اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یہ کہ کہے کوئی نفس یٰحَسْرَتٰی اے افسوس مجھ پر عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ اس کارروائی کے متعلق جو میں نے کوتاہی کی فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں وَاِنْ کُنْتُ اور بے شک میں تھا لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ ٹھٹھا کرنے والوں میں سے اَوْ تَقُوْلَ یا وہ نفس کہے لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِیْ اگر بے شک اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت دیتا لَکُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ البتہ میں ہوتا متقیوں میں سے اَوْ تَقُوْلَ یا کہے وہ حِیْنَ تَرَی الْعَذَابَ جس وقت دیکھے گا وہ عذاب کو لَوْ اَنَّ لِیْ کَرَّةً اگر بے شک میرے لیے ہو لوٹنا فَاَکُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ پس ہو جاؤں میں نیکی کرنے والوں میں سے بَلٰی کیوں نہیں قَدْ جَآءَتْكَ تحقیق آچکیں تیرے پاس اٰیٰتِیْ میری آیتیں فَکَذَّبْتَ بِهَا پس تو نے جھٹلایا ان کو

وَاسْتَكْبَرْتَ اور تو نے تکبر کیا وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ اور تھا تو کفر کرنے والوں میں سے وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور قیامت والے دن تَرَى الَّذِيْنَ دیکھے گا ان لوگوں کو كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ جنھوں نے جھوٹ بولا اللہ تعالیٰ پر وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ کیا نہیں ہے جہنم میں مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ٹھکانا تکبر کرنے والوں کا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ آنحضرت ﷺ کو حکم دیتے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں میرے بندوں کو میری طرف سے اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا اے میرے وہ بندو جنھوں نے زیادتی کی عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اپنی جانوں پر، گناہ کیے، کوتاہیاں کیں لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ناامید نہ ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے۔ چاہے کتنے بھی ظلم کیے ہیں، زیادتیاں کی ہیں۔ مغفرت کے اسباب بہت ہیں لیکن ہوگی قاعدے کے مطابق۔ مثلاً: ہم کہتے ہیں نماز پڑھو تو اس کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں ہے کہ نہ وضو ہو نہ وقت ہو نہ قبلے کی طرف رخ ہو اور پڑھ لو۔ نہ کپڑے پاک ہوں، نہ جگہ پاک ہو اور پڑھ لو، یہ نماز تو نہ ہوگی۔ بلکہ نماز پڑھنے کا مطلب ہے کہ قاعدے کے مطابق پڑھو۔ اسی طرح گناہ کی بخشش اور توبہ کے لیے بھی شرائط ہیں۔

اور یہ بات بھی تم کئی دفعہ سن چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق دو قسم پر ہیں۔ ایک وہ ہیں جن کی قضا نہیں ہے جیسے شراب پینا، بدکاری کرنا وغیرہ۔ ان سے جب انسان سچے دل سے توبہ کرے گا اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا۔ دوسرے حقوق وہ ہیں جن کی قضا ہے مثلاً: نماز ہے، روزہ ہے، زکوٰۃ ہے، یہ محض زبانی توبہ سے معاف نہیں ہوں گے جب تک ان کی قضا نہیں کرے گا۔ نماز ذمے ہے اس کی قضا کرے، روزہ ذمے ہے اس کی قضا

کرے زکوٰۃ ذمے ہے اس کی قضا کرے اور تاخیر سے پڑھنے کی رب تعالیٰ سے معافی مانگے اللہ تعالیٰ معاف کردے گا۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد کا مسئلہ :

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، چاروں امام اور تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ محض زبانی توبہ سے معاف نہیں ہوں گے جب تک ان کی قضا نہیں ہوگی۔ نمازیں قضا کرنے کا طریقہ میں کئی دفعہ سمجھا چکا ہوں کہ پہلے حساب لگاؤ کہ جب سے میں بالغ ہوا ہوں اس وقت سے لے کر اب تک میری کتنی نمازیں رہ گئی ہیں؟ ایک دن لگ جائے، دو دن لگ جائیں، دس دن لگ جائیں، مہینہ لگ جائے، وقت لگا کر مغز کھپا کر اندازہ لگاؤ کاغذ پر لکھ لو کہ میرے ذمے فجر کی تقریباً اتنی نمازیں ہیں، ان سے دو چار زائد شمار کرلو۔ روزے میرے ذمے تقریباً اتنے ہیں احتیاطاً مزید ڈال لو۔ جتنے بنے ان کی قضا کرو۔ یہی زکوٰۃ کا حکم ہے کہ جتنے سالوں کی نہیں دی شمار کرلو، نکالو۔ اگر ادا کرتے کرتے اچانک بیمار ہوگیا نماز روزے پورے قضا نہیں کرسکا تو وصیت کرے کہ میرے ذمے اتنی نمازیں ہیں اور اتنے روزے ہیں ان کا فدیہ ادا کردینا۔ اگر فدیے کی وصیت نہیں کرتا تو گناہ گار مرے گا۔ فدیہ کتنا ہے ہر نماز کا؟ دو سیر گندم ہے موٹا تخمینہ دو سیر گندم۔ پانچ نمازیں اور ایک وتر ہے۔ وتر واجب ہے مگر عملی طور پر فرض ہے۔ تو بارہ سیر گندم ایک دن کی نمازوں کا فدیہ ہے یا اس کی قیمت۔

اسی طرح روزے کا فدیہ دو سیر گندم کے حساب سے دے۔ آخرت کا معاملہ بڑا مشکل اور سخت ہے اور یہ مسئلہ بھی کئی دفعہ سن چکے ہو نمازوں کی قضا کرنے میں اسی طرح

ترتیب ضروری ہے جس طرح وقتی نمازوں میں ترتیب ضروری ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کے ذمہ دو ہزار فجر کی نمازیں ہیں اور وہ اس طرح نیت کرتا ہے کہ ان میں سے ایک پڑھتا ہوں تو اس طرح ذمہ داری سے فارغ نہیں ہوگا بلکہ نیت اس طرح کرے گا کہ میرے ذمہ جو فجر کی نمازیں ہیں ان میں سے پہلی پڑھتا ہوں۔ پہلی پہلی کر کے نیت کرے گا یا آخر سے شروع ہو کہ آخری پڑھتا ہوں باقی جو رہ گئی ہیں ان میں سے آخری پڑھتا ہوں آخری آخری کر کے نیت کرتا جائے ساتھ یہ بھی کہے کہ فجر کی پڑھتا ہوں یا ظہر کی پڑھتا ہوں کیونکہ وقت کی نیت کرنا بھی ضروری ہے۔ مگر نیت دل کے ارادے کا نام ہے زبان سے ادا کرنا ضروری نہیں ہے مستحب ہے۔ باقی نفل نماز کے لیے وقت کی کوئی پابندی نہیں ہے دو نفل پڑھے چار پڑھے، ان کے لیے نیت کی ضرورت نہیں ہے کہ ظہر کے پڑھتا ہوں یا عصر کے پڑھتا ہوں۔ باقی نمازوں اور وتر اور سنت مؤکدہ کے لیے وقت کی تعیین ضروری ہے۔ یہ تو تفصیل تھی حقوق اللہ کی۔ رہا مسئلہ بندوں کے حقوق کا تو یا تو بندہ معاف کر دے یا پھر ان کا حق ادا کرے تب اپنی ذمہ داری سے فارغ ہوگا۔ اس میں اختلاف ہے کہ اگر کسی کا حق بنتا ہے تو کیا دیتے وقت اس کو بتانا ضروری ہے کہ بھائی تیری اتنی رقم میرے ذمہ ہے مجھے معاف کر دے یا اس کو بغیر کچھ بتائے دے دے۔ فقہاء کرام رحمہم اللہ کا ایک گروہ کہتا ہے کہ ہاں! اس کو بتانا پڑے گا کہ تیری اتنی چیزیں یا رقم میرے ذمہ ہے مجھے معاف کر دے۔

دوسرے حضرات کہتے ہیں تفصیل کی ضرورت نہیں ہے بس اجمالاً کہہ دے کہ تمہارا کچھ حق تھوڑا یا زیادہ میرے ذمہ ہے مجھے معاف کر دو۔ وہ معافی دے دے تو معافی قبول ہے۔ تو فرمایا کہ میرے بندوں کو کہہ دو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے کہ وہ اللہ

تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا بے شک اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے سب کے سب گناہ مگر قاعدے کے مطابق اِنَّہٗ ھُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا ہے بڑا مہربان ہے۔ محض توبہ توبہ نہ کرو توبہ کے ساتھ یہ کام بھی ہے وَاَنِیۡبُوۡۤا اِلٰی رَبِّکُمۡ اور رجوع کرو اپنے رب کی طرف توبہ کے بعد تمھارے اندر انقلاب آنا چاہیے۔

جیسے علماء کرام فرماتے ہیں کہ حج مقبول و مبرور وہ ہے کہ اس کے بعد حاجی کی زندگی میں انقلاب آ جائے پہلے کی طرح نہ رہے۔ اگر حج کے بعد بھی وہی حال رہا جو پہلے تھا تو سمجھو کہ حج مقبول نہیں ہوا۔ تو فرمایا رجوع کرو اپنے رب کی طرف وَاَسۡلِمُوۡا لَہٗ اور فرماں بردار ہو جاؤ اس کے۔ اسلام کا معنیٰ ہے گردن جھکا دینا۔ رب تعالیٰ کے احکام کے سامنے گردن جھکا دو اس کے احکامات کو مانو اور پابندی کرو مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَکُمُ الۡعَذَابُ پہلے اس سے کہ تم پر عذاب آئے ثُمَّ لَا تُنۡصَرُوۡنَ پھر تمھاری مدد بھی نہیں کی جائے گی جب عذاب آ جائے گا۔ کل کے دن سے آج کا دن اچھا ہو آج کے دن سے کل آنے والا اچھا ہو۔ اور کیا کرنا ہے؟ وَاتَّبِعُوۡۤا اَحۡسَنَ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکُمۡ اور پیروی کرو بہتر بات کی جو تمھاری طرف اتاری گئی ہے مِّنۡ رَّبِّکُمۡ تمھارے رب کی طرف سے۔ جو تمھارے رب کی طرف سے اتاری گئی ہیں ان میں سے سب سے اچھی چیز کی پیروی کرو۔ تورات، زبور، انجیل بھی رب کی طرف سے اتاری گئیں ہیں اور صحیفے بھی اتارے گئے ہیں لیکن ان سب میں احسن قرآن کریم ہے۔ قرآن کریم کی پیروی کرو مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَکُمُ الۡعَذَابُ بَغۡتَۃً پہلے اس سے کہ تم پر عذاب آئے اچانک وَّاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ اور تمھیں شعور بھی نہ ہو۔ انسان اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے حالانکہ عاجز اور

کمزور ہے۔رب تعالیٰ قادر مطلق ہے چاہے تو اچھے بھلے آدمی کو ایسا بیمار کر دے کہ چل پھر بھی نہ کر سکے۔ دولت چھین لے، عزت چھین لے وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔تو فرمایا پہلے اس سے کہ عذاب آئے اور تمھیں شعور بھی نہ ہو اور اس سے پہلے ہی آگاہ رہو اَنۡ تَقُوۡلَ نَفۡسٌ یہ کہ کہے کوئی نفس یٰحَسۡرَتٰی ہائے میرے اوپر افسوس عَلٰی مَا فَرَّطۡتُّ اس کارروائی کے متعلق جو میں نے کوتاہی کی فِیۡ جَنۡۢبِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں۔ افراط کا معنٰی ہے زیادتی کرنا تفریط کا معنٰی ہے کوتاہی کرنا۔جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آئے گا یا موت آئے گی تو مجرم کہے گا ہائے افسوس مجھ پر میں نے رب کے معاملے میں بڑی کوتاہی کی وَ اِنۡ کُنۡتُ لَمِنَ السّٰخِرِیۡنَ اور بے شک میں ٹھٹھا کرنے والوں میں سے تھا۔ جو نمازیوں کے ساتھ، روزے داروں کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے، داڑھی رکھنے والوں کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے، ٹنڈ کرانے والوں اور ٹخنوں سے اوپر چادر رکھنے والوں کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے۔مگر اس وقت اس کوتاہی کے اقرار کا کیا فائدہ؟

انتہائی گہرے کنویں میں آدمی ایک چھلانگ لگانے سے نیچے جا پڑے گا لیکن ہزار چھلانگ لگانے سے نکل نہیں سکتا اب تو خمیازہ بھگتنا ہے۔اور ہاتھوں کو کاٹے گا وَ یَوۡمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیۡہِ [فرقان:۲۷] ''اور اس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا'' اور افسوس کرے گا کہ کاش میں فلاں کو دوست نہ بناتا اور میں نے بنا لیا ہوتا اللہ تعالیٰ کے رسول کے ساتھ راستہ۔ اَوۡ تَقُوۡلَ لَوۡ اَنَّ اللّٰہَ ہَدٰىنِیۡ لَکُنۡتُ مِنَ الۡمُتَّقِیۡنَ یا وہ نفس کہے اگر بے شک اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت دیتا البتہ میں ہوتا متقیوں میں سے۔یعنی اللہ تعالیٰ میری ہدایت کے اسباب مہیا کرتا۔حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے اسباب مہیا کر دیئے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں الم ذٰلک الکتاب لا ریب فیہ ۔ اس قرآن پاک میں

کوئی شک نہیں ہے یہ ہدایت ہے متقیوں کے لیے۔ اور ہدایت تمام لوگوں کے لیے

هُدًى لِلنَّاسِ [سورۃ البقرہ]

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا [سورۃ الفرقان] ''بابرکت ہے وہ ذات جس نے اتارا ہے فرقان اپنے بندے پر تاکہ ہو جائے وہ تمام جہان والوں کو ڈرانے والا۔'' اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے اسباب مہیا کر دیئے، قرآن پاک جیسی کتاب دی، تمام پیغمبروں کا سردار بھیجا، ہر زمانے میں مبلغ بھیجے، عقل کی دولت سے نوازا۔

ایک حدیث پاک میں آتا ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ''میری امت کے علماء ایسے ہی ہیں جیسے بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے۔'' درجے میں نہیں کام میں۔ یعنی وہ کام کرتے ہیں جو ان کے پیغمبروں نے کیا۔ الحمد للہ! آج دین اپنی اصل شکل میں موجود ہے اگرچہ اہل بدعت اور باطل فرقوں نے دین پر بڑی بڑی بدعات اور رسومات مسلط کی ہیں غیر دین کو دین سمجھتے ہوئے۔ لیکن دنیا کے کسی بھی خطے میں جاؤ تمھیں دین اصل شکل میں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کی یہ کتاب پڑھی جاتی ہے، سمجھائی جاتی ہے۔

قرآن پاک کا پڑھنا اور سمجھنا ہر مسلمان پر فرض ہے :

اور یاد رکھنا! اس کتاب کا پڑھنا اور سمجھنا ہر مسلمان مرد عورت پر فرض ہے مگر افسوس ہے کہ اکثریت کی اس طرف توجہ نہیں ہے۔ مرنے کے بعد افسوس ہوگا کاش کہ پڑھ لیتے۔

بخاری شریف میں روایت ہے کہ قبر میں منکر نکیر آکر سوال کریں گے مَنْ رَّبُّكَ تو جس نے دنیا میں رب کو نہیں سمجھا اوروں کو رب بنایا تو وہ کیا جواب دے گا؟ پھر سوال

کریں گے مَنْ نَبِیُّكَ تو جس نے آنحضرت ﷺ کی پیروی نہیں کی وہ کس منہ سے جواب دے گا اور کیا جواب دے گا؟ پھر فرشتے کہیں گے لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ "تو دین سمجھا نہیں تیرا فرض تھا دین کو سمجھنا اور تو نے قرآن کی تلاوت نہیں کی تلاوت کر کے قرآن کو سمجھنا چاہیے تھا۔" اور یہ مطلب بھی بیان کرتے ہیں کہ نہ تو نے خود دین کو سمجھا اور نہ سمجھنے والوں کی پیری کی۔ حق دو طریقوں ہی سے حاصل ہوتا ہے یا تو بندہ خود تحقیق کرے اور اگر تحقیق کا مادہ اور صلاحیت نہیں ہے تو تقلید کرے دوسروں کی بات مانے۔ اس کے سوا حق حاصل نہیں ہو سکتا اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ یا کہے وہ جس وقت دیکھے گا وہ عذاب کو لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً اگر بے شک میرے لیے ہو لوٹنا دنیا کی طرف فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ پس ہو جاؤں میں نیکی کرنے والوں میں سے۔ سورہ سجدہ، پارہ ۲۱، آیت نمبر ۱۲ میں ہے کہیں گے فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا "پس ہمیں لوٹا دے تا کہ ہم اچھے عمل کریں۔" اور سورہ مومنون آیت نمبر ۹۹-۱۰۰ میں ہے قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّيْ اَعْمَلُ صَالِحًا "اے پروردگار! مجھ کو واپس لوٹا دے تا کہ میں اچھے عمل کروں۔" ارشاد ہو گا اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ [مومنون: ۱۰۵] "کیا میری آیات تم کو پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں پس تم ان کی تکذیب کرتے تھے۔"

فرمایا بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ کیوں نہیں تحقیق آ چکیں تیرے پاس میری آیتیں۔ قرآن تیرے پاس پہنچا، کلمہ تیرے پاس پہنچا، حق تیرے پاس پہنچا، پیغمبروں نے تبلیغ کی، ان کے نائبین نے سمجھایا فَكَذَّبْتَ بِهَا پس اے بدبخت تو نے جھٹلا دیا وَاسْتَكْبَرْتَ اور تو نے تکبر کیا۔ کئی دفعہ یہ حدیث سن چکے ہو کہ جس میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوا تو وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ تکبر کس کو کہتے ہیں؟ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ

”حق کو ٹھکرا دینا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔“ تو فرمایا تو نے تکبر کیا وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ اور تھا تو کفر کرنے والوں میں سے۔ اب واویلا کرنے کا کیا فائدہ؟ فرمایا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور قیامت والے دن اے مخاطب تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ تو دیکھے گا ان لوگوں کو جنھوں نے رب پر جھوٹ بولا، رب تعالیٰ کی طرف شرک کی نسبت کی، رب تعالیٰ کی طرف بیٹوں اور بیٹیوں کی نسبت کی۔ کسی نے عزیر علیہ السلام کو رب کا بیٹا بنایا کسی نے عیسیٰ علیہ السلام کو اور کسی نے فرشتوں کو رب کی بیٹیاں کہا۔ ان کے ساتھ کیا ہوگا؟ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ جیسے سڑکوں پر تارکول پڑا ہوتا ہے تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ [سورۃ عبس] ”ان پر سیاہی چڑھی ہوگی یہ فسق و فجور کرنے والے کافر لوگ ہوں گے۔“ حالانکہ دنیا میں بڑے گورے تھے مگر دل سیاہ تھے۔ دل کی سیاہی چہرے پر آ جائے گی اور مومنوں کے چہرے سفید ہوں گے چاندی کی طرح روشن ہوں گے يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ [آل عمران:۱۰۶]

تو کافروں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ فرمایا اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ کیا نہیں ہے جہنم میں ٹھکانہ تکبر کرنے والوں کا۔ یقیناً متکبرین کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انجام سے ہمیں آگاہ فرما دیا ہے۔ وہ وقت آنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے احکام مانو، رب تعالیٰ کی طرف رجوع کرو، اپنے آپ کو اسراف سے بچاؤ، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے مگر قاعدے کے مطابق۔

❄❄❄❄
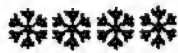
وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۶۲﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۰﴾ ع

وَيُنَجِّي اللّٰهُ اور نجات دے گا اللہ تعالیٰ الَّذِيْنَ ان لوگوں کو اتَّقَوْا جو ڈرے بِمَفَازَتِهِمْ ان کی کامیابی کی جگہ میں لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ نہیں پہنچے گی ان کو تکلیف وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور نہ وہ غمگین ہوں گے اَللّٰهُ

خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اسی کے لیے ہیں چابیاں آسمانوں کی اور زمین کی وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی آیات کا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ یہی لوگ ہیں نقصان اٹھانے والے قُلْ آپ فرمادیں اَفَغَيْرَ اللّٰهِ کیا پس اللہ تعالیٰ کے غیر کا تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ تم مجھے حکم دیتے ہو اَعْبُدُ میں عبادت کروں اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ اے جاہلو وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ اور البتہ تحقیق وحی کی گئی آپ کی طرف وَاِلَى الَّذِيْنَ اور ان لوگوں کی طرف مِنْ قَبْلِكَ جو آپ سے پہلے تھے لَئِنْ اَشْرَكْتَ البتہ اگر آپ نے شرک کیا لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ البتہ ضائع ہو جائے گا آپ کا عمل وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ اور البتہ ضرور ہو جاؤ گے نقصان اٹھانے والوں میں سے بَلِ اللّٰهَ بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کی فَاعْبُدْ پس آپ عبادت کریں وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ اور ہو جاؤ شکر گزاروں میں سے وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ اور انھوں نے قدر نہیں کی اللہ تعالیٰ کی حَقَّ قَدْرِهٖ جیسا کہ حق ہے قدر کرنے کا وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا اور زمین ساری قَبْضَتُهٗ اس کی مٹھی میں ہوگی يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت والے دن وَالسَّمٰوٰتُ اور آسمان مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ لپیٹے ہوئے ہوں گے دائیں ہاتھ میں سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى پاک ہے اس کی ذات اور بلند ہے عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ان سے جن کو یہ

شریک ٹھہراتے ہیں وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ اور پھونکا جائے گا بگل میں فَصَعِقَ پس بے ہوش ہو جائیں گے مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ جو آسمانوں میں ہیں وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اور جو زمین میں ہیں اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ مگر وہ جس کو اللہ چاہے ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى پھر پھونکا جائے گا دوسری مرتبہ فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ پس اچانک وہ کھڑے ہو کر دیکھ رہے ہوں گے وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ اور چمک اٹھے گی زمین بِنُوْرِ رَبِّهَا اپنے رب کے نور کے ساتھ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ اور رکھی جائے گی کتاب وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ اور لایا جائے گا نبیوں کو وَالشُّهَدَآءِ اور گواہوں کو وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ اور فیصلہ کیا جائے گا ان کے درمیان بِالْحَقِّ انصاف کے ساتھ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ اور پورا پورا دیا جائے گا ہر نفس کو مَّا عَمِلَتْ جو اس نے عمل کیا وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ اور وہ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔

کل کے سبق کی آخری آیت کریمہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنے والوں کے چہرے سیاہ دیکھو گے قیامت والے دن۔ اب ان کا ذکر ہے جو ان کے مد مقابل ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ نہیں باندھا، نہ شرک کا، نہ اولاد کا یعنی کسی بھی قسم کا شرک نہ کیا۔

رب تعالیٰ فرماتے ہیں وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اور نجات دے گا اللہ تعالیٰ دوزخ سے اور چہروں کے سیاہ ہونے سے اور ہر قسم کی تکلیف سے ان لوگوں کو

اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ جو بچے کفر وشرک سے ان کی کامیابی کی جگہ میں۔اور وہ جنت ہے۔
مفازہ ظرف کا صیغہ بھی بن سکتا ہے۔پھر معنیٰ ہوگا کامیابی کی جگہ اور مصدر میمی بھی بن سکتا ہے تو پھر معنیٰ ہوگا کامیابی کے ساتھ یعنی اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب کرے گا لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ نہیں پہنچے گی ان کو کسی قسم کی کوئی تکلیف۔نہ بدنی، نہ ذہنی وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور نہ وہ غمگین ہوں گے مشرکوں اور کافروں کی طرح جیسا کہ کل کی آیات میں پڑھ چکے ہو کہ کافر نفس اپنی کوتاہی پر افسوس کرے گا۔ان کو کوئی غم نہیں ہوگا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ ایمان لائے،کفر وشرک سے بچے، بُرے کاموں سے پرہیز کیا۔ان کو غم کھانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۔وکیل کا معنیٰ ہے کارساز، کام بنانے والا۔معنیٰ ہوگا اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔کارساز، حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس، دست گیر صرف اللہ تعالیٰ ہے لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مقالید کا مفرد مقلید بھی آتا ہے اور مقلاد بھی آتا ہے۔دونوں کا معنیٰ چابی ہے۔ تو معنیٰ ہوگا اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں چابیاں آسمانوں کی اور زمین کی۔با اختیار وہی ہوتا ہے جس کے پاس مکان، دوکان اور کارخانے کی چابی ہوتی ہے جب چاہے کھولے اور جب چاہے بند کرے۔مطلب یہ ہوگا کہ آسمانوں اور زمین کے اختیارات صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں خالق بھی وہی ہے، رازق بھی وہی ہے، حاجت روا بھی وہی ہے سارے اختیارات اسی کے پاس ہیں خدائی اختیارات خدا کے سوا کسی کے پاس نہیں ہیں وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ یہی بدبخت نقصان اٹھانے والے ہیں۔رب تعالیٰ پر ایمان

نہیں لائیں گے اس کو وحدہ لاشریک نہیں سمجھیں گے تو اس کا کچھ نہیں بگڑنے گا۔ نقصان انسان اور جنات کا اپنا ہے۔

مشرکوں کا ایک نمائندہ وفد آنحضرت ﷺ کے پاس آیا جس میں ہر ہر قبیلے کا ایک ایک آدمی شریک تھا۔ کہنے لگے کہ جب سے آپ ﷺ نے لا الہ الا اللہ کی رٹ لگائی ہے تب سے اختلافات پیدا ہوئے ہیں اور آپس کی لڑائی اور مارکٹائی شروع ہوئی ہے۔ گھروں میں لڑائی، محلوں میں لڑائی، بازاروں میں لڑائی، ہم صلح صفائی کے لیے آپ کے پاس آئے ہیں وقت صلح صفائی کے ساتھ پاس ہونا چاہیے لڑائی جھگڑے سے کچھ نہیں بنتا۔ لہٰذا اس طرح ہونا چاہیے کہ ہم آپ کے رب کی پوجا کریں اور آپ ہمارے معبودوں ،لات، منات، عزیٰ کی پوجا کریں۔ صلح صفائی کے ساتھ وقت پاس کریں۔ یہ پیش کش انھوں نے کی اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ اے نبی کریم ﷺ! آپ ان سے کہہ دیں اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ کیا تم مجھے حکم دیتے ہو اللہ تعالیٰ کے غیر کی میں عبادت کروں اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ اے جاہلو! اے جاہلو تم مجھے غیر اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیتے ہو وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اے نبی کریم ﷺ! اور آپ کی طرف بھی وحی کی گئی اور ان پیغمبروں کی طرف بھی جو آپ سے پہلے گزرے ہیں ان کی طرف بھی وحی کی گئی۔ کیا وحی کی گئی؟ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ البتہ اگر آپ نے شرک کیا تو ضائع ہو جائے گا آپ کا عمل وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ اور البتہ ضرور ہو جاؤ گے نقصان اٹھانے والوں میں سے۔ شرک قبیح اور بُری چیز ہے پیغمبر سے تو سرزد ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ جملہ فرضیہ ہے کہ بالفرض والمحال آپ سے بھی صادر ہو جائے تو آپ کے اعمال بھی اکارت ہو جائیں گے۔ یہ ہمیں سمجھانے کے لیے فرمایا ہے کہ فرض کرو کہ پیغمبر

سے شرک ہو جائے تو اس کے اعمال ضائع ہو جائیں گے کسی اور کی کیا حیثیت ہے کہ وہ شرک کرے اور اعمال ضائع نہ ہوں۔ اور یہ بات میں کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں کہ ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ایک نیکی ساری امت کی ساری نیکیوں پر بھاری ہے لیکن شرک اتنی بُری چیز ہے کہ بالفرض آپ ﷺ بھی کریں تو آپ ﷺ کے اعمال ضائع ہو جائیں گے باقی کسی کی کیا حیثیت ہے؟

میں نے ایک مثال عرض کی تھی مثلاً دودھ جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ ایک بڑا مٹکا دودھ کا بھر دو مَن دو مَن کا۔ اس صاف ستھرے دودھ میں اپنے ہی بچے کے پیشاب کے چند قطرے پڑ جائیں تو کوئی دیانت دار، صاحب فطرت آدمی اس کو استعمال کرنے کے لیے تیار نہیں ہو گا بددیانت کی بات نہیں۔ بددیانت تو مردہ جانوروں کا گوشت بھی کھلا دیتے ہیں۔ کتے بلی بھی کھلا دیتے ہیں۔ کوئی دیانت والا آدمی یہ نہیں کہے گا کہ چلو جی! اس میں کوئی گدھے گھوڑے کا پیشاب تو نہیں ہے اپنے لخت جگر کے پیشاب کے چند قطرے اس میں پڑے ہیں میں اس کو استعمال کر لوں۔ تو جس طرح خالص دودھ میں چند قطرے پڑنے سے سارا دودھ بے کار ہو گیا اسی طرح اعمال میں اگر شرک آ گیا تو سب اعمال اکارت اور ضائع ہو جائیں گے۔ قرآن پاک میں پچیس پیغمبروں کے نام آئے ہیں۔ ساتویں پارے کے سولھویں رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ پیغمبروں کے نام اور باقیوں کا اجمالی ذکر کیا وَمِنْ اٰبَائِهِم وذريتهم واخوانهم اس کے بعد فرمایا وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ "اور اگر یہ پیغمبر بھی شرک کرتے تو ان کے عمل بھی اکارت اور ضائع ہو جاتے۔" لہٰذا مشرک کا کوئی عمل قبول نہیں ہے۔ اس لیے مشرک کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے جب اس کی اپنی نماز ہی نہیں ہے تو

دوسروں کی کیا ہوگی ۔ سرحد اور بلوچستان کے علاقے میں بدعات کافی ہیں مگر ان کے مولویوں کی اکثریت کے عقائد کفر شرک والے نہیں ہیں صرف بدعات میں پڑے ہوئے ہیں ۔ اور پنجاب میں جتنے بریلوی مولوی ہیں ان کے عقائد ہی بدل گئے ہیں ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی ۔ اگر کسی مقام پر تم پھنس گئے ہو اور فتنے سے بچنے کے لیے بریلوی امام کے پیچھے نماز پڑھ لی ہے تو اس کو دُہرا لینا ۔ نماز بڑی قیمتی شے ہے ۔ جیسے بے وضو امام کے پیچھے نماز پڑھو یا جس کے کپڑے پلید ہیں اس کے پیچھے پڑھو تو نماز نہیں ہوگی کیوں کہ اس کی اپنی نہیں ہوئی ۔ یہ کوئی عداوت کی بات نہیں ہے یہ صرف تمھاری خیر خواہی کی بات ہے کہ مشرک امام کا اپنا عمل باطل ہے تو مقتدی کی نماز بھی باطل ہے ۔ اگر پڑھی ہے تو لوٹا لینا ۔

تو فرمایا اگر آپ نے بھی شرک کیا تو البتہ آپ کا عمل بھی ضائع ہو جائے گا اور آپ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ بلکہ آپ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں ۔ یہ آپ کو کہتے ہیں اوروں کی بھی عبادت کرو آپ نے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ اور ہو جاؤ شکر گزاروں میں سے ۔ اس پر کہ تمہیں کھری کھری باتیں بتلائی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حق کی صحیح بات بتلا دی ہے وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اور ان مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں کی جیسا کہ حق تھا قدر کرنے کا ۔ ان سے پوچھو آسمان کس نے بنائے ؟ زمین کس نے بنائی ؟ تو کہیں گے اللہ تعالیٰ نے ۔ چاند، سورج، ستاروں کو کس نے پیدا کیا ؟ تمھیں کس نے پیدا کیا ؟ کہیں گے اللہ تعالیٰ نے ۔ یہ تمھیں ہاتھ، پاؤں، آنکھیں، کس نے دیں ؟ کہیں گے اللہ تعالیٰ نے ۔ کان اور دل کس نے دیا ؟ تو کہیں گے اللہ تعالیٰ نے ۔ پھر جب پوچھو کہ سر کا درد کون دور

کرتا ہے؟ تو کہتے ہیں کہ دولے شاہ کرتا ہے، علی ہجویری کرتا ہے، فلاں کرتا ہے، فلاں کرتا ہے۔ او ظالمو! ساری چیزوں کا خالق اللہ تعالیٰ کو مان کر یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں اوروں کے سپرد کرتے ہو تم نے رب تعالیٰ کی قدر ہی نہیں کی جیسا کہ قدر کرنے کا حق تھا۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو رب تعالیٰ سے مانگو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ اور زمین ساری اس کی مٹھی میں ہوگی یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قیامت والے دن وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِهٖ اور سارے آسمان لپیٹے ہوئے ہوں گے دائیں ہاتھ میں۔ دائیں ہاتھ میں آسمان ہوں گے اور بائیں ہاتھ میں زمین ہوگی۔ جو ہاتھ اس کی شان کے لائق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ قرآن سے ثابت ہیں۔ یہودیوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ جکڑ دیئے گئے ہیں۔ فرمایا غُلَّتْ اَیْدِیْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ''یہودیوں کے ہاتھ جکڑ دیئے اور ان پر لعنت کی گئی ہے اس وجہ سے جو انھوں نے کہا بَلْ یَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ یُنْفِقُ كَیْفَ یَشَآءُ [المائدہ: ۶۴]'' بلکہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں وہ خرچ کرتا ہے جس طرح چاہے۔'' اور سورہ ص آیت نمبر ۷۵ پارہ ۲۳ میں ہے مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ ''اے ابلیس! تجھے کس چیز نے روکا اس بات سے کہ تو سجدہ کرتا جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔'' تو اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ تو قرآن سے ثابت ہیں آگے ہم نہیں جانتے کہ وہ کیسے ہیں؟ کسی شے کے ساتھ تشبیہ بھی نہیں دے سکتے کیونکہ اس کا فرمان ہے کہ لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ [شوریٰ: ۱۱] ''نہیں ہے اس کے مثل کوئی شے۔'' اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بھی ہیں، اللہ تعالیٰ دیکھتا بھی ہے، سنتا بھی ہے، بولتا بھی ہے مگر ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ بس یہی کہیں گے جو اس کی شان کے لائق ہیں سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی پاک ہے رب تعالیٰ کی

ذات اور بلند ہے عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ان چیزوں سے جن کو یہ رب تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ اور پھونکا جائے گا صور۔ اس کو نفخہ اولیٰ کہتے ہیں۔ جب ساری دنیا فنا ہو جائے گی فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ پس بے ہوش ہو جائیں گے جو ہیں آسمانوں میں اور جو ہیں زمین میں سب بے ہوش ہو جائیں گے اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰہُ مگر وہ جس کو اللہ چاہے۔ تو مَنْ شَآءَ اللّٰہُ میں پیغمبر ہیں، فرشتے ہیں، شہداء ہیں، حوریں اور ولدان جنت ہیں۔ مگر پھر ایک وقت ایسا آئے گا کہ فرشتوں پر بھی موت طاری ہوگی۔ کوئی جان دار چیز باقی نہیں رہے گی وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ [سورۃ الرحمٰن] "اور باقی رہے گی تیرے رب کی ذات جو بندگی اور عزت والی ہے۔"

پھر بخاری شریف کی روایت کے مطابق چالیس سال بعد نفخہ ثانیہ ہوگا ثُمَّ نُفِخَ فِیْہِ اُخْرٰی پھر پھونکا جائے گا اس میں دوسری مرتبہ فَاِذَا ھُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ پس اچانک وہ کھڑے ہو کر دیکھ رہے ہوں گے۔ جب دوسری مرتبہ بگل میں پھونکا جائے گا تو جہاں کہیں بھی کوئی ہوگا اٹھ کھڑا ہوگا۔ قبروں میں ہیں وہ نکل آئیں گے، پرندوں نے کھا لیا ہے ان کے پیٹوں سے نکل آئیں گے، مچھلیاں ہڑپ کر گئیں وہاں سے نکل آئیں گے، آگ میں جلا دیئے گئے وہ بھی آ جائیں گے، سارے کے سارے اٹھ کھڑے ہوں گے اور دیکھ رہے ہوں گے کیا ہو رہا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب اسرافیل علیہ السلام بگل پھونکیں گے تو سب سے پہلے میری قبر مبارک کھولی جائے گی۔ میرے بعد ابوبکر عمر رضی اللہ عنہما کی پھر اسی طرح ساری دنیا میں جہاں جہاں بھی مردے ہیں سارے اٹھ کھڑے ہوں گے وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّھَا اور چمک اٹھے گی زمین اپنے رب کے نور

سے۔ رب تعالیٰ کے نور کی تجلی ہوگی سارا میدان محشر نور ہی نور ہوگا لیکن کافر اس سے محروم ہوں گے۔

مومن جب اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جائیں گے یَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ [سورۃ حدید] "ان کا نوران کے سامنے اور دائیں طرف ہوگا۔" کافروں منافقوں کے لیے کوئی روشنی نہیں ہوگی۔ وہ مومنوں کو آوازیں دیں گے کہیں گے اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ "ہمارا انتظار کرو ہم بھی روشنی حاصل کرلیں تمہاری روشنی سے قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا [سورۃ الحدید] "کہا جائے گا لوٹ جاؤ پیچھے پس تلاش کرو روشنی۔" مراد یہ ہوگی کہ یہ نور تو ہم دنیا سے لائے ہیں وہاں سے جا کر لاؤ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ "پس کھڑی کردی جائے گی ان کے درمیان دیوار۔" اس کا دروازہ ہوگا کافر اس طرف رہ جائیں گے مومن اس طرف رہ جائیں گے وَوُضِعَ الْكِتٰبُ اور رکھی جائے گی کتاب۔ ان کا نامہ اعمال ہر ایک کے سامنے وَ جِایْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ اور لایا جائے گا نبیوں کو وَالشُّهَدَآءِ اور گواہوں کو وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ اور فیصلہ کیا جائے گا ان کے درمیان انصاف کے ساتھ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

انبیائے کرام علیہم السلام بھی آئیں گے ان کی امتیں بھی آئیں گی اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیشی ہوگی۔ مثلاً: اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام کو فرمائیں گے هَلْ بَلَّغْتَ قَوْمَكَ "کیا آپ نے اپنی قوم کو میرا پیغام پہنچایا تھا؟" نوح علیہ السلام کہیں گے اے پروردگار! میں نے آپ کا پیغام پہنچایا مگر میری قوم نے مانا نہیں۔ قوم سے پوچھا جائے گا تو وہ کہے گی یا اللہ! نوح علیہ السلام نے ہمیں تبلیغ کی ہی نہیں تھی ان کو کہیں گواہ پیش کریں۔ نوح علیہ السلام کہیں گے کہ

آخری پیغمبر کی امت میری گواہ ہے۔تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نوح علیہ السلام کے حق میں گواہی دیں گے کہ انھوں نے صحیح معنٰی میں تبلیغ کا حق ادا کیا ہے۔وہ قوم کہے گی اے اللہ یہ ہمارے خلاف گواہی کس طرح دے سکتے ہیں ہم سب سے پہلے آئے یہ سب سے آخر میں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہاں میرے بندو! تم گواہی کس حیثیت سے دے رہے ہو؟ یہ کہیں گے اے پروردگار! ہم نے آپ کی کتاب میں پڑھا ہے کہ نوح علیہ السلام نے دن رات ایک کر کے آپ کا پیغام پہنچایا۔آپ کے آخری پیغمبر نے بھی ہمیں بتایا کہ نوح علیہ السلام نے تبلیغ کا حق ادا کیا۔اگر آپ کی کتاب سچی ہے اور یقیناً سچی ہے اور آپ کا آخری پیغمبر سچا ہے اور یقیناً سچا ہے تو پھر ہم بھی سچے ہیں۔تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا جائے گا اپنی امت کی صفائی کے لیے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے کہ میری امت نے سچی اور صحیح گواہی دی ہے

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ اور پورا پورا دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے عمل کیا ہے وَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے ان کاموں کو جو وہ کرتے ہیں۔

****
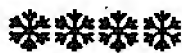
وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى
جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ
خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ
وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ
الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ
اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ
لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَقَالُوا
الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ
مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَتَرَى
الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ
وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۵﴾ ع ۸ ۵

وَسِيْقَ اور چلائے جائیں گے الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا وہ لوگ جو کافر ہیں
اِلٰى جَهَنَّمَ جہنم کی طرف زُمَرًا گروہ درگروہ حَتّٰٓى یہاں تک کہ اِذَا
جَآءُوْهَا جب آئیں گے وہ دوزخ کے قریب فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا کھولے
جائیں گے اس کے دروازے وَقَالَ لَهُمْ اور کہیں گے ان کو خَزَنَتُهَآ
اس کے چوکیدار اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس

رسول تم میں سے یَتْلُوْنَ عَلَیْكُمْ جو تلاوت کرتے تھے تم پر اٰیٰتِ رَبِّكُمْ
تمہارے رب کی آیتیں وَیُنْذِرُوْنَكُمْ اور ڈراتے تھے تمہیں لِقَآءَ
یَوْمِكُمْ هٰذَا تمہارے اس دن کی ملاقات سے قَالُوْا وہ کہیں گے بَلٰی
کیوں نہیں آئے تھے وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ لیکن لازم ہو چکا کلمہ
عذاب کا عَلَى الْكٰفِرِیْنَ انکار کرنے والوں پر قِیْلَ کہا جائے گا
ادْخُلُوْٓا داخل ہو جاؤ اَبْوَابَ جَهَنَّمَ جہنم کے دروازوں سے خٰلِدِیْنَ
فِیْهَا ہمیشہ رہو گے اس میں فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِیْنَ پس برا ہے ٹھکانا
تکبر کرنے والوں کا وَسِیْقَ اور چلائے جائیں گے الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وہ لوگ
جو ڈرتے رہے رَبَّهُمْ اپنے رب سے اِلَى الْجَنَّةِ جنت کی طرف
زُمَرًا گروہ در گروہ حَتّٰٓى یہاں تک کہ اِذَا جَآءُوْهَا جب آ جائیں
گے جنت کے قریب وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا اس حال میں کہ کھلے ہوں گے اس
کے دروازے وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا اور کہیں گے ان کو اس کے چوکیدار
سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ سلامتی ہو تم پر طِبْتُمْ مبارک ہو تم کو فَادْخُلُوْهَا پس
داخل ہو جاؤ اس میں خٰلِدِیْنَ ہمیشہ رہنے والے وَقَالُوْا اور وہ کہیں گے
الْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے الَّذِیْ وہ ذات صَدَقَنَا وَعْدَهٗ
جس نے سچا کیا ہمارے ساتھ اپنا وعدہ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ اور ہمیں وارث بنایا
زمین کا نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ ہم ٹھکانا بناتے ہیں جنت میں حَیْثُ نَشَآءُ

جہاں ہم چاہیں فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ پس کیا اچھا ہے اجر عمل کرنے والوں کا وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ اور آپ دیکھیں گے فرشتوں کو حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ گھیرنے والے ہوں گے عرش کے اردگرد يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ تسبیح بیان کرتے ہوں گے اپنے رب کی حمد کی وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ اور فیصلہ کر دیا جائے گا ان کے درمیان بِالْحَقِّ حق کے ساتھ وَقِيْلَ اور کہا جائے گا الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

میدانِ حشر کا منظر :

اس سے پہلے قیامت کا ذکر تھا کہ جب دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو جہاں کہیں بھی ہوں سب کے سب نکل پڑیں گے اور دیکھ رہے ہوں گے میدان حشر کا منظر۔ اللہ تعالیٰ کی عدالت قائم ہوگی، نیکوں کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا اور بُروں کو بائیں ہاتھ میں پرچہ ملے گا۔ مومنوں پر کوئی گھبراہٹ نہیں ہوگی لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ [سورۃ الانبیاء] ''ان پر کوئی رعب اور ڈر نہیں ہوگا اپنے گناہوں کا۔'' ہاں! اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا رعب ہوگا بخلاف مجرموں کے کہ ان کے ہوش و حواس اڑے ہوئے ہوں گے۔ دل بدن کانپ رہے ہوں گے سارا منظر سامنے ہوگا۔ پھر جب عدالت کا فیصلہ ہو جائے گا وَسِيْقَ - واو عاطفہ ہے اور سِيْقَ سَاقَ يَسُوْقُ سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے قیــــل کے وزن پر، اور چلائے جائیں گے الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا وہ لوگ جو کافر ہیں اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا - زُمْرَةٌ کی جمع ہے اس کا معنیٰ ہے جماعت، گروہ۔ جہنم کی طرف گروہ در

گروہ۔ یہودیوں کا علیحدہ گروہ، عیسائیوں کا علیحدہ گروہ، ہندوؤں کا علیحدہ گروہ، بدھ مت کا علیحدہ گروہ، سکھوں کا علیحدہ گروہ، مشرکوں کا علیحدہ گروہ، زانیوں کا علیحدہ اور شرابیوں کا علیحدہ گروہ ہوگا حَتّٰٓی اِذَا جَآءُوْهَا یہاں تک کہ جب جہنم کے پاس پہنچیں گے فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا کھولے جائیں گے دروازے اس کے۔ کیونکہ جہنم تو مجرموں کے لیے جیل ہے اور جیل کا دروازہ اس وقت کھولا جاتا ہے جب مجرم دروازے کے پاس پہنچیں۔ اندر کرنے کے بعد پھر دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ ۔ خَزَنَةٌ جمع ہے خازن کی بمعنی دربان، چوکیدار۔ اور کہیں گے ان کو دربان، چوکیدار۔ سورہ مدثر پارہ ۲۹ میں ہے عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ جہنم پر بڑے بڑے عہدوں پر انیس فرشتے ہیں اور ان کا انچارج مالک علیہ السلام ہے۔

وہ دربان کہیں گے اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس رسول تم میں سے يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ جو تم پر رب کی آیتیں تلاوت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام سنانے والے پیغمبر کیا تمہارے پاس نہیں آئے وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا اور ڈراتے تھے تمہیں تمہارے اس دن کی ملاقات سے۔ کیا پیغمبروں نے تمہیں نہیں بتلایا کہ قیامت قائم ہوگی، اللہ تعالیٰ کی عدالت لگے گی، رب تعالیٰ کے ساتھ تمہاری ملاقات ہوگی، نیکی بدی کا سوال ہوگا۔ کیا پیغمبروں نے نہیں بتلایا تھا؟ آج بے تحاشا چلے آرہے ہو قَالُوْا بَلٰى کافر بدکار کہیں گے کیوں نہیں پیغمبر آئے تھے ہمارے پاس رب تعالیٰ کے احکام سنائے تھے وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ لیکن لازم ہو چکا عذاب کا فیصلہ انکار کرنے والوں پر۔ ہم نے انکار کیا عذاب میں پھنس گئے۔ پیغمبر اللہ تعالیٰ نے اپنی قوم کی زبان میں بھیجے تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ

ہمیں ان کی بات سمجھ نہیں آتی ۔ پھر چنی ہوئی اور اشراف قوم میں سے آئے تا کہ یہ نہ کہہ سکیں کہ یہ کمی لوگ ہمیں کیا سمجھائیں گے۔ پھر کسی پیغمبر میں ظاہری اور باطنی عیب نہیں تھا نہ کوئی اندھا پیغمبر ہوا ہے نہ کانا نہ بھینگا نہ لنگڑا نہ تھتھا (زبان رکنے والا)، تاکہ لوگوں کو خواہ مخواہ شوشے چھوڑنے کا موقع نہ ملے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی نہ مانے تو کافر ہے، منکر ہے۔

تو کہیں گے پیغمبر تو آئے تھے لیکن ہم نے مانا نہیں قِيلَ کہا جائے گا ادْخُلُوٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں سے فوراً یہ تمہارے لیے کھلے ہیں۔ عذاب کی طرف خوشی سے کون جاتا ہے؟ دنیا کی معمولی سزا برداشت کرنے کے لیے کوئی تیار نہیں ہے۔ فرشتے ان کو دھکے ماریں گے يَوْمَ يُدَعُّونَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا [سورۃ طور] ''جس دن دھکیلا جائے گا جہنم کی طرف دھکیلا جانا۔'' پھر ایسے مجرم بھی ہوں گے فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ [سورہ رحمٰن] ''پس پکڑا جائے گا ان کو پیشانیوں اور پاؤں سے۔'' جیسے دنبوں کو قصائی گراتے ہیں ایسے اٹھا کر فرشتے دوزخ میں پھینکیں گے خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہو گے دوزخ میں۔ جو بدبخت دوزخ میں داخل کر دیا گیا اس کو کبھی نکلنا نصیب نہیں ہوگا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ پس بُرا ٹھکانا ہے تکبر کرنے والوں کا۔ دنیا میں تکبر کیا حق کو تسلیم نہیں کیا، حق کو ٹھکرایا اس کا نتیجہ تمہارے سامنے ہے اس کا مزا چکھو۔ یہ تو کافروں کا حال تھا اب مومنوں کے متعلق سن لو۔

مومنین کا حال :

فرمایا وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اور چلائے جائیں گے وہ لوگ جو ڈرتے رہے رَبَّهُمْ اپنے رب سے۔ دنیا میں جن کے دلوں میں رب تعالیٰ کا خوف تھا جن کو چلایا

جائے گا اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا جنت کی طرف گروہ در گروہ۔ مجاہدوں کا گروہ علیحدہ ہوگا، کثرت سے نماز پڑھنے والوں کا گروہ علیحدہ ہوگا، کثرت سے روزے رکھنے والوں کا گروہ علیحدہ ہوگا، کثرت سے صدقہ کرنے والوں کا گروہ علیحدہ ہوگا، کثرت سے توبہ کرنے والوں کا گروہ علیحدہ ہوگا۔ باب التوبہ الگ ایک دروازہ ہے وہ اس سے داخل ہوں گے۔ بڑے آرام سکون کے ساتھ چلیں گے اور جنت کی نعمتیں ان کو دروازوں سے باہر ہی نظر آ رہی ہوں گی حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا یہاں تک کہ جب وہ پہنچیں گے جنت کے قریب وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا اس حال میں کہ کھلے ہوں گے دروازے جنت کے۔

جنت کی مثال مہمان خانے کی ہے۔ جب کوئی بڑا مہمان آتا ہے تو اس کے لیے دروازے پہلے سے سجائے جاتے ہیں اور دروازے کھلے ہوتے ہیں۔ اور جہنم کی مثال جیل کی ہے جیل کے دروازے بند ہوتے ہیں۔ مجرموں کو اندر داخل کرنے کے لیے کھلتے ہیں پھر بند کر دیئے جاتے ہیں۔ تو مومنوں کے لیے جنت کے دروازے کھلے ہوں گے وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا اور کہیں گے ان کو جنت کے دربان اور چوکیدار سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ سلام ہو تم پر اے جنت میں داخل ہونے والو۔ بڑی عقیدت اور محبت کے ساتھ فرشتے ان کو سلام کریں گے اور کہیں گے طِبْتُمْ خوش رہو، جی آیاں نوں، خوش آمدید، مبارک ہو تمہیں جنت میں آنے والو۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب جنتی کی روح بدن سے نکالی جاتی ہے تو جنت کے فرشتے اس کے لیے جنت کا کفن اور خوشبوئیں لے کر آتے ہیں۔ جنت کے کپڑوں میں لپیٹ کر اوپر لے جاتے ہیں۔ آسمان کے دروازے قریب قریب ہوتے ہیں۔ مومن کے ایمان اور عمل صالح کی خوشبو اوپر چڑھتی ہے تو ہر دروازے والے فرشتے کہتے ہیں کہ

اس کو اس دروازے سے لے جاؤ۔ تو ہر دروازے والے فرشتوں کی خواہش ہوتی ہے کہ یہ روح ہمارے دروازے سے داخل ہو کر علیین تک جائے۔ کیا خوش قسمتی ہے۔ اور جب کوئی بُرا مرتا ہے تو آسمان تک اس کی روح کو بھی اٹھایا جاتا ہے مگر لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ الْأَبْوَابُ [اعراف: ۴۰] ''نہیں کھولے جائیں گے ان کے لیے آسمان کے دروازے۔'' فرشتے کہتے ہیں اس کو دفع کرو یہ بدروح کہاں سے لے آئے ہو؟ وہاں سے اس کو پھینک کر ساتویں زمین کے نیچے مقام ہے سجین وہاں اس کو پہنچایا جاتا ہے۔

تو جنتیوں کو جنت کے دربان خوش آمدید کہیں گے، مبارک دیں گے حکم ہوگا فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ پس تم داخل ہو جاؤ جنت میں ہمیشہ رہنے والے۔ جنت میں تم ہمیشہ ہمیشہ رہو گے۔ دروازوں سے باہر فرشتے سلام کریں گے اور اندر حوریں اور غلمان انتظار میں ہوں گے وہ سلام کریں گے۔ جنتی ایک دوسرے کو ملیں گے تو سلام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی سلام آئے گا سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ [سورۃ یٰسین] ''جنت کے ناموں میں سے ایک نام دار السلام بھی ہے، سلامتی کا گھر۔ کوئی بے ہودہ بات اور گناہ جنت میں نہیں ہوگا لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا [سورۃ الواقعہ] ''نہیں سنیں گے اس میں کوئی بے ہودہ بات اور گناہ کی بات۔'' نہ وہاں کسی کی غیبت ہوگی اور نہ دل آزاری کی بات ہوگی ایک دوسرے کے خلاف کسی کے دل میں بُرا جذبہ نہیں ہوگا۔ سورۃ حجر آیت نمبر ۴۷، پارہ ۱۴ میں ہے وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ''اور ہم نکال لیں گے جو ان کے سینے میں ہوگا کھوٹ اس حال میں کہ وہ بھائی بھائی ہوں گے۔'' تختوں پر بیٹھے ہوئے آمنے سامنے وَقَالُوا اور کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وہ رب جس نے اپنا

وعدہ سچا کر دکھایا۔ رب تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ ایمان لاؤ گے عمل صالح کرو گے میرے پیغمبروں کی اطاعت کرو گے میرے احکامات کو تسلیم کرو گے تو میں تمہیں جنت میں داخل کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ پورا کر دیا ہے ہمیں جنت میں داخل کر دیا ہے وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ اور ہمیں اس سرزمین کا وارث بنایا ہے نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ہم ٹھکانا بناتے ہیں جنت میں جہاں ہم چاہیں۔ جنت میں جہاں کوئی چاہے گا جگہ بنائے گا کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ آج دنیا کے چھوٹے چھوٹے ملکوں میں بغیر پاسپورٹ اور ویزے کے کوئی نہیں جا سکتا جنت میں کسی پر کوئی پابندی نہیں ہوگی جہاں کوئی جانا چاہے گا جا سکے گا، نہ ویزے کی ضرورت نہ چوری ڈاکے کا کوئی خطرہ۔ جو چاہیں گے ان کو ملے گا لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَآءُوْنَ [ق:۳۵] ”جنتیوں کے لیے ہوگا جو وہ چاہیں گے۔“ ادھر ارادہ کیا ادھر وہ چیز مل گئی۔

بخاری شریف کی روایت میں آتا ہے کہ ایک جنتی کہے گا اے پروردگار! میں یہاں کھیتی باڑی کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے میرے بندے! تجھے بغیر محنت کے سارا کچھ نہیں مل رہا؟ وہ کہے گا اے پروردگار! سب کچھ مل رہا ہے مگر میری چاہت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ رب تعالیٰ اجازت دیں گے وہ کھڑے کھڑے جنت کی زمین میں دانے پھینکے گا اس کے سامنے فصل اُگے گی، پکے گی اور کٹ جائے گی۔ پھر اس کے سامنے بھریاں گڈیاں (گٹھے) بن جائے گیں امثال الجبال پہاڑوں کی مثل۔ ایک منٹ میں سب کچھ ہو جائے گا فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ پس کیا اچھا ہے اجر عمل کرنے والوں کا۔ جنت محنت کے ساتھ ملے گی ایمان اور عمل صالح کے ساتھ ملے گی۔ بندہ ازل سے نہ جنتی ہے نہ دوزخی۔

؎ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

فرمایا وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ اور اے مخاطب دیکھے گا تو فرشتوں کو حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ گھیرنے والے ہوں گے، احاطہ کیے ہوئے ہوں گے عرش کے اردگرد۔ جب عدالت لگے گی اور رب تعالیٰ لوگوں کا فیصلہ کریں گے تو عرش کے اردگرد فرشتے ہی فرشتے ہوں گے يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ تسبیح بیان کریں گے اپنے رب کی حمد کے ساتھ۔

فرشتوں کی تسبیح ہے سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ حدیث پاک میں آتا ہے جو آدمی یہ جملے اخلاص کے ساتھ پڑھتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے رزق کا دروازہ کھول دیں گے۔ مگر ہم بڑے جلد باز ہیں دو دفعہ پڑھنے کے بعد دیکھتے ہیں کہ دروازہ کھلا ہے کہ نہیں تجربہ کرو پڑھتے رہو ان شاء اللہ العزیز رزق کا دروازہ کھلے گا تُرْزَقُ الْبَهَائِمُ ''اسی کلمے کی برکت سے جانوروں کو رزق دیا جاتا ہے۔'' انسانوں اور جنات کی روزی فراخ ہوتی ہے وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ اور ان کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا حق کے ساتھ۔ انسانوں کے درمیان، جنوں کے درمیان۔ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے گا۔

آج دنیا بد دیانتی کے ساتھ بھری ہوئی ہے لیکن دیانت دار بھی ہیں۔ عدالتیں اپنی صوابدید کے مطابق فیصلہ کرتی ہیں مگر فیصلہ غلط ہوتا ہے۔ بے شمار واقعات ہیں کہ دیانت دار جج ہوتے ہیں دیانت داری کے ساتھ فیصلہ کرتے ہیں مگر غلطی لگ جاتی ہے۔ وہاں کوئی غلطی اور مغالطہ نہیں ہوگا حقیقت کے مطابق فیصلہ ہوگا وَقِيْلَ اور کہا جائے گا ہر

طرف سے صدائیں بلند ہوں گی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

****

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر

سورۃ المومن

(مکمل)

جلد............١٧

ایاتها ۸۵ ۴۰ سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ ۶۰ رکوعاتها ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۙ﴿۲﴾ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِي الطَّوْلِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۳﴾ مَا يُجَادِلُ فِيْۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ﴿۴﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۪ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۭ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۵﴾ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۘ﴿۶﴾

حٰمٓ ۞ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ اتاری ہوئی ہے کتاب مِنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الْعَزِيْزِ جو غالب ہے الْعَلِيْمِ جو جاننے والا ہے غَافِرِ الذَّنْبِ بخشنے والا ہے گناہ کو وَقَابِلِ التَّوْبِ اور توبہ قبول کرنے والا ہے شَدِيْدِ الْعِقَابِ سخت سزا والا ہے ذِي الطَّوْلِ انعام واحسان والا ہے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں کوئی الٰہ مگر وہی اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ اسی کی طرف لوٹنا

ہے مَا يُجَادِلُ نہیں جھگڑا کرتے فِيٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بارے میں اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مگر وہ لوگ جو کافر ہیں فَلَا يَغْرُرْكَ پس نہ دھوکے میں ڈالے آپ کو تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ان کا چلنا پھرنا شہروں میں كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ جھٹلایا ان سے پہلے قَوْمُ نُوْحٍ نوح کی قوم نے وَّ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ اور بہت سے گروہوں نے ان کے بعد وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍ اور ارادہ کیا ہر امت نے بِرَسُوْلِهِمْ اپنے رسول کے بارے میں لِيَاْخُذُوْهُ تاکہ اس کو گرفتار کرلیں وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ اور جھگڑا کیا انہوں نے باطل کے ہتھیار لے کر لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ تاکہ پھسلادیں اس باطل کے ذریعے حق کو فَاَخَذْتُهُمْ پس میں نے پکڑا ان کو فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ پس کس طرح تھی میری سزا وَكَذٰلِكَ اور اسی طرح حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ ثابت ہوا آپ کے رب کا فیصلہ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ان لوگوں پر جنہوں نے کفر کیا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ بے شک وہ دوزخ والے ہیں۔

مردِ مومن کی حق گوئی :

اس سورت کا نام مومن ہے۔ یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اس کے نو (۹) رکوع اور پچاسی (۸۵) آیتیں ہیں۔ اس سورت کا نام مومن اس لیے ہے کہ اس میں ایک مومن کا ذکر ہے جس نے فرعون کے سامنے حق بیان کیا تھا۔ اس کا نام خرقیل تھا اور یہ فرعون کا چچا زاد بھائی تھا اور اس کی کابینہ کا رکن تھا۔ یہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکا تھا مگر اپنے ایمان کا

اظہار نہیں کیا۔ایک موقع پر فرعون نے اپنی کابینہ کے سامنے اس بات کا اظہار کیا کہ ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی ''میں موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔'' مجھے بالکل نہ روکنا اس نے میرا کلیجہ جلا دیا ہے۔تو ظالم فرعون نے جب یہ فیصلہ سنایا تو یہ مردمومن بول پڑا کہ اب اگر میں خاموش رہتا ہوں تو کل قیامت والے دن جس کا قائم ہونا حق ہے رب تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا۔ جب اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھیں گے کہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا فیصلہ کیا تو تو نے کیا کیا جبکہ تو اس کی کابینہ کا رکن تھا؟ تو میں قیامت والے دن کیا جواب دوں گا؟ کیونکہ غلط بات کو سن کر خاموش رہنا بھی گناہ ہے۔اور اگر ایک ثقہ آدمی بھی اس کی تردید کر دے تو باقی سارے گناہ سے بچ گئے کہ فرض کفایہ ادا ہو گیا ہے۔

مثال کے طور پر تم میں سے کوئی غلط بات کرے اور میں اس کا رد کر دوں کہ تو نے غلط بات کی ہے تو تم سارے گناہ سے بچ گئے اور اگر کوئی بھی تردید نہ کرے تو سب گنہگار ہیں کیونکہ باطل کی تردید فرض کفایہ ہے۔ایک ذمہ دار آدمی بھی تردید کر دے تو باقی سب گناہ سے بچ گئے۔تو خرقیل رحمۃ اللہ علیہ نے سوچا کہ اگر میں خاموش رہتا ہوں تو آخرت جاتی ہے اور اگر بولتا ہوں تو فرعون ظالم ہے جس کا لقب ہی میخوں والا ہے۔ ذوالاوتاد ''میخوں والا''۔سولی پر لٹکا کر بدن میں میخیں ٹھونک دیتا تھا۔یہاں تک کہ اپنی باوفا بیوی آسیہ بنت مزاحم رحمۃ اللہ علیہا کو بھی معاف نہ کیا جس نے ساری زندگی اس کی خدمت کی۔جس وقت بگڑا تو اس کو دھوپ میں زمین پر لٹا کر بدن میں میخیں ٹھونک دیں اور بھاری بھر پتھر سینے پر رکھ دیا اور پہرہ بٹھا دیا کہ اس کو کوئی پانی بھی نہ پلائے۔ظالم نے اتنا بھی نہ سوچا کہ یہ میری بیوی ہے اس نے ساری زندگی میری خدمت کی ہے۔چلو اس مسئلے میں اختلاف ہو گیا ہے کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھ لیا ہے تو کیا ہو گیا کچھ تو ترس کھاتا۔مگر ظالم جابر

حکمران اپنے خلاف کوئی بات سننے کے لیے تیار نہیں ہوتے جیسے آج کل کے حکمران ہیں کہ اپنے خلاف ایک لفظ بھی نہیں سن سکتے اور قرآن کے خلاف، دین کے خلاف، حدیث کے خلاف جو مرضی ہوتا رہے اس کی ان کو کوئی پروا نہیں ہے۔

تو اس مردِ مومن نے حق بیان کیا جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ چونکہ اس سورہ میں مردِ مومن کا ذکر ہے اس وجہ سے سورت کا نام مومن ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حٰمٓ یہ حروفِ مقطعات میں سے ہے۔ مقطعہ کا معنٰی ہے الگ کیا ہوا۔ یعنی لفظ سے حرف کو جدا کیا گیا، الگ کیا گیا، مخفف بنایا گیا۔ آج بھی تمام زبانوں میں یہ لفظ مستعمل ہیں مثال کے طور پر ڈپٹی کمشنر سے ڈی۔ سی، اسسٹنٹ کمشنر سے اے۔ سی اور سپریڈنٹ پولیس کو ایس۔ پی کہتے ہیں۔ تو حروفِ مقطعات کا معنٰی ہے ایک لفظ سے حرف کو جدا کر دیں۔ تو ح حمید سے جدا کیا ہوا ہے اور م مجید سے جدا کیا ہوا ہے۔

صفاتِ باری تعالیٰ :

یہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتاری ہوئی ہے الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ جو غالب ہے سب کچھ جاننے والا ہے غَافِرِ الذَّنْبِ گناہ بخشنے والا ہے۔ حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بَنُوْا اٰدَمَ كُلُّكُمْ خَطَّاءُوْنَ ''اے بنی آدم تم سب کے سب خطا کار ہو سوائے پیغمبروں کے کوئی معصوم نہیں وَ خَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ اور بہترین گنہگار وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں۔'' آدمی کو ہر وقت یہ سمجھنا چاہیے کہ میں گناہ گار ہوں وَقَابِلِ التَّوْبِ اور توبہ قبول کرنے والا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک دن میں ستر (۷۰) دفعہ گناہ کرو ستر

مرتبہ توبہ کرو وہ قبول کرنے والا ہے او کما قال۔ اللہ تعالیٰ کے سوا دروازہ ہی اور کوئی نہیں ہے کہاں جائے گا؟ اور اس کی یہ بھی صفت ہے شَدِيْدِالْعِقَابِ سزا بھی سخت والا ہے کہ دنیا میں اور کیا آخرت میں۔ اگر وہ سزا دینے پر آئے تو اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ [سورۃ بروج] ''بے شک آپ کے رب کی پکڑ بہت سخت ہے۔'' جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

پچھلے سالوں میں جاپان میں صرف سترہ سیکنڈ کا زلزلہ آیا تھا اخبارات میں بات آئی تھی کہ زلزلے کے ساتھ اتنی تباہی ہوئی ہے کہ ریلوے لائن وغیرہ کو حکومت چار سال کوشش کرے پھر بھی اس سطح پر نہیں لا سکتی جس طرح پہلے تھی۔ جاپان جیسی حکومت جس نے پورے یورپ کو صنعت کے لحاظ سے اپنے شکنجے میں لیا ہوا ہے۔

تو رب تعالیٰ کی گرفت بہت سخت ہے ذِی الطَّوْلِ۔ طول کے دو معنی آتے ہیں۔ ایک معنی ہے قدرت ذِی الطَّوْلِ قدرت والا۔ رب تعالیٰ کی قدرت کو کون نہیں سمجھ سکتا اگر سمجھنا چاہے۔ اور طول کا دوسرا معنی ہے انعام واحسان۔ معنی ہوگا اللہ تعالیٰ انعام کرنے والا ہے احسان کرنے والا ہے۔ وہ جس پر چاہے انعام کر کے دین کی سمجھ دے دے جس کو چاہے دولت سے نواز دے جس کو چاہے اولاد دے دے جس کو چاہے حکومت دے دے۔ یہ انعامات اس کی قدرت کے قبضہ میں ہیں لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَ اس کے سوا کوئی معبود، مشکل کشا نہیں ہے وہی سجدے اور نذر و نیاز کے لائق ہے وہی فریاد رس اور دست گیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کام اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی نہیں کر سکتا۔ بندے وہی کام کر سکتے ہیں جو بندوں کے اختیار میں ہیں۔ مگر خدائی اختیارات کی ایک رتی بھی کسی کے پاس نہیں ہے۔ فرمایا یہ بھی نہ بھولنا اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ لوٹ کر

جانا رب کے پاس ہے۔

ے ٹھکانا گور ہے تیرا عبادت کچھ تو کر غافل
کہاوت ہے کہ خالی ہاتھ گھر جانا نہیں اچھا

جو آدمی کچھ عرصہ کے بعد گھر جائے تو وہ چاہتا ہے کہ کچھ نہ کچھ گھر لے کر جاؤں۔ کافی عرصے کے بعد جارہا ہوں خالی ہاتھ نہ جاؤں۔ دنیا کے گھر کے متعلق ہم بہت کچھ سوچتے ہیں دنیا کے پیچھے ہم جھلوں اور دیوانوں کی طرح پڑے ہوئے ہیں قبر اور آخرت کو ہم نے کچھ بھی نہیں سمجھا۔

اسلامی احکام کے خلاف ذہن سازی :

تو فرمایا لوٹ کر جانا اللہ تعالیٰ کے پاس ہے کچھ تیاری کر کے آنا مَا يُجَادِلُ فِيۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ نہیں جھگڑا کرتے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بارے میں اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مگر وہ لوگ جو کافر ہیں۔ رب تعالیٰ کی آیات کا انکار، رب تعالیٰ کے احکام کا انکار کرنے والے کافر ہیں۔ اس وقت امریکہ بہادر نے تمام مسلمان ملکوں میں ذہن بدلنے کی بڑی گہری سازش شروع کی ہوئی ہے۔ اسلامی احکام کے خلاف ذہن سازی کر رہا ہے۔ ہمارے پاکستان کے وزیر اعظم نے بھی یہ کہا ہے کہ یہ جو شرعی سزائیں ہیں ڈاکوؤں کو سولی پہ لٹکانا، چور کا ہاتھ کاٹنا، زانی شادی شدہ کو رجم اور غیر شادی شدہ کو کوڑے مارنا وحشیانہ جابرانہ اور ظالمانہ سزائیں ہیں وزیر خارجہ سردار آصف علی نے کہا ہے کہ سود حلال ہے جائز ہے۔ جبکہ قرآن پاک کہتا ہے حَرَّمَ الرِّبٰوا "سود حرام ہے۔" اور بنگلہ دیش میں امریکہ بہادر نے ایسی عورتیں تیار کی ہیں جو اسلامی احکام کے خلاف باتیں کر رہی ہیں۔

کل پرسوں کے اخبار میں تم نے پڑھا ہوگا۔ میں سرخیاں پڑھ لیتا ہوں نیچے تفصیل

نہیں پڑھ سکتا کہ نظر کمزور ہے۔ بنگال میں ایک عورت نے رونا پیٹنا شروع کیا ہے کہ عورت کو مرد کے برابر وراثت ملنی چاہیے۔ اور پاکستان میں یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ عورت کی گواہی مرد کے برابر ہونی چاہیے اور عورت کو طلاق دینے کا حق حاصل ہونا چاہیے۔ یہ حق دلا کر دیکھو ان میں تمھیں کتنی طلاقیں ملتی ہیں۔ امریکہ بہادر ان سے یہ کام کرانا چاہتا ہے۔ بھئی! قرآن پاک کا حکم ہے یُوْصِیْكُمُ اللّٰهُ فِیْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ [النساء:١١] ''اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے اولاد کے بارے میں مرد کے لیے دو عورتوں کے برابر حصہ ہے۔'' اب یہ کہنا کہ عورت کو مرد کے برابر حصہ ملے۔ یہ قرآن کا انکار نہیں ہے؟ بالکل صاف انکار ہے۔ یہ کوئی کسی امام کا مسئلہ نہیں ہے کسی مجتہد کا مسئلہ نہیں ہے براہِ راست رب تعالیٰ کے حکم کے ساتھ ٹکر ہے۔ پھر یہ ملحد کہتے کیا ہیں؟ کہتے ہیں دیکھو جی! لڑکا بھی اسی ماں باپ کا لڑکی بھی اسی ماں باپ کی، یہ کیا انصاف ہے کہ لڑکے کو دہرا اور لڑکی کو اکہرا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے علماء اسلام کو انہوں نے بات سمجھائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لڑکی کے لیے کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ خاوند سے اس کو حق مہر دلوایا ہے لڑکی کا سارا خرچہ، خوراک، لباس، علاج، رہائش خاوند کے ذمے ڈالا ہے۔ پھر والدین کی طرف سے بھی دلوایا ہے اس کو کیا کمی ہے۔ بات سمجھ آرہی ہے کہ نہیں؟ رب تعالیٰ جو حکم دیتے ہیں اس میں کسی کا نقصان نہیں ہوتا مگر ملحد اور زندیق خواہ مخواہ شوشے چھوڑتے ہیں۔

میرے پاس خبریں سننے کا تو ٹائم نہیں ہوتا اپنی گھڑی کا ٹائم درست کرنے کے لیے تین چار ماہ بعد خبریں لگاتا ہوں۔ میں نے ٹائم ملانے کے لیے ریڈیو آن کیا تو وزیر اعظم بے نظیر صاحبہ تقریر کر رہی تھیں۔ چند منٹ میں نے اس کی تقریر سنی۔ اس میں اس کے یہ

الفاظ تھے کہ ہم دہشت گردوں کو، فرقہ واریت والوں کو پھانسی پر لٹکا دیں گے۔ سوال یہ ہے کہ رب چور کا ہاتھ کٹوائے تو ظلم ہو، ڈاکو زانی کو سزا دے تو وحشیانہ، جابرانہ، ظالمانہ سزائیں ہوں اور تم دہشت گردوں کو، فرقہ واریت والوں کو پھانسی پر لٹکاؤ تو وحشیانہ اور ظالمانہ فعل نہ ہو؟ کیا یہ عجیب قسم کی منطق ہے کہ رب فیصلہ کرے تو ظالمانہ ہو اور تم فیصلہ کرو تو عادلانہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نہیں جھگڑا کرتے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بارے میں مگر وہ لوگ جو کافر ہیں اور یہ مسئلہ بھی یاد رکھنا! کہ جو لوگ رب تعالیٰ کے احکام کے منکر ہیں ان کو مسلمان نہ سمجھنا ان کو مسلمان سمجھنے سے تمہارا ایمان ضائع ہو جائے گا۔ کیونکہ کافر کو کافر نہ کہنا بھی کفر ہے۔ اور ویسے کسی کو کافر نہ کہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَا يَغْرُرْكَ پس اے مخاطب تجھے دھوکے میں نہ ڈالے تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ان کا چلنا پھرنا شہروں میں۔ ہوائی جہازوں میں، بجلی کا پٹروں میں اڑتے پھرتے ہیں، گاڑیوں میں گھومتے پھرتے ہیں۔ ان چیزوں سے دھوکہ نہ کھانا کافر کافر ہیں۔ (یہ چیزیں حاصل ہونے سے وہ خدا کے پسندیدہ نہیں ہو گئے۔) كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ جھٹلایا ان سے پہلے قوم نوح نے۔ نوح علیہ السلام کو جھٹلایا، توحید کو جھٹلایا وَّالْأَحْزَابُ یہ حزب کی جمع ہے بمعنی گروہ۔ اور بہت سے گروہوں نے جھٹلایا مِنْ بَعْدِهِمْ ان کے بعد۔ نوح علیہ السلام کے بعد ہود علیہ السلام کی قوم، صالح علیہ السلام کی قوم، شعیب علیہ السلام کی قوم، لوط علیہ السلام کی قوم اور بے شمار قومیں گزری ہیں جنہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ اور ارادہ کیا ہر امت نے اپنے رسول کے بارے میں لِيَأْخُذُوهُ تاکہ پکڑ لیں اس کو گرفتار کر لیں کہ وہ حق بیان نہ کرے۔

حضرت حنظلہ بن صفوان علیہ السلام پر کیے جانے والا ظلم :

بلکہ ایسے ظالم بھی تھے جنہوں نے اپنے پیغمبر حضرت حنظلہ بن صفوان علیہ السلام کو انتہائی گہرے کنویں میں زندہ پھینک دیا اور کئی دنوں کے بعد جا کر ان سے ٹھٹھا کیا کہ کیا حال ہے حنظلہ؟ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے کنویں میں بھی کہا يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلٰهٍ غَيْرُهٗ "اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے۔" کہنے لگے بڑا سخت جان ہے نہ مرتا ہے اور نہ اپنی رٹ کو چھوڑتا ہے۔ پھر انہوں نے سارا کنواں پتھروں اور مٹی کے ساتھ بھر دیا اور اوپر بھنگڑا ڈال رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگ آئی اس نے سب کو جلا کر راکھ کر دیا۔ فرمایا وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ اور جھگڑا کیا انہوں نے باطل کے ساتھ۔ باطل کے ہتھیار لے کر انہوں نے جھگڑا کیا لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ تاکہ پھسلا دیں وہ باطل کے ذریعے حق کو۔ مٹا دیں حق کو حالانکہ حق ہے وہ نہیں مٹتا۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں فَاَخَذْتُهُمْ پس میں نے ان کو پکڑا فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ۔ عقاب کے آخر میں "ی" تھی حذف کر دی گئی ہے کیف کان عقابی تھا۔ معنیٰ ہوگا پس کس طرح تھی میری سزا۔ نوح علیہ السلام کی قوم کا کیا حال ہوا، ہود علیہ السلام کی قوم کا کیا حال ہوا، صالح علیہ السلام کی قوم پر کیا بیتی؟ فرمایا جیسے میں نے ان کو پکڑا وَ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ اور اسی طرح لازم ہو چکا آپ کے رب کا فیصلہ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ان لوگوں پر جو کافر ہیں اور جو قیامت تک آئیں گے ان کے لیے یہ فیصلہ ہے اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ بے شک وہ سب کے سب دوزخ والے ہیں۔ دنیا کی سزا بھی ان کو ملے گی اور آخرت کی سزا بھی ان کو ملے گی وہ رب تعالیٰ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔

الَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ
حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ
تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۷﴾ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ
جَنّٰتِ عَدْنِ ِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ
اَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۸﴾ وَقِهِمُ
السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ
هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ
اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰﴾
قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا
فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۱۱﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ
كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ﴿۱۲﴾

اَلَّذِيْنَ وہ فرشتے يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ جو اٹھا رہے ہیں عرش کو وَ
مَنْ حَوْلَهٗ اور جو عرش کے اردگرد ہیں يُسَبِّحُوْنَ وہ تسبیح بیان کرتے ہیں
بِحَمْدِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی تعریف کے ساتھ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ اور ایمان
رکھتے ہیں اس پر وَيَسْتَغْفِرُوْنَ اور بخشش طلب کرتے ہیں لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
ان لوگوں کے لیے جو مومن ہیں رَبَّنَا اے ہمارے رب وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ
وسیع ہیں آپ ہر چیز پر رَّحْمَةً رحمت کے لحاظ سے وَّعِلْمًا اور علم کے

لحاظ سے فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا پس بخش دیں آپ ان لوگوں کو جنہوں نے توبہ کی وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ اور چلے آپ کے راستے پر وَقِهِمْ اور بچا ان کو عَذَابَ الْجَحِيْمِ آگ کے عذاب سے رَبَّنَا اے ہمارے رب وَاَدْخِلْهُمْ اور داخل کر ان کو جَنّٰتِ عَدْنِ رہنے کے باغوں میں الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وہ جن کا وعدہ کیا آپ نے ان سے وَمَنْ صَلَحَ اور ان کو بھی جو نیک ہوں مِنْ اٰبَآئِهِمْ ان کے آباؤ اجداد میں سے وَاَزْوَاجِهِمْ اور ان کی بیویوں میں سے وَذُرِّيّٰتِهِمْ اور ان کی اولادوں میں سے اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ بے شک آپ ہی غالب حکمت والے ہیں وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ اور بچا ان کو برائیوں سے وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ اور جس کو آپ بچائیں گے برائیوں سے يَوْمَئِذٍ اس دن فَقَدْ رَحِمْتَهٗ پس تحقیق آپ نے اس پر رحمت کی وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ اور یہی ہے کامیابی بڑی اِنَّ الَّذِيْنَ بے شک وہ لوگ كَفَرُوْا جنہوں نے کفر کیا يُنَادَوْنَ پکارے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا) لَمَقْتُ اللّٰهِ البتہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اَكْبَرُ بہت بڑی ہے مِنْ مَّقْتِكُمْ تمہاری ناراضگی سے اَنْفُسَكُمْ اپنی جانوں پر اِذْ تُدْعَوْنَ جب تمہیں بلایا جاتا تھا اِلَى الْاِيْمَانِ ایمان کی طرف فَتَكْفُرُوْنَ پس تم کفر کرتے تھے قَالُوْا کہیں گے رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اے ہمارے رب آپ نے موت دی ہم کو اثْنَتَيْنِ دو دفعہ وَاَحْيَيْتَنَا

اور آپ نے ہمیں زندہ کیا اثْنَتَيْنِ دودفعہ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا پس ہم اقرار کرتے ہیں اپنے گناہوں کا فَهَلْ إِلَى خُرُوجٍ مِّن سَبِيلٍ پس کوئی نکلنے کا رستہ ہے ذَٰلِكُم یہ بِأَنَّهُ اس لیے کہ بے شک شان یہ ہے إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ جس وقت پکارا جاتا تھا اللہ تعالیٰ کی طرف جو اکیلا ہے كَفَرْتُمْ تم انکار کرتے تھے وَإِن يُشْرَكْ بِهِ اور اگر اس کے ساتھ شرک کیا جاتا تُؤْمِنُوا تم تصدیق کرتے فَالْحُكْمُ لِلَّهِ پس حکم اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ جو بلند اور بڑا ہے۔

ملائکۃ اللہ کا ذکر :

فرشتے اللہ تعالیٰ کی نورانی مخلوق ہیں۔ مسلم شریف میں روایت ہے خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ ''فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔'' مگر اس نور سے نہیں جو رب تعالیٰ کی صفت ہے۔ اس سے کوئی چیز نہیں نکلی۔ فرشتے اس نور سے پیدا کیے گئے ہیں جو مخلوق ہے۔ جیسے مٹی اور آگ مخلوق ہے۔ ان گنت اور بے شمار فرشتے ہیں۔ احادیث میں آتا ہے کہ سات آسمان اور عرش کسی میں چار انگشت بھی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ موجود نہ ہو اور کعبے کے عین برابر میں ساتویں آسمان پر ایک مقام ہے جس کا نام بیت المعمور ہے اس کا ذکر ستائیسویں پارے میں ہے وَالْبَيْتِ الْمَعْمُورِ [سورۃ طور] یہ فرشتوں کا مطاف ہے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا ہے اس وقت سے روزانہ ستر ہزار فرشتے بلا ناغہ اس کا طواف کرتے ہیں اور جو ایک دفعہ طواف کر لیتے ہیں ان کا دوبارہ نمبر نہیں آتا۔ پھر ہر آدمی کے ساتھ چوبیس فرشتے ہیں چار فرشتوں کو کراماً کاتبین

کہتے ہیں۔ دو دن کے اور دو رات کے۔ رات والے فرشتے صبح کی نماز کے وقت چلے جاتے ہیں اور دن والے آ جاتے ہیں اور دن والے عصر کے وقت چلے جاتے ہیں اور رات والے آ جاتے ہیں۔ ان فرشتوں کا کام ہے نیکی بدی لکھنا اور دس فرشتے صبح کے وقت آتے ہیں شام تک انسان کے بدن کی حفاظت کرتے ہیں اور دس شام کو آتے ہیں جو صبح تک انسان کے بدن کی حفاظت کرتے ہیں۔ پھر جس طرح انسان کے ساتھ ہیں اسی طرح جنات کے ساتھ بھی ہیں۔ اس سے تم فرشتوں کی تعداد کا اندازہ لگاؤ۔

حاملین عرش کی دعا :

ان فرشتوں میں سے ایک گروہ اَلَّذِیۡنَ یَحۡمِلُوۡنَ الۡعَرۡشَ وہ ہیں جو اٹھا رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے عرش کو۔ ان کی تعداد کا علم نہیں کہ کتنے ہیں؟ ارب ہیں کھرب ہیں اللہ تعالیٰ کے عرش کو اٹھانے والے فرشتے وَمَنۡ حَوۡلَهٗ اور جو عرش کے اردگرد ہیں یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ اپنے رب کی حمد اور تسبیح بیان کرتے ہیں سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ پڑھتے ہیں۔ دن رات ان کا یہی ورد ہے اور یہ ایسا مبارک کلمہ ہے کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اس کلمے کی برکت سے اللہ تعالیٰ رزق کا دروازہ کشادہ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ فرشتے اور کیا کرتے ہیں؟ وَیُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان رکھتے ہیں۔ فرشتوں میں کوئی کافر نہیں ہے۔ وہ سب کے سب مومن اور معصوم ہیں۔ عرش کو اٹھانے والے اور عرش کے اردگرد والے فرشتے یہ کام بھی کرتے ہیں وَیَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اور وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے ہیں ایمان والوں کے لیے۔ مومن کا کتنا بلند مقام ہے کہ حاملین عرش اور اس کے اردگرد والے فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ رَبَّنَا وَسِعۡتَ کُلَّ شَیۡءٍ رَّحۡمَةً اے ہمارے رب آپ وسیع ہیں

ہر شے کو رحمت کے لحاظ سے وَعِلْمًا اور علم کے لحاظ سے فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا
پس بخش دیں آپ ان لوگوں کو جنھوں نے توبہ کی کفر و شرک سے، گناہوں سے، برائیوں
سے وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ اور چلے آپ کے راستے پر۔ تو جو لوگ صرف توبہ توبہ کرتے ہیں
ان کے لیے فرشتے استغفار نہیں کرتے۔ استغفار ان کے لیے کرتے ہیں جو مومن ہیں اور
گناہوں سے توبہ کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے راستوں پر چلتے
ہوں وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ اور بچا ان کو آگ کے عذاب سے۔ جحیم کا معنیٰ
ہے شعلہ مارنے والی آگ۔ شعلہ مارنے والی آگ سے بچا۔ اور جحیم دوزخ کے
ایک طبقے کا نام بھی ہے۔ رَبَّنَا یہ لفظ قرآن پاک میں جہاں بھی آتا ہے اس کے شروع
میں یا مقدر ہوتا ہے اصل میں ہے يَا رَبَّنَا اے ہمارے رب وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ
اور داخل کر ان کو رہنے کے باغوں میں، ہمیشگی کے باغوں میں۔ نہ جن کے درخت خشک
ہوں نہ پتے جھڑیں نہ پھل ختم ہوں الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ جن کا آپ نے ان سے وعدہ کیا
ہے وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ اور ان کو بھی جو نیک ہیں ان کے آباؤ اجداد میں سے
جنت میں داخل کر وَاَزْوَاجِهِمْ اور ان کی بیویوں میں سے جو نیک ہیں ان کو بھی
جنت میں داخل کر وَذُرِّيّٰتِهِمْ اور ان کی اولاد میں سے ان کو بھی جنت میں داخل کر
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ بے شک آپ غالب حکمت والے ہیں۔ حاملین عرش کس
عقیدت کے ساتھ ہر وقت مومنوں کے لیے دعا کرتے ہیں۔ فرشتے اور کیا کہتے ہیں؟
کہتے ہیں وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ اور بچا ان مومنوں کو برائیوں سے، پریشانیوں سے،
تکالیف سے ان کو بچا وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ اور اے پروردگار! جس کو آپ نے بچا لیا
برائیوں سے، پریشانیوں سے يَوْمَئِذٍ اس دن۔ قیامت کے دن فَقَدْ رَحِمْتَهٗ

پس تحقیق آپ نے اس کو رحمت سے نوازا ہے۔ دنیا کی پریشانیاں بھی پریشانیاں مگر آخرت کی پریشانی کے مقابلے میں بالکل ہیچ ہیں۔ فرمایا کیا پوچھتے ہو وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ اور یہی ہے کامیابی بڑی۔ دوزخ سے بچ گیا جنت میں داخل ہو گیا اور اس کو کیا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہر مومن مرد عورت کو نصیب فرمائے۔ مومنوں کے مقابلہ میں اب کافرو کا حال بھی سنو۔

کافرین کا حال :

فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بے شک وہ لوگ جنھوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا يُنَادَوْنَ وہ پکارے جائیں گے قیامت والے دن لَمَقْتُ اللّٰهِ البتہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ بہت بڑی ہے تمہاری ناراضگی سے۔ اپنی جانوں پر۔ وہ اپنی جانوں پر ناراضگی کیا ہوگی؟ انیسویں پارے کے پہلے رکوع میں ہے وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ ”اور جس دن کاٹیں گے ظالم اپنے ہاتھوں کو۔“ افسوس کی وجہ سے۔ جب آدمی کو غصہ آئے اور کچھ کر نہ سکے تو پھر اپنے ہاتھ کاٹتا ہے۔ اس سے زیادہ ناراضگی رب کی تمہارے اوپر ہے۔ رب کی ناراضگی کیوں ہے؟ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ جب تم کو ایمان کی دعوت دی جاتی تھی تو تم انکار کرتے تھے، نیکی کی تمہیں دعوت دی جاتی تھی تو تم سنتے نہیں تھے۔ نماز کے لیے بلایا جاتا تھا تم پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اس لیے آج اللہ تعالیٰ تم پر سخت ناراض ہے۔ اس ناراضگی سے جو تمہیں اپنی جانوں پر ہے۔ اب ہاتھوں کے کاٹنے کا کیا فائدہ؟ جب وقت تھا اس وقت تم نے پرواہی نہیں کی۔

ے اب پچھتائے کیا ہوت

جب چڑیاں چگ گئی کھیت

واویلا کریں گے اور کہیں گے ہمیں ایک دفعہ دنیا کی طرف لوٹا۔ ہم اچھے عمل کریں گے پھر اس دنیا کی طرف کون آئے گا اور کون چھوڑے گا قَالُوْا کہیں گے رَبَّنَآ اے ہمارے رب اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ آپ نے موت دی ہم کو دو دفعہ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ اور آپ نے ہمیں زندہ کیا دو دفعہ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا پس ہم اعتراف کرتے ہیں اپنے گناہوں کا کہ ہم واقعی گنہگار اور مجرم ہیں۔ دو زندگیاں کون سی ہیں؟ اس کی تصریح خود قرآن پاک میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا "تم کیسے انکار کرتے ہو رب کے احکام کا حالانکہ تم بے جان تھے۔" بچے کی شکل ماں کے پیٹ میں بن جانے کے بعد جب تک اس میں روح نہیں ڈالی جاتی وہ بے جان ہوتا ہے فَاَحْيَاكُمْ پس رب نے تم کو زندہ کیا کہ تمہارے جسم میں روح پھونک دی تو روح پھونکنے سے پہلے ایک موت ہے۔ روح پڑنے کے بعد ایک زندگی ہوگئی ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ پھر تمہیں مارتا ہے دنیا میں ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ پھر تمہیں زندہ کرتا ہے قبروں میں ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ [البقرہ: ۲۸] پھر تم اسی رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔" اس آیت کریمہ میں كُنْتُمْ اَمْوَاتًا میں پہلی موت ہے اور ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ میں دوسری موت ہے۔ فَاَحْيَاكُمْ میں پہلی حیات ہے ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ میں دوسری حیات ہے۔ تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار تو نے ہمیں دو دفعہ موت دی اور دو دفعہ زندہ کیا۔ پس ہم اقرار کرتے ہیں اپنے گناہوں کا مگر اے پروردگار فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ پس اس دوزخ سے نکلنے کا کوئی راستہ ہے۔ پھر یہ کافر انجام دیکھ کر فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا

''پس عنقریب وہ پکارے گا ہلاکت کو وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا [سورۃ الانشقاق] ''اور وہ داخل ہوگا دوزخ میں۔'' پھر دوزخ میں تنگ آکر کہیں گے وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ [زخرف:۷۷] ''اور پکاریں گے دوزخ والے اور کہیں گے اے مالک علیہ السلام (یہ دوزخ کا انچارج فرشتہ ہے) چاہیے کہ فیصلہ کر دے ہم پر تمہارا پروردگار۔'' ہمارے اوپر موت آجائے۔ ہزار سال تک کوئی جواب نہیں ملے گا۔ ہزار سال کے بعد جواب آئے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ [المومنون:۱۰۸] ''ذلیل ہو کر دوزخ میں پڑے رہو میرے ساتھ بات بھی نہ کرو۔'' میں نے تمہاری طرف پیغمبر بھیجے، کتابیں نازل کیں، صحیفے بھیجے، عقل دی تم نے پروا نہیں کی۔ اِخْسَأْ اصل میں خَسَأَ سے ہے۔ جس کا معنی کتے کو دھتکارنے کو کہتے ہیں پنجابی میں کہتے ہیں دُھر دُھر۔ تو اس کے مطابق معنی بنے گا ''اے کتو! دُھر دُھر دوزخ میں جلتے رہو میرے ساتھ بات نہ کرو۔'' ذٰلِكُمْ یہ دوزخ میں تم کیوں جلو گے بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ بے شک شان یہ ہے کہ جس وقت پکارا جاتا تھا اللہ تعالیٰ کی طرف جو اکیلا ہے۔ جب کہا جاتا تھا لا الٰہ الا اللہ كَفَرْتُمْ تو تم کفر کرتے تھے۔ سورہ صفت آیت نمبر ۳۵ پارہ ۲۳ میں ہے اِنَّهُمْ كَانُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ''بے شک یہ لوگ کہ جب ان کے سامنے کہا جاتا تھا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا، مشکل کشا نہیں ہے، کوئی فریادرس نہیں ہے تو تکبر کرتے تھے اچھلتے کودتے تھے کہتے تھے اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا [سورۃ ص] ''کیا اس نے بنا دیا ہے تمام معبودوں کو ایک ہی معبود۔'' سارے مشکل کشاؤں کا انکار کر کے کہتا ہے کہ ایک ہی مشکل کشا ہے۔ آج تم غیر اللہ کی پکار کو کانوں سے سنتے ہو، نا۔ یہ مسجدوں سے آوازیں آتی ہیں:

؎ امداد کن امداد کن از بند غم آزاد کن
در دین ودنیا شاد کن یا غوث اعظم دستگیر

یہ سب کچھ مسجدوں میں سپیکروں پر آج ہورہا ہے۔تو فرمایا جب اللہ وحدہ لاشریک کی طرف پکارا جاتا تھا تو تم انکار کرتے تھے وَاِنۡ یُّشۡرَكۡ بِهٖ اور اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا جاتا اوروں کو خدا کا شریک ٹھہرایا جاتا تُؤۡمِنُوۡا تو تم یقین کر لیتے اور خوش ہوتے ،دھمالیں ڈالتے ، پگڑیاں اور ٹوپیاں اچھلتی ۔ اکیلے رب کے ساتھ تمہیں عداوت ہے اور دوسروں کے ساتھ انس فَالۡحُكۡمُ لِلّٰهِ پس حکم اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے الۡعَلِیِّ الۡكَبِيۡرِ جو بلند اور بڑی ذات ہے۔اب تم دوزخ میں جلتے رہو نکلنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

****

هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ؕ وَ مَا یَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ ﴿۱۳﴾ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾ یَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ۬ لَا یَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَیْءٌ ؕ لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلْیَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾ وَ اَنْذِرْهُمْ یَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِیْنَ ؕ۬ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّ لَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ ﴿۱۸﴾ یَعْلَمُ خَآىِٕنَةَ الْاَعْیُنِ وَ مَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾ وَ اللّٰهُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ ؕ وَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَقْضُوْنَ بِشَیْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿۲۰﴾ ع ۲ ۷

هُوَالَّذِیْ اللہ تعالیٰ وہی ہے یُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ جو دکھاتا ہے تمہیں نشانیاں وَیُنَزِّلُ لَكُمْ اور اتارتا ہے تمہارے لیے مِّنَ السَّمَآءِ آسمان کی طرف سے رِزْقًا رزق وَمَا یَتَذَكَّرُ اور نہیں نصیحت حاصل کرتے اِلَّا مَنْ مگر وہ یُّنِیْبُ جو رجوع کرتے ہیں فَادْعُوا اللّٰهَ پس پکارو تم اللہ تعالیٰ کو مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ خالص کرتے ہوئے اسی کے لیے دین وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ اور اگرچہ ناپسند کرتے ہیں اس کو کافر رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ وہ

بلند کرنے والا ہے درجوں کو ذُوالْعَرْشِ عرش والا ہے یُلْقِی الرُّوحَ
اتارتا ہے وحی مِنْ اَمْرِہٖ اپنے حکم سے عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ جس پر چاہے
مِنْ عِبَادِہٖ اپنے بندوں میں سے لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ تاکہ وہ ڈرائے
ملاقات کے دن سے یَوْمَ ھُمْ بٰرِزُوْنَ جس دن وہ ظاہر ہوں گے لَا
یَخْفٰی عَلَی اللّٰہِ نہیں مخفی ہوگی اللہ تعالیٰ پر مِنْھُمْ شَیْءٌ ان میں سے کوئی
چیز لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ کس کے لیے ہے بادشاہی آج کے دن لِلّٰہِ الْوَاحِدِ
الْقَهَّارِ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو اکیلا ہے سب پر غالب ہے اَلْیَوْمَ
تُجْزٰی اس دن بدلہ دیا جائے گا کُلُّ نَفْسٍ ہر نفس کو بِمَا کَسَبَتْ جو
اس نے کمایا لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ نہیں ہوگا ظلم آج کے دن اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ
الْحِسَابِ بے شک اللہ تعالیٰ جلدی حساب لینے والا ہے وَاَنْذِرْھُمْ اور
آپ ڈرائیں ان کو یَوْمَ الْاٰزِفَةِ قریب آنے والی گھڑی کے دن سے اِذِ
الْقُلُوْبُ جس وقت دل لَدَی الْحَنَاجِرِ ہنسلی کی ہڈی تک پہنچ جائیں گے
کٰظِمِیْنَ دم گھٹنے والے ہوں گے مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ نہیں ہوگا
ظالموں کے لیے کوئی دوست وَّلَا شَفِیْعٍ اور نہ کوئی سفارشی یُّطَاعُ جس
کی بات مانی جائے یَعْلَمُ وہ جانتا ہے خَآئِنَةَ الْاَعْیُنِ آنکھوں کی
خیانت کو وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ اور اس چیز کو جس کو سینے چھپاتے ہیں وَ
اللّٰہُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ اور اللہ تعالیٰ ہی فیصلہ کرتا ہے حق کا وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ

دُوْنِہٖ اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے لَا یَقْضُوْنَ بِشَیْءٍ وہ نہیں فیصلہ کر سکتے کسی چیز کا اِنَّ اللّٰہَ بے شک اللہ ہی ھُوَ السَّمِیْعُ وہی سننے والا ہے الْبَصِیْرُ دیکھنے والا ہے۔

اس سے پہلے اس بات کا ذکر تھا کہ کافروں کو پکارا جائے گا اور کہا جائے گا لَمَقْتُ اللّٰہِ اَکْبَرُ مِنْ مَّقْتِکُمْ اَنْفُسَکُمْ "اللہ تعالیٰ کی ناراضگی زیادہ بڑی ہے تمہاری اپنی جانوں پر ناراضگی سے۔" جب تمہیں دعوت دی جاتی تھی ایمان کی تو تم انکار کرتے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے دلائل بالکل واضح ہیں۔

توحید کے دلائل :

اسی سلسلے میں ارشاد ہے ھُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمْ اٰیٰتِہٖ اللہ تعالیٰ وہی ہے جو دکھاتا ہے تمہیں اپنی قدرت کی نشانیاں۔ زمین دیکھو، آسمان دیکھو، چاند، سورج، ستارے دیکھو، پہاڑ اور میدان دیکھو، انسان دیکھو، مردوں کی شکلیں اور ہیں عورتوں کی شکلیں اور ہیں۔ پھر کوئی موٹا ہے، کوئی پتلا ہے، کوئی صحت مند اور کوئی بیمار ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہر جگہ موجود ہیں وَیُنَزِّلُ لَکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا اور اتارتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آسمان کی طرف سے رزق۔ ایک تو اس طرح کہ حکم اوپر سے آتا ہے کہ فلاں کو اتنا رزق ملے، فلاں کو اتنا رزق ملے اور جس کو جتنے رزق کا حکم ہوتا ہے اس کو اتنا ہی ملتا ہے۔ پھر رزق کا جو سبب ہے بارش، وہ بھی آسمان کی طرف سے نازل ہوتی ہے اس کے ذریعے فصلیں اُگتی ہیں، اناج پیدا ہوتا ہے، باغات پیدا ہوتے ہیں، سبزیاں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ تمام تمہارے لیے رزق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے دلائل بالکل واضح ہیں وَ مَا یَتَذَکَّرُ اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ اور نصیحت حاصل نہیں کرتے مگر وہ جو رجوع کرتے ہیں اللہ

تعالیٰ کی طرف۔ جو رجوع کرتے ہیں انہی کو ان چیزوں سے عبرت حاصل ہوتی ہے۔ اندھے بہروں کو کیا سمجھ آتی ہے؟ فَادْعُوا اللّٰهَ پس پکارو تم اللہ تعالیٰ کو اے ایمان والو! یہ تمہارا فریضہ ہے مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ خالص کرتے ہوئے اسی کے لیے دین کو وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ اور اگرچہ ناپسند کرتے ہیں اس کو کفر کرنے والے کہ اکیلے خدا کو پکارا جائے یہ ان کے لیے بڑی کراہت کی بات ہے۔ اس سے پہلی آیت میں ہے اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ جس وقت اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی طرف دعوت دی جاتی ہے تو تم انکار کرتے ہو اور اگر اس کے ساتھ شرک کیا جائے تو تم یقین کر لیتے ہو۔ مشرک کے لیے اکیلی رب تعالیٰ کی ذات پر اعتماد کرنا اور اسی ایک کو پکارنا بڑی مشکل بات ہے۔ اس کا دل نہیں ٹھہرتا جب تک دوسرے سہارے نہ تلاش کرے۔

لیکن اے مومنوں تمہارا فرض ہے کہ پکارو اللہ تعالیٰ کو خالص کرتے ہوئے اسی کے لیے دین کو اگرچہ کافر اس کو پسند نہیں کرتے رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ رفیع کا مادہ لازمی بھی آتا ہے اور متعدی بھی آتا ہے۔ لازمی کا معنٰی کریں تو معنٰی ہوگا رب بلند درجوں والا ہے۔ رب تعالیٰ کے درجوں کو کون سمجھ سکتا ہے۔ اور متعدی کا ترجمہ ہو تو معنٰی ہوگا وہ بلند کرنے والا ہے درجوں کو۔ کسی کا کوئی درجہ کسی کا کوئی درجہ کسی کی کوئی شان کسی کی کوئی شان۔ یہ شانیں فضیلتیں اور درجے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں۔ ذُو الْعَرْشِ وہ عرش والا ہے۔ سات آسمانوں کے اوپر کرسی ہے اور کرسی کے اوپر عرش ہے عرش نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے جسم کے لحاظ سے عرش سے بڑی شے کوئی نہیں ہے اور درجے کے لحاظ سے سب سے بڑی مخلوق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ عرش اور کرسی کی نسبت ایسے ہی ہے جیسے ایک بڑے

میدان میں ایک رِنگ پڑا ہو۔ ایک ٹائر پھینک دو۔ ٹائر کی میدان کے ساتھ کیا نسبت ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ ایسے ہی کرسی کی عرش کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہے۔ پھر عرش کے اوپر رب تعالیٰ کی ذات قائم ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى [طٰہٰ:۵] ''وہ رحمٰن عرش پر قائم ہے۔'' مگر جو اس کی شان کے لائق ہے ہم کسی شے کے ساتھ تشبیہ نہیں دے سکتے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی عقیدہ رکھنا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ ہے وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ [حدید:۴] ''اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں بھی تم ہو۔'' وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔ اس کی معیت کو بھی ہم نہیں سمجھ سکتے بس جو اس کی شان کے لائق ہے وہ ہر ایک کے ساتھ ہے۔ عرش پر بھی قائم ہے اور ہر ایک کے ساتھ بھی ہے۔

يُلْقِى الرُّوْحَ یہاں روح سے مراد وحی ہے۔ جس طرح جان دار چیزوں کی حیات روح کے ساتھ ہے اسی طرح قوموں کی روحانی زندگی صرف وحی کے ساتھ ہے وحی الٰہی کے بغیر قومیں بالکل مردہ ہیں۔ تو معنیٰ ہوگا ڈالتا ہے، اتارتا ہے وحی کو مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ اپنے حکم سے جس پر چاہے مِنْ عِبَادِهٖ اپنے بندوں میں سے۔ اور وہ بندے پیغمبر ہیں دوسروں پر وحی نہیں اترتی۔

حکمتِ وحی :

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک وحی نازل ہوتی رہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کے بعد قیامت تک کوئی وحی نازل نہیں ہوگی جس میں نبوت ورسالت کا ذکر ہو۔ رب تعالیٰ وحی کیوں اتارتا ہے؟ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ایک لفظ ہے طلاق ''ط'' کے ساتھ۔ اس کا معنیٰ ہے جدائی۔ کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ اور ایک ہے تا کے ساتھ اس کا معنیٰ ہے ملاقات۔ تو معنیٰ ہوگا تا کہ وہ ڈرائے ملاقات کے

دن سے۔ جس دن بندوں کی رب تعالیٰ کے ساتھ ملاقات ہوگی قیامت والے دن اور اللہ تعالیٰ ہر ایک سے فرداً فرداً سوال کریں گے اے بندے میں نے تجھے عقل دی تھی، سمجھ دی تھی تو نے اس کو کہاں خرچ کیا؟ مال دیا تھا اس کو کہاں خرچ کیا، جوانی اور صحت دی تھی اس کو کہاں لگایا؟ وہ کون سا دن ہوگا؟ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ جس دن وہ ظاہر ہوں گے۔ آج تو ایسے لوگ بھی ہیں جو کونوں میں چھپے ہوئے ہیں تہہ خانوں میں چھپے ہوئے ہیں وہاں ساری مخلوق کھلے میدان میں ظاہر ہوگی وہاں کوئی ایک بھی غیر حاضر نہیں ہوگا لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ نہیں مخفی ہوگی اللہ تعالیٰ پر ان میں سے کوئی چیز۔ تمام انسان ،تمام جنات، تمام حیوان سامنے ہوں گے عجیب منظر ہوگا۔ آج معمولی سا اجتماع ہو تو ایک آدمی دوسرے کو نہیں ملتا جہاں ساری کائنات اکٹھی ہوگی اور ان کی کوئی شے خدا پر مخفی نہیں ہوگی۔ نفسی نفسی کا عالم ہوگا ہر ایک کو اپنی فکر ہوگی کہ خدا جانے میرے ساتھ کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں اور نیک بندوں پر کوئی گھبراہٹ نہیں ہوگی لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ [الانبیاء: ۱۰۲] ''نہیں غم میں ڈالے گی ان کو بڑی گھبراہٹ اور ملیں گے ان سے فرشتے۔'' ان کو سلام کریں گے اور کہیں گے کہ خوش رہو یہاں تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اور جن کو پرچے بائیں ہاتھ میں ملیں گے ان کے ہوش و حواس اڑے ہوئے ہوں گے اور کہیں گے کاش کہ ہم پیدا ہی نہ ہوتے مگر اس وقت افسوس کا کیا معنیٰ؟

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ کس کے لیے ہے بادشاہی آج کے دن۔ اقتدار کس کا ہے، سلطنت کس کی ہے؟ آج تو اقتدار کی خاطر لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ مرد بھی میدان میں کود پڑے ہیں عورتوں نے بھی لنگوٹ کس لیے

ہیں ۔ایک کہتا ہے میرا اقتدار دوسرا کہتا ہے میرا اقتدار تیسرا کہتا ہے میرا اقتدار۔آج میری تیری لگی ہوئی ہے۔اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے مخلوق! بتلاؤ آج ملک کس کا ہے؟ یہ آواز سارے میدان محشر میں سنائی دے گی۔قریب والے بھی سنیں گے اور بعید والے بھی سنیں گے اور برابر سنیں گے۔سب کہیں گے لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو اکیلا ہے سب پر غالب ہے۔اس دن کوئی میری تیری نہیں ہوگی ۔وہ دن ہوگا اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ اس دن بدلہ دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے کمایا۔

بندے کو جو اعمال نامہ ملے گا اس میں چھوٹی بڑی نیکی درج ہوگی ذرہ برابر بھی نیکی ہوگی تو سامنے آئے گی اور اپنے اعمال نامہ کو ہر آدمی خود پڑھے گا چاہے پڑھا لکھا ہوگا یا ان پڑھ ہوگا اور پڑھتے ہوئے کہے گا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا [الکہف:۴۹] ”کیا ہے اس کتاب کو نہیں چھوڑتی کسی چھوٹی چیز کو نہ بڑی چیز کو مگر اس نے سنبھال رکھا ہے۔“ ہاتھوں اور آنکھوں کے اشارے تک درج ہوں گے۔ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ نہیں ہوگا ظلم آج کے دن۔اس دن کسی پر رتی برابر بھی ظلم نہیں ہوگا۔آج دنیا میں حق و باطل میں فرق نہیں کرتے اور ہو بھی جائے تو زیادتی ہو جاتی ہے۔ وہاں انصاف ہوگا۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر قرناء سینگ والی بکری نے مَلجاء موٹی بکری بغیر سینگ والی بکری کو سینگ مارا تھا تو يُؤْخَذُ لِلْمَلْجَاءَ مِنَ الْقَرْنَاءِ میدان محشر میں اس بکری کو سینگ دیئے جائیں گے اور وہ سینگ والی بکری سے بدلہ لے گی ۔ یہ روایت مسلم کی ہے ۔حیوانات مکلّف نہیں ہوتے انسان اور جنات مکلّف ہوتے ہیں پھر

حیوانات میں بدلے کا سلسلہ کیوں ہوگا؟ یہ صرف انسانوں اور جنوں کو بتلانے کے لیے کہ غیر مکلف میں انصاف ہو رہا ہے تم کس طرح بچ سکتے ہو؟

تو فرمایا اس دن کوئی ظلم نہیں ہوگا اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ بے شک اللہ تعالیٰ جلدی حساب لینے والا ہے۔ آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے حساب شروع ہو جائے گا وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ۔ آزفہ کا معنٰی ہے قریب آنے والی گھڑی۔ اور آپ ڈرائیں ان کو قریب آنے والی گھڑی کے دن سے اور وہ قیامت کا دن ہے۔ قیامت کا نام قیامت بھی ہے الحاقہ بھی، الواقعہ بھی، القارعہ بھی، الساعہ بھی ہے۔ جو مر گیا اس کی قیامت قائم ہو گئی۔ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ جس وقت دل ہنسلی کی ہڈی تک پہنچ جائیں گے۔ حَنَاجِرْ حَنْجِرَةٌ کی جمع ہے ہنسلی کی ہڈی كٰظِمِيْنَ دم گھٹنے والے ہوں گے۔ اتنے غمگین ہوں گے کہ سانس لینا مشکل ہوگا مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ نہیں ہوگا ظالموں کے لیے کوئی دوست۔ آج دنیا میں تو ظالموں کے بڑے ساتھی ہیں وہاں ظالموں کا کوئی مخلص ساتھی نہیں ہوگا وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ اور نہ ایسا سفارشی ہوگا کہ جس کی سفارش مانی جائے۔ حق حق اور باطل باطل ہو جائے گا، دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ جانتا ہے آنکھوں کی خیانت کو۔ بعض لوگ آنکھوں کے ساتھ بھی اچھے برے اشارے کرتے ہیں جن کو وہ سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی جانتا ہے کہ کس نے کس کو آنکھ ماری اور اشارہ کیا تھا وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ اور اس چیز کو بھی جانتا ہے جس کو سینے چھپاتے ہیں۔ ایک دوسرے کے خلاف محبت کے جذبات اور نفرت کے جذبات، رب سب جانتا ہے وہ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہے اس سے کون سی چیز مخفی ہے وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ اور اللہ تعالیٰ ہی فیصلہ کرتا ہے حق کا۔ اس کی صفات میں حق

بھی ہے بالکل حق کا فیصلہ ہوگا ایک رتی برابر کسی کے ساتھ زیادتی نہیں ہوگی وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے۔ جن کو مشرک لوگ پکارتے ہیں جیسے لات، منات، عزّیٰ۔ تو جن کو یہ پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ وہ نہیں فیصلہ کر سکتے کسی چیز کا۔ ان کے اختیار میں نہ آج کوئی فیصلہ ہے نہ آئندہ ہوگا۔ جو کرتا ہے رب تعالیٰ کرتا ہے باقی سب لوگوں کے وہم ہیں۔ اس دن رب تعالیٰ فرمائیں گے او مشرکو! ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ [اعراف:۱۹۵] ''پکارو تم اپنے شریکوں کو۔'' تاکہ آج وہ تمہیں عذاب سے بچالیں۔ یہ پہلے کہیں گے بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْئًا [مومن:۷۴] ''بلکہ ہم نہیں پکارتے تھے اس سے پہلے کسی شے کو۔'' پھر کہیں گے ضَلُّوْا عَنَّا [اعراف:۳۷] پھر کہیں گے غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّيْنَ [مومنون:۱۰۶] ''ہم پر غالب آگئی ہماری بدبختی اور تھے ہم گمراہ لوگ۔'' تو پھر آج سزا بھگتو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا تو کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ بے شک اللہ ہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔

****

اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی
الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ کَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ کَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّ اٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَ مَا کَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۲۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ کَانَتْ تَّاْتِیْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَکَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۳﴾ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ قَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ کَذَّابٌ ﴿۲۴﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْۤا اَبْنَآءَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَ اسْتَحْیُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَ مَا کَیْدُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْۤ اَقْتُلْ مُوْسٰی وَلْیَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَکُمْ اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾ وَ قَالَ مُوْسٰۤی اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَ رَبِّکُمْ مِّنْ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾ ع ۸

اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا کیا وہ چلے پھرے نہیں فِی الْاَرْضِ زمین میں فَیَنْظُرُوْا پس دیکھتے کَیْفَ کَانَ کہ کیسا تھا عَاقِبَةُ انجام الَّذِیْنَ ان لوگوں کا کَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ جو ان سے پہلے تھے کَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وہ زیادہ سخت تھے ان سے قوت میں وَّ اٰثَارًا اور نشانیوں میں فِی الْاَرْضِ زمین میں فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ پس پکڑا ان کو اللہ تعالیٰ نے

بِذُنُوْبِهِمْ ان کے گناہوں کے بدلے میں وَمَا كَانَ لَهُمْ اور نہیں تھا ان
کے لیے مِّنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے مِنْ وَّاقٍ کوئی بچانے والا
ذٰلِكَ یہ اس لیے کہ بِاَنَّهُمْ بے شک وہ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ ان کے پاس
آئے تھے رُسُلُهُمْ ان کے رسول بِالْبَيِّنٰتِ واضح دلائل لے کر
فَكَفَرُوْا پس انہوں نے انکار کیا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ پس پکڑا ان کو اللہ تعالیٰ
نے اِنَّهٗ قَوِيٌّ بے شک وہ قوت والا ہے شَدِيْدُ الْعِقَابِ سخت سزا
دینے والا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو
بِاٰيٰتِنَا اپنی نشانیوں کے ساتھ وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ اور کھلی سند کے ساتھ اِلٰى
فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ فرعون اور ہامان کی طرف وَقَارُوْنَ اور قارون کی
طرف فَقَالُوْا پس کہا انہوں نے سٰحِرٌ كَذَّابٌ یہ جادوگر ہے اور بڑا جھوٹا
ہے فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ پس جب وہ آئے ان کے پاس حق لے کر مِنْ
عِنْدِنَا ہماری طرف سے قَالُوا کہنے لگے اقْتُلُوْٓا قتل کر دو اَبْنَآءَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ان کے بیٹوں کو جو ایمان لائے ہیں ان کے ساتھ وَ
اسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ اور زندہ چھوڑ دو ان کی عورتوں کو وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ
اور نہیں تھی تدبیر کافروں کی اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مگر خسارے میں وَقَالَ فِرْعَوْنُ
اور کہا فرعون نے ذَرُوْنِيْٓ چھوڑ دو مجھے اَقْتُلْ مُوْسٰى میں قتل کروں
موسیٰ علیہ السلام کو وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ اور چاہیے کہ وہ پکارے اپنے رب کو اِنِّيْٓ اَخَافُ

بے شک میں خوف کرتا ہوں اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ یہ کہ وہ بدل دے گا تمہارے دین کو اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ یا یہ کہ ظاہر کرے زمین میں فساد وَقَالَ مُوْسٰى اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے اِنِّيْ عُذْتُ بے شک میں پناہ لیتا ہوں بِرَبِّيْ اپنے رب کی وَرَبِّكُمْ اور تمہارے رب کی مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ ہر تکبر کرنے والے سے لَّا يُؤْمِنُ جو نہیں ایمان لاتا بِيَوْمِ الْحِسَابِ حساب کے دن پر۔

کل کے سبق میں تم نے پڑھا کہ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ قیامت والے دن نہیں ہوگا ظالموں کے لیے کوئی دوست اور نہ ایسا سفارشی جس کی بات مانی جائے کہ وہ ان کو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے چھڑا سکے۔ آخرت تو درکنار جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آتا ہے دنیا میں کوئی نہیں بچا سکتا۔

گرفتِ خداوندی :

رب تعالیٰ فرماتے ہیں اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں فَيَنْظُرُوْا پس دیکھتے كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ کیسا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے۔ قرآن کریم نے اس بات کی بھی دعوت دی ہے کہ زمین میں سیر و سیاحت کرو، رب تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں دیکھو، زمین دیکھو، پہاڑ دیکھو، آسمان دیکھو، دریا چشمے دیکھو، سرسبز اور خشک میدان دیکھو، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے دلائل دیکھو۔ زمین میں چل پھر کر دیکھو پہلی نافرمان قوموں کا کیا انجام ہوا؟ ان سے عبرت حاصل کرو۔ ان کے متعلق سنو! كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وہ لوگ ان

سے زیادہ سخت تھے قوت میں وَاٰثَارًا فِی الْاَرْضِ اور نشانیوں میں زمین میں نشانات قائم کرنے میں۔ ان لوگوں کا دور سائنسی اور مشینی نہیں تھا لیکن آثار قدیمہ کو دیکھ کر حیرت دنگ رہ جاتی ہے۔ اہرام مصر کو دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے اتنے بڑے بڑے قلعے ہیں، پہاڑوں کی چوٹیوں پر ایسی نشانیاں ہیں کہ ان کو دیکھ کر انسان حیران ہوتا ہے۔ تو وہ لوگ بدنی قوت میں، اولاد کی کثرت میں، مالی لحاظ سے آثار قدیمہ قائم کرنے میں ان سے زیادہ طاقت ور تھے۔ پھر کیا ہوا؟ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ پس پکڑا ان کو اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کے بدلے میں۔ کوئی شے ان کو خدا کی پکڑ سے نہ بچا سکی۔ ان کے آثار موجود ہیں مگر وہ خود وہاں نہیں ہیں۔

قوم صالح علیہ السلام کا ذکر :

حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کے حجر کے علاقے میں آج بھی چٹانوں میں بنے ہوئے مکانات موجود ہیں اور وہ بھی ایسے کہ ایک ایک چٹان میں۔ یہ کمرہ ہال ہے، یہ مہمان خانہ ہے، یہ باورچی خانہ ہے، یہ باتھ روم ہے، یہ رقص وسرود کے لیے ہے مگر وہاں آج بسنے والا کوئی نہیں ہے یہ اس لیے بناتے تھے کہ زلزلوں سے محفوظ رہیں گے۔ لیکن یہ کوئی ضروری تو نہیں کہ اللہ تعالیٰ زلزلے کے ذریعے ہی تباہ کرے وہ قادر مطلق ہے۔ ان کو تباہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا۔ انہوں نے ایک چیخ ماری اس سے زلزلہ بھی طاری ہوا اگرچہ اس سے مکان نہیں گرے مگر وہ جہاں جہاں تھے ان کے کلیجے پھٹ گئے ایک بھی شخص نہ بچا۔ تو فرمایا ہم نے پکڑا ان کو گناہوں کے بدلے میں وَ مَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ۔ وَقٰی یَقِیْ کے معنیٰ ہیں بچانا۔ اسی سے مُتَّقِی کا لفظ ہے جو گناہوں سے بچتا ہے۔ تو معنیٰ ہوگا اور نہیں تھا ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے

کوئی بچانے والا۔ ظالموں کو رب تعالیٰ کی گرفت سے نہ دنیا میں کوئی بچا سکتا ہے اور نہ آخرت میں۔ یہ عذاب ان پر کیوں آیا؟ رب تعالیٰ نے ان کو کیوں پکڑا؟ ذٰلِكَ یہ رب نے اس لیے پکڑا کہ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ بے شک ان کے پاس آئے تھے ان کے رسول واضح دلائل اور معجزات لے کر۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو معجزات عطا فرمائے تاکہ قوم کو پتا چلے کہ یہ عام آدمیوں جیسا نہیں ہے یہ رب تعالیٰ کا پیغمبر ہے فَكَفَرُوْا پس ان لوگوں نے انکار کیا کہ ہم نے نہیں ماننا۔ تو پھر فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ پس پکڑا ان کو اللہ تعالیٰ نے مثلاً: حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کو لے لو۔

حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو بڑے اچھے اور سلجھے ہوئے انداز میں سمجھایا۔ بدبخت قوم نہ سمجھی اور کہا کہ ہمیں کوئی کرشمہ دکھاؤ۔ کسی نے کوئی فرمائش کی، کسی نے کوئی فرمائش کی۔ ذہن مختلف ہوتے ہیں بعض نے کہا کہ جس چٹان پر ہم ہاتھ رکھیں ہمارے سامنے اس سے اونٹنی نکلے ہم مان جائیں گے۔ ان کا ذہن یہ تھا کہ نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میرے قبضہ قدرت میں تو نہیں ہے مگر میرا رب قادر مطلق ہے اگر وہ میری تائید اور تصدیق کے لیے ایسا کر دے تو تم مان لو گے۔ کہنے لگے ہاں مانیں گے۔ سب اکٹھے ہو کر چل پڑے۔ ڈھنڈورا پیٹا راستوں میں کہ آج چٹان سے اونٹنی نکلنی ہے۔ مرد، عورتیں، بوڑھے، بچے، جوان سب اکٹھے ہو گئے۔ انھوں نے خود ایک چٹان کا انتخاب کر کے اس پر ہاتھ رکھا کہ اس سے اونٹنی نکلے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے چٹان پھٹی اس میں سے اونٹنی نکلی۔ فرمایا هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً [الاعراف: ۷۳] ''یہ اونٹنی ہے اللہ کی تمہارے لیے نشانی ہے۔'' سب نے آنکھوں کے ساتھ دیکھی لیکن ان بدبختوں میں سے کوئی ایک بھی ایمان نہ لایا۔ جب نوبت اس حد تک

پہنچ جائے تو پھر رب کیوں نہ پکڑے۔ تو فرمایا یہ عذاب اس لیے آیا کہ انہوں نے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو پکڑا اِنَّهٗ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ بے شک وہ قوی بھی ہے اور سخت سزا دینے والا ہے۔ ظالموں کو نہ دنیا میں کوئی بچا سکتا ہے اور نہ آخرت میں۔

موسیٰ علیہ السلام کا قصہ :

آگے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ذرا تفصیل سے بیان فرمایا ہے کہ یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے ملتا جلتا ہے اور مشرکین مکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا واقعہ یہودیوں سے سنتے رہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے ہیں اس وقت سرزمین عرب میں مذہبی لحاظ سے پانچ فرقے تھے۔ ایک مشرکوں کا تھا جو اپنے آپ کو ابراہیمی اور موحد کہلاتے تھے۔ وہ اپنے آپ کو مشرک نہیں کہتے تھے۔ مردم شماری کے لحاظ سے اکثریت ان کی تھی۔ دوسرا فرقہ یہود کا تھا۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کو ماننے کے دعوے دار اور تورات پر ایمان رکھنے کے دعوے دار تھے۔ خیبر کا سارا علاقہ ان کے پاس تھا اور مدینہ طیبہ میں بھی ان کی کافی تعداد اور اثر ورسوخ تھا۔ وادی القری، تحبل اور دیگر مقامات میں بھی یہ آباد تھے۔ یہ پڑھے لکھے لوگ تھے اپنے مذہب کی تبلیغ بھی کرتے رہتے تھے۔ عرب کے لوگ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے واقعات بکثرت ان سے سنتے رہتے تھے۔ تیسرا فرقہ عیسائیوں کا تھا۔ ان کا علاقہ نجران کا تھا اس میں سو فیصد آبادی ان کی تھی۔ اس کے علاوہ اور علاقوں میں بھی اِکا دُکا رہتے تھے۔ چوتھا فرقہ صائبین کا تھا۔ یہ رب تعالیٰ اور اس کے پیغمبروں کے بھی قائل تھے اور آسمانی کتابوں کو بھی مانتے تھے۔ داؤد علیہ السلام کو نبی مانتے تھے اور زبور کے ماننے کا دعویٰ کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ ستاروں کی بھی پوجا کرتے تھے۔ جس طرح آج کل کئی جاہل قسم کے لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہوئے بھی

قبروں کی پوجا کرتے ہیں، پیروں کی پوجا کے علاوہ اور بہت کچھ کرتے ہیں۔ پانچواں فرقہ مجوسیوں کا تھا آتش پرست۔ یہ برائے نام تھے۔ جیسے پاکستان کراچی میں بھی ان کی برائے نام آبادی ہے۔

آج سے دو سال پہلے کی بات ہے (یعنی ۱۹۹۶ء کی) مردم شماری کے لحاظ سے بتلایا گیا تھا کہ کراچی میں آتش پرستوں کی تعداد ایک ہزار سے بھی کم ہے۔ ان کی آبادی اور آتش کدہ سے دس منٹ میں گاڑی ان کے علاقے کو کراس نہیں کر سکتی۔ میں کراچی گیا تو مجھے ساتھیوں نے ان کی عمارتیں اور عبادت گاہ دکھائی اور بتایا کہ اتنے دنوں کے بعد کھولتے ہیں۔

چونکہ یہود کے حالات کو مشرک جانتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا واقعہ بھی ان سے سنتے رہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس واقعے کے ذریعے ان کو سمجھایا ہے۔ فرمایا وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دے کر۔ ایک نشانی تھی عصا مبارک کہ زمین پر ڈالتے تھے تو سانپ بن جاتا تھا اژدھا بن جاتا تھا۔ دوسرا معجزہ یہ تھا کہ ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالتے تھے تو وہ سورج کی طرح چمکتا تھا۔ اس کے سوا سات نشانیاں اور تھیں وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ اور کھلی سند کے ساتھ۔ اس سے مراد عصا مبارک ہے۔ فرعون کے جادوگروں کے ساتھ جب مقابلہ ہوا فرعون، ہامان، قارون وغیرہ سب ایک کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے پبلک کا کوئی حساب نہیں تھا بہتر ہزار جادوگر تھے۔ جس وقت انہوں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں پھینکیں تو ایک لاکھ چوالیس ہزار سانپ میدان میں نکل آئے بعزۃ فرعون کے نعرے لگنے شروع ہو گئے۔ فرعون زندہ باد، فرعون زندہ، فرعون زندہ باد اور سارے لوگوں نے بھنگڑے ڈالنے شروع کیے تو اللہ

تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنی لاٹھی پھینکو لاٹھی اژدھا بن گئی اور ان کے ایک لاکھ چوالیس ہزار سانپوں کو اس طرح ایک ایک کر کے نگل گیا جیسے مرغ دانے چگتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے جب اژدھا پر ہاتھ رکھا تو وہ لاٹھی بن گئی فرعون پھر بھی ایمان نہیں لایا اور جادوگر جو مقابلے میں تھے سجدے میں گر کر کہنے لگے اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَ مُوْسٰی [طٰہٰ: ۷۰]'' ہم ایمان لائے ہیں موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے رب پر۔'' فرعون بھڑ گیا اور کہنے لگا اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ کیا تم ایمان لائے ہو اس پر پہلے اس سے کہ میں تمہیں اجازت دوں۔'' میری اجازت کے بغیر ایمان لائے ہو میں تمہیں سولی پر لٹکاؤں گا اور تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹوں گا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ستر کو پھانسی پر لٹکایا یہ سب اب ایک منٹ کے موسیٰ علیہ السلام کے صحابی تھے باقی سارے اپنے اپنے نمبر کے انتظار میں تھے ہر ایک آگے بڑھ کر کہتا تھا اب میرا نمبر ہے اب میری باری ہے۔ خوف زدہ ہو کر باقیوں کو رہا کر دیا۔

تو فرمایا وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دے کر اور کھلی سند کے ساتھ اِلٰى فِرْعَوْنَ فرعون کی طرف۔ موسیٰ علیہ السلام کے فرعون کا نام ولید بن مصعب بن ریان تھا بڑا ہوشیار، چالاک، بڑا ظالم اور جابر تھا۔ جسے آج کل کے ہمارے حکمران ہیں وَهَامٰنَ اور ہامان کی طرف بھیجا۔ یہ فرعون کا وزیر اعظم تھا وَقَارُوْنَ اور قارون کی طرف بھیجا۔ اس کے متعلق تم سن چکے ہو کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا۔ زبانی طور پر کلمہ پڑھتا تھا مگر اندرونی طور پر ان کے ساتھ تھا فَقَالُوْا پس انہوں نے کہا سٰحِرٌ كَذَّابٌ یہ جادوگر ہے اور بڑا جھوٹا ہے۔ کاذب کا معنیٰ ہوتا ہے جھوٹا اور کذاب مبالغے کا صیغہ ہے بہت بڑا جھوٹا۔ فرعون،

ہامان، قارون سب نے کہا یہ جادوگر اور بڑا جھوٹا ہے معاذ اللہ تعالیٰ۔ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا پس جب وہ آئے ان کے پاس حق لے کر ہماری طرف سے قَالُوا کہنے لگے اقْتُلُوٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ قتل کردو ان کے بیٹوں کو جو ایمان لائے ہیں موسیٰ علیہ السلام پر۔ ایک تو بچوں کو اس وقت قتل کیا جب نجومیوں نے فرعون کو کہا تھا ان سالوں میں بنی اسرائیل کے ہاں بچہ پیدا ہونے والا ہے جو تیری حکومت کے زوال کا باعث بنے گا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بارہ ہزار بچے قتل کیے اور نوے ہزار حمل گرائے گئے۔ مگر رب رب ہے۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے گھر پال کر دکھایا۔ تو یہ دوبارہ قتل کی دھمکی دی کہ ان کے بیٹوں کو قتل کرو وَاسْتَحْيُوا نِسَآءَهُمْ اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑ دو کیونکہ عورتیں لڑ نہیں سکتیں۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ اور نہیں تھی تدبیر کافروں کی مگر خسارے میں۔ وہ ان کو ختم کرنا چاہتا تھا اللہ تعالیٰ نے خود اس کو بحر قلزم میں ڈبو دیا۔ تفصیل آئندہ رکوعوں میں آرہی ہے وَقَالَ فِرْعَوْنُ اور کہا فرعون نے ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى مجھے چھوڑ دو میں قتل کروں موسیٰ علیہ السلام کو۔ میں نے اس کو قتل کرنا ہے مجھے نہ روکنا وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ اور چاہیے کہ وہ اپنے رب کو پکارے۔ دیکھتا ہوں اس کا رب کیا کرتا ہے اِنِّيْٓ اَخَافُ بے شک میں خوف کرتا ہوں اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ یہ کہ موسیٰ علیہ السلام بدل دے تمہارا دین اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ یا یہ کہ ظاہر کرے زمین میں فساد۔ زمین میں فساد نہ پھیلا دے۔

دو قومی نظریے :

ہر ملک میں دو نظریے کے لوگ ہوتے ہیں مذہبی اور سیاسی۔ پہلا جملہ مذہبی لوگوں

کے لیے بولا کہ میں غلط نہیں کر رہا تمہارے مذہب کے تحفظ کے لیے کر رہا ہوں تا کہ وہ تمہارا دین نہ بدل دے۔ اور دوسرا جملہ سیاسی لوگوں کے لیے بولا۔ سیاسی لوگوں کا مذہب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا وہ ملکی امن و امان کے قائل ہوتے ہیں کہ ملک میں امن ہو ہماری تجارت چلتی رہے ہمارا کاروبار ٹھپ نہ ہو۔ ان لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے کہا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا چاہتا ہوں کہ یہ زمین میں فساد نہ برپا کرے ملک میں امن قائم رہے وَقَالَ مُوسَىٰ اور فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اِنِّىْ عُذْتُ بِرَبِّىْ وَرَبِّكُمْ بے شک میں پناہ لیتا ہوں اپنے رب کی مدد کے ساتھ اور تمہارے رب کی مدد کے ساتھ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ ہر متکبر سے لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ جو نہیں ایمان لاتا حساب والے دن پر۔ قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔ تم اپنے ہتھیار نکالو میں اپنے رب کی پناہ میں ہوں۔ باقی واقعہ آئندہ آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

****
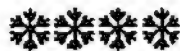
وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ۭ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَيٰقَوْمِ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾

وَقَالَ رَجُلٌ اور کہا ایک مرد نے مُّؤْمِنٌ جو مومن تھا مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ فرعون کے خاندان میں سے يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗ چھپاتا تھا اپنے ایمان کو اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا کیا تم قتل کرتے ہو ایک آدمی کو اَنْ اس لیے کہ يَّقُوْلَ وہ کہتا ہے رَبِّيَ اللّٰهُ میرا رب صرف اللہ ہے وَقَدْ جَآءَكُمْ اور تحقیق وہ لایا ہے تمہارے پاس بِالْبَيِّنٰتِ واضح دلائل مِنْ رَّبِّكُمْ تمہارے رب کی طرف سے وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا اور اگر ہے وہ جھوٹا فَعَلَيْهِ

كَذِبُهٗ پس اسی پر پڑے گا جھوٹ اس کا وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا اور اگر ہے وہ
سچا يُّصِبْكُمْ تو پہنچے گی تمہیں بَعْضُ الَّذِىْ بعض وہ چیز يَعِدُكُمْ
جس سے وہ تمہیں ڈراتا ہے اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ لَا يَهْدِىْ
ہدایت نہیں دیتا مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ اس کو جو حد سے گزرنے والا اور جھوٹا
ہو يٰقَوْمِ اے میری قوم لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ تمہارے لیے ہے ملک آج
کے دن ظٰهِرِيْنَ فِى الْاَرْضِ غالب ہو زمین میں فَمَنْ يَّنْصُرُنَا پس
کون ہماری مدد کرے گا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے اِنْ جَآءَنَا
اگر وہ آ گئی ہمارے پاس قَالَ فِرْعَوْنُ کہا فرعون نے مَآ اُرِيْكُمْ میں
تمہیں نہیں دکھاتا اِلَّا مَآ اَرٰى مگر وہ جو میں رائے رکھتا ہوں وَمَآ
اَهْدِيْكُمْ اور میں نہیں راہنمائی کرتا تمہاری اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ مگر بھلائی
کے راستے کی وَقَالَ الَّذِىْ اور کہا اس شخص نے اٰمَنَ جو ایمان لا چکا تھا
يٰقَوْمِ اے میری قوم اِنِّىْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ بے شک میں خوف کرتا ہوں تم
پر مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ اگلی جماعتوں کے دن کی طرح مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ
نُوْحٍ قوم نوح کی عادت کی طرح وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ اور عاد اور ثمود قوم
وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا
لِّلْعِبَادِ اور اللہ تعالیٰ نہیں ارادہ کرتا اپنے بندوں کے لیے ظلم کا وَيٰقَوْمِ اور
اے میری قوم اِنِّىْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ بے شک میں خوف کرتا ہوں تم پر يَوْمَ

التَّنَادِ چیخ و پکار کے دن سے یَوْمَ تُوَلُّوْنَ جس دن تم بھاگو گے مُدْبِرِيْنَ پشت دکھاتے ہوئے مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نہیں ہوگا تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مِنْ عَاصِمٍ کوئی بچانے والا وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ پس نہیں ہے اس کو کوئی ہدایت دینے والا۔

مظلوم کی مدد کرنا :

کل کے سبق میں تم نے یہ بات پڑھی کہ فرعون نے یہ بات کہی کہ مجھے چھوڑ دو میں موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا چاہتا ہوں یہ اپنے رب کو بلائے۔ یہ بات اس نے اپنے دربار میں کابینہ اور عملے کے سامنے کی۔ اس کی کابینہ میں اس کا چچازاد بھائی تھا حزقیل، 'ح' حلوے والی کے ساتھ۔ یہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکا تھا اس نے سوچا کہ فرعون تباہی کے راستے پر چل پڑا ہے جو کچھ یہ کہہ رہا ہے یہ اس کے لیے اچھا نہیں ہے اس کو سمجھانا چاہیے کہ اپنے لیے بربادی کا راستہ اختیار نہ کر آخر میرا چچازاد بھائی ہے اس کے ساتھ ہمدردی کرنی چاہیے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اپنے بھائی کی مدد کرو ظالم ہے یا مظلوم ہے۔ تب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا حضرت مظلوم کی مدد کا معنیٰ تو سمجھ میں آتا ہے ظالم کی مدد کیسے کریں؟ فرمایا ظالم کی مدد یہ ہے کہ اس کو ظلم سے روکو اس کا ہاتھ پکڑو اس کو ظلم نہ کرنے دو یہ اس کی مدد ہے۔ دنیوی سزا سے بچ جائے گا آخرت کی سزا سے بچ جائے گا۔ اور اگر کوئی شخص مظلوم کی مدد نہیں کرتا تو گنہگار ہوگا۔

الترغیب والترہیب میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

آنحضرت ﷺ قبرستان میں سے گزر رہے تھے کہ ایک قبر کے پاس کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ کا رنگ فق ہو گیا۔ پوچھا حضرت خیر ہے کیا بات ہے؟ فرمایا اس شخص کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے اور عذاب اس وجہ سے ہو رہا ہے کہ یہ مظلوم کے پاس سے گزرا تھا اس نے اس کو مدد کے لیے بلایا تھا اس نے پروا نہیں کی تھی۔ مظلوم کی مدد نہ کرنے کی وجہ سے سزا ہو رہی ہے۔

اور اس مردِ مومن نے یہ بھی سوچا کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر ہیں ان کی بھی مدد کرنی چاہیے۔ اگر میں مدد نہیں کرتا تو مجھ سے پوچھ گچھ ہو گی۔ تو اس نے کابینہ کے اجلاس میں فرعون کی پر زور تردید کی اور موسیٰ علیہ السلام کی حمایت میں جتنا زور لگا سکتا تھا اس نے لگایا۔ اس کا ذکر ہے۔

مردِ مومن کی تقریر :

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ اور کہا ایک شخص مومن نے مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ فرعون کے خاندان میں سے چچازاد بھائی تھا یَكْتُمُ اِيْمَانَهٗ جو چھپاتا تھا اپنے ایمان کو۔ اس کا ایمان ابھی تک لوگوں پر واضح نہیں تھا۔ وہ بولا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ کیا تم قتل کرتے ہو ایک آدمی کو اس لیے کہ وہ کہتا ہے میرا رب صرف اللہ ہے۔ اس نے تمہارا اور کیا بگاڑا ہے وہ یہی کہتا ہے نا کہ میری تربیت کرنے والا صرف اللہ ہے۔ اس جرم میں تم اس کو قتل کرنا چاہتے ہو اور جو کچھ وہ کہتا ہے ویسے ہی نہیں وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ اور تحقیق لے کر آیا ہے وہ تمہارے پاس واضح دلائل۔ عصا کا معجزہ تم دیکھ چکے ہو، ید بیضا بھی تم دیکھ چکے ہو اسی طرح مکڑیوں کا طوفان، مینڈکوں کا طوفان وغیرہ بھی تم دیکھ چکے ہو مِنْ رَّبِّكُمْ یہ واضح نشانیاں وہ تمہارے رب کی طرف سے لے کر آیا ہے وَاِنْ يَّكُ

كَاذِبًا اور اگر بالفرض وہ جھوٹا ہے فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر پڑے گا لیکن وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا اور اگر ہے وہ سچا اور یقیناً سچا ہے يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ تو پہنچے گی تمہیں بعض وہ چیز جس سے وہ تمہیں ڈراتا ہے۔ عذاب کا بعض حصہ تمہیں پہنچے گا بعض کا لفظ اس لیے فرمایا کہ پوری سزا تو قیامت کو ہوگی۔ لہٰذا قتل کا ارادہ نہ کرو یہ غلط ہے اور یاد رکھو! اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ بے شک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا کامیاب نہیں کرتا اس کو جو حد سے گزرنے والا اور جھوٹا ہے۔ بقول تمہارے اگر وہ جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو خود سنبھال لے گا تمہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مسرف کذاب کو اللہ تعالیٰ کامیابی نصیب نہیں کرتا۔

قادیانی دجل :

قادیانی کہتے ہیں لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے کہ مرزا اگر جھوٹا ہوتا تو رب اس کو کیوں چھوڑتا؟ بھئی! پہلے تو اس نے صراحت کے ساتھ نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور جب کھل کر سامنے آیا تو رب تعالیٰ نے اس کو پاخانے کی جگہ میں مارا۔ یہ بات خود ان کی کتابوں میں موجود ہے۔ اور ضابطہ یہ ہے کہ سچے نبی کی جہاں وفات ہوتی ہے وہیں دفن کیا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جب وفات ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آراء مختلف ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہاں دفن کیا جائے؟ کسی نے کہا کہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا مبارک حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ دفن ہیں وہاں دفن کرو احد کے دامن میں۔ کسی نے کہا کہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ہیں وہاں دفن کرو جنت البقیع میں۔ کسی نے کہا کہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ مدفون ہیں وہاں دفن کرو۔ ہر ایک نے اپنی

اپنی رائے پیش کی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ''میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جہاں نبی کی وفات ہوتی ہے وہیں اس کی قبر ہوتی ہے۔'' چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں ہوئی جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چارپائی تھی وہیں قبر بنائی گئی۔'' تو مرزے کی قبر توٹٹی خانے میں ہونی چاہیے تھی یہ تم نے زیادتی کی کہ دوسری جگہ لے گئے۔ پھر ہیضے کی بیماری کے ساتھ مرا جس کے بارے میں آتا ہے کہ ہیضہ اور طاعون اللہ تعالیٰ کے عذابوں میں سے ہیں۔ رب تعالیٰ نے تو اس کو عذاب دیا ہے۔

مردِ مومن کی مزید گفتگو :

تو مردِ مومن نے کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا حد سے بڑھنے والے اور کذاب کو یٰقَوْمِ۔ اصل میں یٰقَوْمِیْ تھا 'ی' متکلم کی تخفیفاً حذف کر دی گئی ہے اے میری قوم! مردِ مومن نے کہا لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ تمہارے لیے ہے ملک آج کے دن ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ غالب ہو زمین میں۔ مصر کی زمین پر تمہارا غلبہ ہے فوج تمہارے پاس، کھیت تمہارے پاس، ملکی اختیارات تمہارے پاس، آج تمہاری شاہی ہے فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا پس کون ہماری مدد کرے گا اللہ تعالیٰ کی گرفت سے اگر آ گئی وہ ہمارے پاس۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ہمیں کون بچائے گا۔ کابینہ میں رجل مومن نے یہ تقریر کی قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى کہا فرعون نے میں تمہیں نہیں دکھاتا مگر وہ جو میں رائے رکھتا ہوں، میں تمہیں رائے نہیں دیتا مگر وہی میری رائے ہے۔ میری رائے یہی ہے ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى ''مجھے چھوڑ دو میں موسیٰ کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔'' یہ اپنے رب کو بلائے کہیں یہ تمہارا دین نہ بدل دے یا زمین میں فساد پھیلائے۔

میں تمہارا دین بچانے کے لیے اور امن و امان قائم کرنے کے لیے اپنی رائے پر قائم ہوں اور اسے میری کابینہ کے افراد۔ وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ اور میں نہیں راہنمائی کرتا تمہاری مگر بھلائی کے راستے کی۔ موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے میں تمہاری بھلائی ہے تاکہ تمہارا دین بھی محفوظ رہے اور سیاست بھی تمہارے ہاتھ میں رہے۔ ملک میں امن قائم کرنا میرا حق ہے۔ جیسا کہ آج کل کے فرعونی حکمران دعوے کرتے ہیں۔ مگر رجل مومن خاموش نہیں رہا۔ فرمایا وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ اور کہا اس شخص نے جو ایمان لا چکا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ فرعون بڑا ضدی ہے اس کی طبیعت مزاج سے واقف تھا کہا يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ اے میری قوم بے شک میں تم پر خوف کرتا ہوں اس قسم کے عذاب کا اگلی جماعتوں کے دن کی طرح۔ جیسے پہلی قوموں کے ہلاکت کے دن آئے اسی طرح کا دن تمہارے اوپر بھی آ سکتا ہے کیونکہ رب تعالیٰ کے پیغمبروں کے خلاف کاروائی کرنا ان کا مقابلہ کرنے کا انجام اچھا نہیں ہے مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ قوم نوح کی عادت کی طرح۔ نوح علیہ السلام کی قوم نے ان کی مخالفت کی تھی وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ [سورۃ القمر] "اور کہا انہوں نے یہ دیوانہ ہے اور جھڑک دیا۔" مجلس میں آتے تو دھکے مار کر باہر نکال دیتے کہ پاگل ہے اس نے ہمارے کان کھا لیے ہیں اپنی رٹ نہیں چھوڑتا يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ "اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ معبود نہیں ہے۔" پھر نوح علیہ السلام کی قوم کا کیا حشر ہوا مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا [سورہ نوح] "اپنے گناہوں کی وجہ سے غرق کیے گئے پھر آگ میں داخل کیے گئے۔" وَّعَادٍ اور قوم عاد۔ ان کی طرف ہود علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ انہوں نے پورا زور لگایا مگر قوم نے نہیں مانا۔ اللہ تعالیٰ نے بارش روک دی، پانی

کے چشمے خشک ہو گئے، کنویں خشک ہو گئے، کھیت مارے گئے، درخت سوکھ گئے، جانور بھوکے پیاسے مرنے لگے۔ کچھ لوگ یہاں سے دوسری جگہ منتقل ہو گئے۔ ہود علیہ السلام نے فرمایا مجھ پر ایمان لاؤ رب تعالیٰ کی توحید کو تسلیم کرو یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا [ہود: ۵۲] ''اللہ تعالیٰ چھوڑ دے گا آسمان کو تمہارے اوپر بارش برسانے والا۔'' قوم نے کہا کہ اگر تیرے کہنے سے ہمیں پانی ملتا ہے تو پھر ہمیں ایک قطرے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ پھر ایک دن ایسا ہوا کہ بادل کا ایک ٹکڑا نظر آیا فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِیَتِهِمْ ''پس جب انہوں نے دیکھا عذاب کو بادل کی شکل میں جو ان کی وادیوں کے سامنے سے آرہا تھا بڑے خوش ہوئے قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا [الاحقاف: ۲۴] '' کہنے لگے یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا۔'' وہ جیسے ہی قریب آیا ترمذی شریف کی روایت ہے بادل کے ٹکڑے سے آواز آئی:

رِمَادًا رِمَادًا لَا تَذَرْ مِنْ عَادٍ اَحَدًا

''اے تند و تیز ہوا ان کو راکھ کر دے کسی ایک کو نہ چھوڑنا۔'' یہ آواز بھی انہوں نے کانوں کے ساتھ سنی مگر نہ مانے۔ اس بادل سے اتنی تیز ہوا نکلی کہ ان کو اٹھا اٹھا کر پھینک دیا کسی کو آدھے میل پر پھینکا، کسی کو میل دور جا کر پھینکا۔ ایسے پڑے تھے جیسے کھجور کے تنے گرے پڑے ہوتے ہیں کَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَةٍ [سورۃ الحاقہ] ''گویا وہ کھجور کے تنے ہیں جو اکھاڑ کر پھینک دیئے گئے ہیں۔''

وَّثَمُوْدَ اور ثمود قوم۔ ثمود قوم پر کیا گزری؟ حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو سمجھایا اور منہ مانگی نشانی بھی مل گئی مگر نہیں مانا۔ تو جبرائیل علیہ السلام نے چیخ ماری اور زلزلہ بھی مسلط کیا گیا جہاں جہاں تھے سب کے سب فنا ہو گئے ایک بچہ بھی نہ بچا وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ

اور وہ لوگ جوان کے بعد آئے ان کا کیا حشر ہوا۔ ان کے بعد پیغمبروں کی مخالفت کی وجہ سے بے شمار قومیں تباہ ہوئیں۔ اور اے میری قوم! وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ اور اللہ تعالیٰ نہیں ارادہ کرتا اپنے بندوں کے لیے ظلم کا۔ اللہ تعالیٰ بڑے عادل، لطیف، رحیم ہیں۔ رب کے پیغمبر کے قتل کا ارادہ بدلو اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اور اے میری قوم! بے شک میں خوف کرتا ہوں تم پر يَوْمَ التَّنَادِ اس دن کا جس دن چیخو گے پکارو گے۔ چیخ پکار کے دن کا خوف کرتا ہوں۔ جب آدمی مصیبت میں پھنس جائے تو دوسرے کو مدد کے لیے پکارتا ہے مجھے خوف ہے کہ جس دن تم پر عذاب آئے گا اور چیخیں مارو گے اور ایک دوسرے کو پکارو گے پھر کیا ہوگا؟ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ جس دن تم بھاگو گے پشت دکھاتے ہوئے۔ جب بندہ خود مصیبت میں مبتلا ہو تو اس کو اپنی فکر ہوتی ہے دوسرا کوئی یاد نہیں ہوتا۔ اور یاد رکھو! جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آئے گا تو کوئی تمہاری حمایت کرنے والا نہیں ہوگا مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ نہیں ہوگا تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کوئی بچانے والا۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچنے کا واحد طریقہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو بُرے نظریات رکھتے ہو ان کو بدلو۔ اگر تم نے موسیٰ کے خلاف نظریات نہ بدلے تو پھر اللہ تعالیٰ تمہاری گمراہی پر مہر لگا دیں گے وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اور کرتا اسی کو ہے جو گمراہی کے چکر سے نکلنے کے لیے تیار نہ ہو تو پھر اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔ آگے مزید مردِ مومن کی تقریر آئے گی اور پھر فرعون درمیان میں کاٹے گا اور مناظرہ کابینہ کے سامنے ہوگا۔ آگے باقی قصہ آرہا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

*****
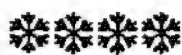
وَلَقَدْ جَآءَكُمْ

يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾ ع ۱۰ / ۹

وَلَقَدْ اور البتہ تحقیق جَآءَكُمْ يُوسُفُ آئے تمہارے پاس یوسف علیہ السلام مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے بِالْبَيِّنٰتِ واضح دلائل کے ساتھ فَمَا زِلْتُمْ پس ہمیشہ رہے تم لوگ فِيْ شَكٍّ شک میں مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ جو وہ لے کر آئے تمہارے پاس حَتّٰٓى یہاں تک کہ اِذَا هَلَكَ جب وہ وفات پا گئے قُلْتُمْ تم نے کہا لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ ہرگز نہیں بھیجے گا اللہ تعالیٰ مِنْۢ بَعْدِهٖ اس کے بعد رَسُوْلًا کوئی رسول كَذٰلِكَ اسی طرح يُضِلُّ اللّٰهُ گمراہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ اس کو جو اسراف کرنے والا ہو

مُّرْتَابُۨ شک میں مبتلا اَلَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ اور وہ لوگ جو جھگڑا کرتے ہیں فِیْۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بارے میں بِغَیْرِ سُلْطٰنٍ بغیر دلیل کے اَتٰىهُمْ جو ان کے پاس آئی كَبُرَ مَقْتًا بڑی ناراضگی ہے عِنْدَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے ہاں وَ عِنْدَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور ان لوگوں کے ہاں جو ایمان لائے كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ اسی طرح اللہ تعالیٰ مہر لگاتا ہے عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ہر متکبر جبار کے دل پر وَ قَالَ فِرْعَوْنُ اور کہا فرعون نے یٰهَامٰنُ ابْنِ لِیْ صَرْحًا اے ہامان بناؤ میرے لیے ایک محل لَّعَلِّیْۤ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ تاکہ میں پہنچوں راستوں پر اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ یعنی آسمان کے راستوں پر فَاَطَّلِعَ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى پس میں جھانک کر دیکھوں موسیٰ علیہ السلام کے الٰہ کو وَ اِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا اور بے شک میں خیال کرتا ہوں اس کو جھوٹا وَ كَذٰلِكَ زُیِّنَ لِفِرْعَوْنَ اور اسی طرح مزین کیا گیا فرعون کے لیے سُوْٓءُ عَمَلِهٖ اس کے برے عمل کو وَ صُدَّ عَنِ السَّبِیْلِ اور روک دیا گیا وہ سیدھے راستے سے وَ مَا كَیْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِیْ تَبَابٍ اور نہیں تھی تدبیر فرعون کی مگر تباہی میں۔

ماقبل سے ربط :

اس سے پہلے رکوع میں تم نے یہ بات پڑھی کہ جب فرعون نے کہا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا چاہتا ہوں تم مجھے نہ روکنا تو فرعون کا چچا زاد بھائی حزقیل بول پڑا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ "کیا تم قتل کرتے ہو ایک آدمی کو اس لیے کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔" اس گناہ کا تم پر وبال پڑے گا۔

مردِ مومن کی مزید تقریر :

آج کی آیات میں بھی اسی رجل مومن کی تقریر ہے وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ اور البتہ تحقیق آئے تمہارے پاس اسی مصر کی زمین میں یوسف علیہ السلام اس سے پہلے۔ اس سے پہلے مصر میں اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو نبوت عطا فرمائی تھی اور انہوں نے قوم کی اصلاح کی تھی۔ واضح دلائل لے کر آئے۔ تفصیل کے ساتھ ہم نہیں بتا سکتے کہ یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کون کون سے معجزے عطا فرمائے تھے مگر اتنی بات واضح ہے کہ ہر پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے اس کی صداقت کے لیے معجزے عطا فرمائے۔ اے مصریو! یوسف علیہ السلام واضح دلائل لے کر تمہارے پاس آئے فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ پس تم ہمیشہ شک میں رہے مِمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ اس چیز کے بارے میں جو یوسف لے کر تمہارے پاس آئے۔ تمہارے آباؤ اجداد یوسف علیہ السلام کے بارے میں شک میں رہے اور تم آج موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے بارے میں شک کرتے ہو حَتّٰى إِذَا هَلَكَ عربی میں هَلَكَ اور مَاتَ اور فَاتَ ایک معنیٰ میں استعمال ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب یوسف علیہ السلام وفات پا گئے قُلْتُمْ تم نے کہا لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ہرگز نہیں بھیجے گا ان کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی رسول۔ ان سے ہماری جان چھوٹ گئی۔ یوسف علیہ السلام نے عرصہ دراز تک مصر والوں کی خدمت کی سیاسی بھی اور مذہبی بھی لیکن مصر کے وہ لوگ جو کافر تھے وہ آخر دم تک کافر ہی رہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسف میں مستقل ان کے حالات بیان فرمائے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے تو کافر مشرک کوئی نہ تھا اور گناہ تھے مگر کفر شرک والا گناہ نہیں تھا كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً [البقرہ: ۲۱۳] "سارے لوگ ایک مذہب پر

تھے۔'' شرک حضرت نوح علیہ السلام کی قوم سے شروع ہوا ہے۔ پھر آنحضرت علیہ السلام کے زمانے تک کوئی ایسا دور نہیں بتلایا جاتا جس میں کوئی کافر نہ ہو۔ مسلمان بھی تھے اور کافر بھی تھے بلکہ مومن تھوڑے اور کافر زیادہ تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی سال تبلیغ کی مگر صرف ان کی اہلیہ محترمہ سارہ علیہا السلام اور ان کے بھتیجے لوط علیہ السلام نے ساتھ دیا۔ پیغمبر پیدائشی طور پر ہی موحد ہوتا ہے تیسرا کوئی آدمی ایمان نہیں لایا۔ حضرت لوط علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سدوم کے علاقے میں بھیجا۔ صرف ایک گھر مسلمانوں کا تھا۔ سورۃ ذاریات میں ہے فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ''پس نہ پایا ہم نے ان میں سوائے ایک گھرانے مسلمان کے۔'' ایک بڑی حویلی تھی اس کے ایک کمرے میں لوط علیہ السلام، ان کی بیوی اور دو یا تین بیٹیاں رہتی تھیں۔ مزید دو تین کمرے تھے جن میں اور مومن رہتے تھے۔ ساری آبادی میں ایک گھر مومنوں کا تھا۔ تو ہمیشہ کفر کی اکثریت رہی ہے۔ آنحضرت علیہ السلام کے مبارک دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ایک لاکھ چوالیس ہزار بتلاتے ہیں اور ڈیڑھ لاکھ سے زائد بھی بتلائی گئی ہے باقی سارا عرب کافر تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں سارا عرب مسلمان ہو گیا۔

تو فرمایا تم یوسف علیہ السلام کے بارے میں بھی شک میں رہے اور ان کے دنیا سے چلے جانے کے بعد تم نے کہا اب اللہ تعالیٰ کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔ اب موسیٰ علیہ السلام کے خلاف کاروائیاں کرتے ہو یہ تمہارا آبائی پیشہ ہے كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ اسی طرح اللہ تعالیٰ بہکاتا ہے گمراہ کرتا ہے مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ جو اسراف کرنے والا شک میں مبتلا ہے۔ اسراف کا معنیٰ حد سے گزرنے والا۔ جو آدمی اپنی حد سے آگے گزرتا ہے وہ مسرف ہے مُرْتَاب رَیب سے ہے۔ اس کا معنیٰ ہے شک میں مبتلا جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی

کی حد پھلانگ جائے اور شک میں مبتلا ہو اس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے۔ جو ہدایت نہ چاہے اس کو اللہ تعالیٰ جبراً ہدایت نہیں دیتا اَلَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِ اللّٰہِ وہ لوگ جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کے بارے میں بِغَیْرِ سُلْطٰنٍ بغیر کسی دلیل کے اَتٰھُمْ جو ان کے پاس آئی ہو۔ فرعون تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے وزیر مشیر سارا عملہ بھی موجود تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے جا کر کہا کہ میں رب تعالیٰ کا پیغمبر ہوں۔ رب تعالیٰ کی توحید کو تسلیم کرو اس کے احکام پر عمل کرو۔ قیامت حق ہے اس کو مانو۔ فرعون نے کہا اِنْ کُنْتَ جِئْتَ بِاٰیَۃٍ فَاْتِ بِھَاۤ [الاعراف: ۱۰۶] ''اگر تو لایا ہے کوئی نشانی تو اس کو لا اگر تو سچا ہے فَاَلْقٰی عَصَاہُ فَاِذَا ھِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ ''پس موسیٰ علیہ السلام نے ڈالا اپنی لاٹھی کو پس اچانک وہ بڑا اژدھا بن گیا وَنَزَعَ یَدَہٗ فَاِذَا ھِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ [آیت: ۱۰۸] ''اور نکالا انہوں نے اپنے ہاتھ کو پس اچانک وہ روشن تھا دیکھنے والوں کے لیے۔''

موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ :

تفسیروں میں اس کا عجیب نقشہ کھینچا گیا ہے کہ فرعون تاج شاہی پہن کر تخت پر بیٹھا تھا اژدھا نے جب اس کی طرف رخ کیا تو فرعون بدحواس ہو کر پیچھے گرا۔ نیچے فرعون اور اوپر کرسی، سب لوگ حیران پریشان ہو گئے مگر وہاں سے بھاگا کوئی نہیں کہ فرعون کو علم ہو گیا تو ہمارا حشر کر دے گا ہماری شامت آجائے گی۔ بڑا ظالم تھا ذُو الْاَوْتَادِ میخوں والا۔ اس کا لقب قرآن میں ہے سورۃ الفجر پارہ ۳۰ میں۔ ہماری سختی آجائے گی کہ عین مصیبت کے وقت تم مجھے چھوڑ کر بھاگ گئے اپنی جانیں بچائیں اور میری کوئی فکر نہیں کی۔ اس لیے کوئی وہاں سے بھاگا نہیں۔ اتنے واضح معجزے دیکھنے کے بعد فرعون نے کہا ھٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ''یہ کھلا جادو ہے۔'' مقابلے کے لیے وقت مقرر کرو ہمارے پاس بھی

بڑے بڑے جادوگر ہیں۔ عید کا دن چاشت کا وقت مقرر ہوا تفسیروں میں آتا ہے کہ بہتر ہزار جادوگر مقابلے میں شریک ہوئے۔ ہر ایک نے دو دو سانپ نکالے ایک رسی اور ایک لاٹھی۔ جب ایک لاکھ چوالیس ہزار سانپ میدان میں نکل آئے تو لوگوں نے بعزۃ فرعون، فرعون زندہ باد کے نعرے شروع کر دیئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی لاٹھی مبارک کو ڈالا تو وہ اژدھا بن کر سب کو نگل گئی۔ جادوگر ہار گئے اور حقیقت کو سمجھ کر مسلمان ہو گئے مگر فرعون، ہامان، قارون وغیرہ نے تسلیم نہیں کیا۔ تو وہ لوگ جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بارے میں بغیر کسی دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ بڑی ناراضگی ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور ان لوگوں کے ہاں جو مومن ہیں۔ آج ہمارے ایمان کی نسبت پہلے ایمان والوں کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے مگر جس میں بھی تھوڑا بہت ایمان ہے۔ جب شریعت کے خلاف بات سنتا ہے تو اسے ضرور کوفت ہوتی ہے دل کڑھتا ہے چاہے کچھ نہ کر سکے۔ ان لوگوں کا ایمان تو پہاڑ جیسا تھا۔ تو فرمایا مومنوں کے ہاں بھی بڑی ناراضگی کی بات ہے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بارے میں جھگڑا کرنا بغیر کسی سند کے۔

فرمایا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ اسی طرح اللہ تعالیٰ مہر لگا دیتا ہے ہر متکبر جبر کرنے والے کے دل پر۔ پھر خیر اس میں داخل نہیں ہو سکتی اور جس کے دل پر مہر لگ جائے تو وہ حق کو جانتے ہوئے بھی نہیں مانتا حق کو دیکھتے ہوئے بھی تسلیم نہیں کرتا۔ فرعون نے رجل مومن کی طرف توجہ نہیں کی بلکہ اپنے وزیر اعظم ھامان کی طرف رخ پھیر لیا وَقَالَ فِرْعَوْنُ اور کہا فرعون نے يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا اے ہامان میرے لیے ایک محل بنا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ تاکہ پہنچوں میں راستوں پر۔

سورۃ القصص آیت نمبر ۳۸ پارہ ۲۰ میں ہے فرعون نے ہامان کو کہا فَاَوْقِدْ لِیْ یٰهَامٰنُ عَلَی الطِّیْنِ فَاجْعَلْ لِّیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤی اِلٰهِ مُوْسٰی ''میرے لیے گارے کی اینٹیں بنا کر بھٹے میں پکا کر محل تیار کرو تا کہ میں جھانک کر موسیٰ علیہ السلام کے الٰہ کو دیکھوں کہ وہ کس طرح کا ہے۔'' بعض کہتے ہیں کہ یہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مذاق کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ نہیں یہ اس کی حماقت تھی کہ اگر واقعی آسمانوں پر رب ہے تو میں وہاں دیکھوں گا۔ رب تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تو قریب ہوں محل بنانے کی کیا ضرورت ہے میں تجھے بحر قلزم کی لہروں میں نظر آؤں گا۔ جب ڈوبنے لگا تو اس کو رب نظر آیا قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ''کہا فرعون نے ایمان لایا ہوں میں کہ بے شک نہیں کوئی معبود مگر وہی جس پر بنو اسرائیل ایمان لائے اور میں بھی فرماں برداروں میں ہوں۔'' اور یہاں ہے کہ اے ہامان میرے لیے ایک محل بنا تا کہ میں پہنچ جاؤں راستوں پر راستے کون سے اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ آسمان کے راستوں فَاَطَّلِعَ اِلٰۤی اِلٰهِ مُوْسٰی پس میں جھانک کر دیکھوں موسیٰ علیہ السلام کے الٰہ کو۔ یہ فرعون کی حماقت کی بات تھی۔

احادیث میں آتا ہے کہ زمین سے آسمان تک کی مسافت پانچ سو سال کی ہے یعنی جتنا سفر آدمی درمیانی چال چلتے ہوئے پانچ سو سال میں کرتا ہے اتنا سفر ہے زمین سے لے کر آسمان تک۔ اتنی ہی سفر ہے ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک اور دوسرے سے تیسرے تک تیسرے سے چوتھے تک پانچویں سے چھٹے اور ساتویں تک۔ یعنی ہر دو آسمانوں کے درمیان اتنی مسافت ہے۔ پھر ساتویں آسمان کے اوپر کرسی ہے پھر عرش ہے پھر عرش پر رب تعالیٰ مستوی ہے جو اس کی شان کے لائق ہے اور عرش پر مستوی ہوتے

ہوئے ہمارے پاس بھی ہے۔سورہ حدید پارہ ۲۷ میں ہے وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ ’’تم جہاں کہیں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔‘‘اور ساتھ بھی اتنا کہ فرمایا نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ’’ہم انسان کے شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔‘‘سمجھ میں آئے یا نہ آئے ہم نے یہ عقیدہ رکھنا ہے۔تو فرعون نے کہا کہ میں جھانک کر دیکھوں موسیٰ علیہ السلام کے الٰہ کو وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ كَاذِبًا اور بے شک میں خیال کرتا ہوں موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہ وہ جھوٹا ہے معاذ اللہ تعالیٰ۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَكَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ اور اسی طرح مزین کیا گیا فرعون کے لیے سُوءُ عَمَلِهِ اس کا برا عمل۔ شیطان نے مزین کیا، تاج نے مزین کیا، اقتدار نے مزین کیا، فوجوں اور عملے نے مزین کیا تکبر اور گھمنڈ کی وجہ سے ایمان نہ لایا وَصُدَّ عَنِ السَّبِيلِ اور روک دیا گیا سیدھے راستے سے۔اقتدار کے نشے میں آکر حق کو قبول نہ کیا اور ساری حرکتیں کیں وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ اور نہیں تھی تدبیر فرعون کی مگر تباہی میں۔اپنی فوجوں کو تباہ کیا، قوم کو تباہ کیا، خود تباہ ہوا نہ موسیٰ علیہ السلام کا کچھ بگاڑ سکا نہ ہارون علیہ السلام اور مومنوں کا کچھ بگاڑ سکا۔ صرف اتنا ہوا کہ رب تعالیٰ نے اس کی لاش کو کنارے پر پھینک دیا تا کہ لوگ دیکھ سکیں۔ یہ تھا اپنے آپ کو رب الاعلیٰ کہنے والا جس کا پیٹ آج مشک کی طرح پانی سے بھرا ہے اور ناک سے بہہ رہا ہے۔پھر آج تک اس کی لاش مصر کے عجائب گھر میں موجود ہے۔جب کبھی اخبارات میں اس کا فوٹو آتا ہے تو آدمی دیکھ کر حیران ہوتا ہے۔

****

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۫ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿۴۱﴾ ط تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۫ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْۗءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾

وَقَالَ اور کہا الَّذِيْٓ اس شخص نے اٰمَنَ جو ایمان لا چکا تھا يٰقَوْمِ اے میری قوم اتَّبِعُوْنِ تم میری پیروی کرو اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ میں تمہاری راہنمائی کرتا ہوں سیدھے راستے کی يٰقَوْمِ اے میری قوم اِنَّمَا پختہ بات ہے هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا یہ دنیا کی زندگی مَتَاعٌ تھوڑا سا فائدہ ہے وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ اور بے شک آخرت ہی هِيَ دَارُ الْقَرَارِ

وہی ٹھہرنے کی جگہ ہے مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً جس شخص نے عمل کیا بُرا فَلَا
يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا پس اس کو نہیں بدلہ دیا جائے گا مگر اس جیسا وَمَنْ عَمِلَ
صَالِحًا اور جس نے عمل کیا اچھا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وہ مرد ہو یا عورت وَ
هُوَ مُؤْمِنٌ اس حال میں کہ وہ ایمان دار ہو فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ پس
وہ لوگ داخل ہوں گے جنت میں يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا ان کو رزق دیا جائے گا اس
جنت میں بِغَيْرِ حِسَابٍ بغیر حساب کے وَيٰقَوْمِ اور اے میری قوم
مَالِيْٓ مجھے کیا ہو گیا ہے اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ میں تمہیں دعوت دیتا ہوں
نجات کی طرف وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ اور تم مجھے دعوت دیتے ہو آگ کی
طرف تَدْعُوْنَنِيْ تم مجھے دعوت دیتے ہو لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ کہ میں کفر کروں
اللہ تعالیٰ کے ساتھ وَاُشْرِكَ بِهٖ اور میں شریک ٹھہراؤں اس کے ساتھ مَا
اس چیز کو لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ جس کا مجھے کچھ علم نہیں وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اور
میں تمہیں دعوت دیتا ہوں اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ غالب اور بخشنے والی ذات کی
طرف لَا جَرَمَ ضرور بالضرور اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ بے شک وہ چیز جس
کی طرف تم مجھے دعوت دیتے ہو لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا نہیں ہے اس کی
دعوت دنیا میں وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ اور نہ آخرت میں وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اور بے
شک ہمارا پھر جانا اِلَى اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ
اَصْحٰبُ النَّارِ اور بے شک حد سے بڑھنے والے وہی دوزخی ہیں

فَسَتَذْكُرُوْنَ پس تاکید تم یاد کرو گے مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ جو میں تمہیں کہتا ہوں وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ اور میں سپرد کرتا ہوں اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ دیکھ رہا ہے اپنے بندوں کو فَوَقٰىهُ اللّٰهُ پس بچایا اس کو اللہ تعالیٰ نے سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا ان بُری تدبیروں سے جو انہوں نے کیں وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ اور گھیر لیا فرعونیوں کو سُوْٓءُ الْعَذَابِ بُرے عذاب نے۔

اس سے پہلے یہ بات بیان ہوئی ہے کہ جب فرعون نے کہا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا چاہتا ہوں تو مردِ مومن نے فرعون کی بات کو کاٹا اور لوگوں کو نتیجے سے آگاہ کیا کہ اس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی شکل میں آئے گا اور تمہارے سے پہلے جن قوموں نے پیغمبروں کی مخالفت کی ان کا انجام تمہارے سامنے ہے تمہارا بھی انجام ویسا ہی ہوگا۔ فرعون نے رجلِ مومن کا مقابلہ چھوڑ کر کہ یہ تو اپنی بات کو چھوڑتا نہیں ہے۔ اپنے وزیر اعظم ہامان کی طرف رخ کیا کہ مجھے ایک محل تیار کر کے دے تا کہ میں اس پر چڑھ کر موسیٰ علیہ السلام کے رب کو دیکھوں۔

دنیا کی بے ثباتی :

جب فرعون کی گفتگو ختم ہوئی تو مردِ مومن بول پڑا وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ اور کہا اس شخص نے جو ایمان لا چکا تھا يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اے میری قوم میری پیروی کرو اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ۔ رشاد کا معنی بھلائی۔ میں تمہاری راہنمائی کرتا ہوں بھلائی کے راستے کی۔ فرعون نے جو تمہیں کہا ہے کہ میں تمہیں سیدھے راستے پر چلاتا ہوں اس نے

غلط کہا ہے وہ راستہ صحیح نہیں ہے صحیح راستہ یہ ہے یٰقَوۡمِ اے میری قوم اِنَّمَا هٰذِهِ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا مَتَاعٌ پختہ بات ہے کہ یہ دنیا کی زندگی تھوڑا سا سامان ہے۔ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور اے میری قوم وَّاِنَّ الۡاٰخِرَةَ هِىَ دَارُ الۡقَرَارِ اور بے شک آخرت ہی ٹھہرنے کا گھر ہے۔ اصل زندگی اور ہمیشہ کی زندگی آخرت کی ہے۔ دنیا کی زندگی پر مسحور نہ ہوں اس پر نہ مرو اس سے دھوکہ نہ کھاؤ۔ اے میری قوم! مَنۡ عَمِلَ سَيِّئَةً جس نے عمل کیا بُرا فَلَا يُجۡزٰٓى اِلَّا مِثۡلَهَا پس اس کو بدلہ نہیں دیا جائے گا مگر اس جیسا۔ اور سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۵۹ پارہ ۸ میں ہے مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا "جو شخص لایا ایک نیکی پس اس کے لیے دس گنا اجر ہے وَمَنۡ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجۡزٰٓى اِلَّا مِثۡلَهَا اور جو شخص لایا برائی پس نہیں بدلا دیا جائے گا مگر اس جیسا۔" اللہ تعالیٰ کا انعام اور احسان دیکھو گناہ ایک کرے گا تو ایک ہی سمجھا جائے گا نیکی ایک کرے گا تو دس شمار ہوں گی۔ ایک دفعہ سبحان اللہ! کہا دس نیکیاں مل گئیں، ایک دفعہ کسی کو کہا السلام علیکم! تو دس نیکیاں مل گئیں اور اگر کسی کو گالی نکالتا ہے تو ایک گناہ ہوگا۔

پھر نیکی میں تفصیل ہے عام حالات میں نیکی ایک کی دس اور فی سبیل اللہ کی مد میں کرے گا تو ایک کا بدلہ کم از کم سات سو ہے۔ جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۹۱ میں ہے وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنۡ يَّشَآءُ "اور اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے یعنی سات سو سے زیادہ کر دے جس کے لیے چاہے۔ پھر فی سبیل اللہ کی بہت ساری مدیں ہیں علم دین حاصل کرنا مثلاً: آپ اپنے گھر سے اس نیت کے ساتھ چلے کہ درس قرآن سننا ہے تو ایک ایک قدم پر سات سات سو نیکیاں ہیں آتے ہوئے بھی اور جاتے ہوئے بھی۔ اسی طرح دین کی تبلیغ کے لیے چلے ہیں تو ایک ایک قدم پر سات سات سو نیکیاں ملیں گی۔

جہاد کے لیے جا رہے ہیں ایک ایک قدم پر سات سات سو نیکیاں ملیں گی۔ حج کا سفر بھی فی سبیل اللہ کی مد میں ہے۔

تو فرمایا جس نے عمل کیا برا تو اس کو اس جیسا بدلہ دیا جائے گا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا اور جس نے عمل کیا اچھا مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وہ مرد ہو یا عورت وَهُوَ مُؤْمِنٌ اس حال میں کہ وہ مومن ہو کیونکہ ایمان کے بغیر کوئی عمل عمل نہیں ہے۔

قبولیتِ عمل کی شرائط :

عمل کے قبول ہونے کے لیے تین شرطیں ہیں:

① ...... ایمان ② ...... اخلاص ③ ...... اور اتباعِ سنت

ان کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ پس یہی لوگ داخل ہوں گے جنت میں يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ رزق دیا جائے گا ان کو جنت میں بغیر حساب کے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک ایک جنتی سو سو آدمیوں کے برابر کھائے گا اور بڑی عجیب بات ہے لَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ "نہ پیشاب کریں گے اور نہ پاخانہ۔" بخاری شریف کی روایت ہے۔ سوال کیا گیا حضرت! وہ کھانا کہاں جائے گا؟ فرمایا ڈکار کے ساتھ کھانا ہضم ہو جائے گا۔

مردِ مومن نے کہا وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اور اے میری قوم مجھے کیا ہو گیا ہے اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ میں تمہیں دعوت دیتا ہوں نجات کی طرف وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ اور تم مجھے دعوت دیتے ہو آگ کی طرف۔ وہ اس طرح کہ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ تم مجھے دعوت دیتے ہو کہ میں کفر کروں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کہ اس کے احکام کو نہ مانوں۔ خدا، پیغمبر اور معجزات کو نہ مانوں وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ اور میں

شریک ٹھہراؤں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس چیز کو جس کا مجھے علم نہیں ہے۔ اے میری قوم! ذرا سوچو غور کرو میں تمہیں نجات کی طرف دعوت دیتا ہوں اور تم آگ کی طرف دعوت دیتے ہو۔ میں اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دیتا ہوں اور تم شرک کی دعوت دیتے ہو وَاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ اور میں تمہیں دعوت دیتا ہوں اس ذات کی طرف جو غالب ہے بخشنے والا ہے۔ ضابطے کے مطابق لَا جَرَمَ کا معنی ہے ضرور بالضرور، لامحالہ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَيْهِ بے شک وہ چیز جس کی طرف تم مجھے دعوت دیتے ہو لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِى الدُّنْيَا وَلَا فِى الْاٰخِرَةِ نہیں ہے اس کی دعوت دنیا میں اور نہ آخرت میں۔ نہ دنیا میں دعوت قبول کر سکتا ہے نہ آخرت میں۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کون ہے جو دعاؤں کو قبول کرے اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ [النمل: ۶۲] ''بھلا کون ہے جو مجبور اور بے کس کی دعا کو قبول کرتا ہے جب وہ اس کو پکارتا ہے اور دور کرتا ہے تکلیف کو۔'' اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی دوسری ذات نہیں ہے جو دعا قبول کرے اور کسی کا کام بنا سکے۔ دنیا اور آخرت میں اگر یہ اختیارات حاصل ہوتے تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کو حاصل ہوتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سب سے بلند مقام آپ ﷺ کا ہے۔ یہ ہر مسلمان کا بنیادی اور ٹھوس عقیدہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ ﷺ کی زبان مبارک سے اعلان کروایا قُلْ ''آپ ان کو کہہ دیں لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا [سورۃ جن] ''میں نہیں ہوں مالک تمہارے لیے نقصان کا اور نہ نفع کا۔'' اور یہ بھی اعلان کروایا قُلْ ''آپ کہہ دیں لَآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا [سورۃ الاعراف] ''میں اپنے نفس کے لیے بھی نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں۔'' جب آنحضرت ﷺ نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں تو اور کسی کی کیا

حیثیت ہے؟ کیا کوئی ولی، پیر، شہید آپ ﷺ سے بڑھ سکتا ہے؟ حاشا وکلا۔

تو فرمایا کہ تم ان کو پکارتے ہو جن کے لیے پکار نہ دنیا میں ہے نہ آخرت میں وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ اور بے شک ہمارا پھر جانا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف۔ مَرَدَّ ظرف کا صیغہ بھی بن سکتا ہے جس کا معنیٰ ہے لوٹنے کی جگہ اور مصدر میمی بھی بن سکتا ہے پھر معنیٰ ہو گا لوٹنا۔ ہمارے لوٹنے کی جگہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، ہمارا لوٹنا اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ اور اے میری قوم سن لو! وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ اور بے شک حد سے بڑھنے والے اللہ تعالیٰ کی حدوں کو پھلانگنے والے ہی دوزخی ہیں۔ اے میری قوم! جو باتیں میں کہہ رہا ہوں ان کو ٹھنڈے دل کے ساتھ سنو اور سمجھو فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ پس تاکید تم یاد کرو گے جو میں تمھیں کہتا ہوں۔ یہ سب تمہارے سامنے آئیں گی بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے جنت بھی سامنے دوزخ بھی سامنے وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ اور میں اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ بے شک اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے بندوں کو۔

مردِ مومن کی حفاظت :

یہاں پر تفسیروں میں بہت کچھ لکھا ہے۔ رجل مومن نے حق بیان کر دیا دربار کا وقت ختم ہو گیا۔ وزیر مشیر اور عملہ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے لیکن مرد مومن کی تقریر سے فرعون کی نیند حرام ہو گئی۔ ایک تو اس لیے کہ چچازاد بھائی ہے دوسرا یہ کہ کسی بڑے عہدے پر فائز تھا۔ وزیر داخلہ تھا یا کوئی اور عہدہ۔ اور اس کی باتوں کا فرعون کے پاس جواب بھی کوئی نہیں تھا۔ مرد مومن نے وہاں سے اٹھ کر جنگل کا رخ کیا۔ اس کو علم تھا کہ اب اس خبیث نے کیا کرنا ہے۔ فرعون نے ہنگامی اجلاس طلب کر لیا اور حزقیل کے متعلق رائے

لی کہ اس کے متعلق کیا کرنا چاہیے؟ کہنے لگا میری رائے یہ ہے کہ اس کو قتل کر دینا چاہیے اگر چہ وہ میرے چچا کا لڑکا ہے مگر اب وہ ملک وقوم کے لیے مضر اور نقصان دہ ہے۔ سب نے فرعون کی ہاں میں ہاں ملائی کہ مزاج کو جانتے تھے کہ فرعون جو بات کرتا ہے اس کو کر کے چھوڑتا ہے۔ چنانچہ فرعون نے ایک ایک ہزار فوجی جوان روانہ کیا کہ اس کو تلاش کر دو اور جہاں ملے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ تفسیر صاوی وغیرہ میں آتا ہے کہ مرد مومن نے جنگل میں ڈیرہ لگایا۔ جب یہ فوجی وہاں پہنچے تو وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ بنی اسرائیل کے لیے دو نمازیں تھیں ہمارے لیے پانچ ہیں اور اس کے اردگرد شیر چیتے اور بھیڑیے پہرہ دے رہے تھے۔ جس وقت یہ فوج قریب گئی تو شیر، چیتوں اور بھیڑیوں نے ان کو چیر پھاڑ کر رکھ دیا اور جو بھاگ کر بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے جب فرعون کے پاس پہنچے تو اس نے حکم دیا کہ ان کو قتل کر دو انہوں نے میرا حکم کیوں نہیں مانا خالی واپس کیوں آ گئے ہیں۔ وہ مرد مومن اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں تھا یہ کیسے گرفتار کر سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَوَقٰـىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا پس بچا لیا اللہ تعالیٰ نے اس مرد مومن کو ان کی بُری تدبیروں سے جو انہوں نے کیں کہ اس کو گرفتار کر کے قتل کر دو وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ اور گھیر لیا فرعونیوں کو بُرے عذاب نے۔ بحر قلزم میں ان کو اللہ تعالیٰ نے غرق کیا۔ فرعون، ہامان اور ان کی فوجوں کو۔ باقی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ ان شاء اللہ العزیز

❋❋❋❋

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾ وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ قَالُوْا بَلٰى ؕ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ ع اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿۵۱﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا آگ ہے ان کو پیش کیا جائے گا اس پر غُدُوًّا پہلے پہر وَّعَشِيًّا اور پچھلے پہر وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اور جس دن قیامت قائم ہوگی (اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے) اَدْخِلُوْٓا داخل کرو اٰلَ فِرْعَوْنَ فرعونیوں کو اَشَدَّ الْعَذَابِ سخت عذاب میں وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ اور جس وقت آپس میں جھگڑا کریں گے فِي النَّارِ دوزخ میں فَيَقُوْلُ پس کہیں گے الضُّعَفٰٓؤُا کمزور لِلَّذِيْنَ ان لوگوں کو اسْتَكْبَرُوْا

جنہوں نے تکبر کیا اِنَّا كُنَّا بے شک ہم لَكُمْ تَبَعًا تمہارے تابع تھے
فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ پس کیا تم کفایت کر سکتے ہو عَنَّا ہماری طرف سے
نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ آگ کے ایک حصے کی قَالَ الَّذِيْنَ کہیں گے وہ لوگ
اسْتَكْبَرُوْٓا جنہوں نے تکبر کیا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ بے شک ہم سب اس میں
پڑے ہوئے ہیں اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ نے قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ
فیصلہ کیا ہے بندوں کے درمیان وَقَالَ الَّذِيْنَ اور کہیں گے وہ لوگ فِي
النَّارِ جو دوزخ میں ہوں گے لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ دوزخ کے داروغوں کو
ادْعُوْا رَبَّكُمْ پکارو اپنے رب کو يُخَفِّفْ عَنَّا کہ تخفیف کر دے ہم سے
يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ایک دن عذاب سے قَالُوْٓا وہ کہیں گے اَوَلَمْ تَكُ
تَاْتِيْكُمْ کیا نہیں آتے تھے تمہارے پاس رُسُلُكُمْ تمہارے رسول
بِالْبَيِّنٰتِ واضح دلائل لے کر قَالُوْا وہ کہیں گے بَلٰى کیوں نہیں آئے
تھے قَالُوْا وہ کہیں گے فَادْعُوْا پس تم خود ہی دعا کرو وَمَا دُعٰٓؤُا
الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ اور نہیں ہے دعا کافروں کی مگر خسارے میں اِنَّا
لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا بے شک ہم البتہ ضرور مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا کی
زندگی میں وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ اور جس دن کھڑے ہوں گے گواہ يَوْمَ لَا
يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ جس دن نفع نہیں دے گا ظالموں کو مَعْذِرَتُهُمْ ان کا

معذرت کرنا وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ اور ان کے لیے لعنت ہوگی وَلَهُمْ سُوْءُ الدَّارِ اور ان کے لیے بُرا گھر ہوگا۔

اس سے پہلے مردِ مومن جو فرعون کا چچازاد بھائی تھا اس کا اور فرعون کے مکالمے کا ذکر تھا۔ آخر میں مردِ مومن نے کہا کہ میری باتیں تم یاد کرو گے اور میں اپنا معاملہ خدا کے سپرد کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے اس کو فرعونیوں کے شر سے بچا لیا اور فرعونیوں کو بُرے عذاب نے گھیر لیا۔ وہ عذاب کیا تھا؟

فرعونیوں کا انجام :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا آگ ہے جس پر وہ پیش کیے جاتے ہیں غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا پہلے پہر اور پچھلے پہر یعنی صبح شام آگ میں ہیں صبح سے لے کر شام تک اور شام سے لے کر صبح تک عذاب میں ہیں بظاہر تو فرعون اور اس کا وزیر اعظم ہامان اور اس کا سارا لشکر بحرِ قلزم میں غرق ہوا لیکن حقیقت میں سیدھے دوزخ میں گئے اس سے عذابِ قبر کا اثبات ہوتا ہے کیونکہ آخرت کے عذاب کا ذکر آگے آرہا ہے وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اور جس دن قیامت قائم ہوگی اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ داخل کرو فرعونیوں کو سخت عذاب میں تو قیامت کا عذاب علیحدہ ہے اور مرنے کے بعد جو عذاب ہے اسی کو قبر برزخ کا عذاب کہتے ہیں۔ مرنے والا جہاں بھی ہو چاہے اس کو مچھلیاں کھا گئی ہوں، درندے کھا گئے ہوں، دفن کر دیا گیا ہو، آگ میں جلا دیا گیا ہو اگر وہ سزا یافتہ ہے تو اس کو عذاب ضرور ہوگا۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ دفن کر دینے کے بعد اگر وہ کافر ہے تو پہلے اس کے لیے جنت کی کھڑکی کھولی جاتی ہے وہ اس کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے کہ میرے لیے جنت کی

کھڑکی کھولی گئی ہے حالانکہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ اگر مومن ہوتے تو یہ ٹھکانا تھا۔ پھر فوراً حکم ہوتا ہے کہ اب دوزخ کی کھڑکی کھول دو اور کہا جاتا ہے کہ اب تمہارا یہ ٹھکانا ہے۔ اگر مومن ہوتا ہے تو اس کے لیے دوزخ کی کھڑکی کھولی جاتی ہے تاکہ اس کو علم ہو جائے کہ اگر ایمان نہ ہوتا تو یہ ٹھکانا تھا۔ پھر فوراً جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے کہ اب تمہارا یہ ٹھکانا ہے۔ تو مرنے کے بعد عذاب ثواب شروع ہو جاتا ہے اور قیامت تک رہتا ہے۔

تابع ومتبوع کا جھگڑا :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِذْ یَتَحَآجُّوْنَ فِی النَّارِ اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب آپس میں جھگڑا کریں گے دوزخ میں فَیَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا پس کہیں گے کمزور لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا ان کو جنہوں نے تکبر کیا۔ یوں سمجھو کہ چھوٹے بڑوں کو کہیں گے، شاگرد استادوں کو کہیں گے، مرید پیروں کو کہیں گے، کارکن لیڈروں کو کہیں گے، رعایا اپنے سرداروں کو کہے گی اِنَّا کُنَّا لَکُمْ تَبَعًا۔ تَبَعًا تَابِعٌ کی جمع ہے۔ بے شک ہم تمہارے تابع تھے تو تمہارے پیچھے لگ کر ہم نے یہ کاروائیاں کیں فَھَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِیْبًا مِّنَ النَّارِ پس کیا تم کفایت کر سکتے ہو ہماری طرف سے آگ کے ایک حصے کی۔ دنیا میں تم نے ہمیں اپنے ساتھ ملایا تھا آج ہماری کچھ مدد کرو کہ ہم دوزخ میں نہ جائیں قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے تکبر کیا جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتے تھے اقتدار والے اِنَّا کُلٌّ فِیْھَآ بے شک ہم سب اس میں پڑے ہوئے ہیں تمہیں کیسے رہا کرائیں۔ اور سورہ سبا آیت نمبر ۳۲ پارہ ۲۲ میں ہے کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے تکبر کیا ان لوگوں سے جو کمزور ہیں اَنَحْنُ صَدَدْنٰکُمْ عَنِ الْھُدٰی ''کیا ہم نے تمہیں روکا تھا ہدایت سے بَعْدَ اِذْ جَآءَکُمْ بعد اس کے کہ جب آ گئی تمہارے

پاس بَلْ کُنْتُمْ مُّجْرِمِیْنَ بلکہ تم خود مجرم تھے۔'' اور کہیں گے کمزور لوگ ان کو جنہوں نے تکبر کیا بَلْ مَکْرُ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ ''بلکہ رات دن کے فریب میں تم ہمیں گمراہ کرتے تھے اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّکْفُرَ بِاللّٰهِ جب تم حکم دیتے تھے ہمیں کہ ہم کفر کریں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وَ نَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا اور بنائیں ہم اس کے لیے شریک۔'' یہ باتیں تم بھول گئے۔ دن رات جلسے کر کے اجتماع کر کے یہی سبق تو ہمیں دیتے تھے آج کہتے ہو کہ ہم نے تمہیں گمراہ نہیں کیا۔ آج تم کیسے بری الذمہ ہو گئے۔ تو یہ جھگڑا آپس میں کریں گے دوزخ کے اندر۔ تو وڈیرے کہیں گے بے شک ہم سب دوزخ میں پڑے ہیں ہم کیا کر سکتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَکَمَ بَیْنَ الْعِبَادِ بے شک اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا ہے اپنے بندوں کے درمیان۔ لہٰذا اب تم بھی بھگتو اور ہم بھی بھگت رہے ہیں۔ جب ایک دوسرے کی امداد نہیں کر سکیں گے اور بے بس ہوں گے تو وَقَالَ الَّذِیْنَ فِی النَّارِ اور کہیں گے وہ لوگ جو دوزخ میں ہوں گے لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ۔ خَزَنَة خازن کی جمع ہے اس کا معنی ہے نگران پہرے دار، جہنم کے پہرے دار فرشتے۔ سورہ مدثر پارہ ۲۹ میں ہے عَلَیْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ''مقرر ہیں اس پر انیس فرشتے۔'' یہ بڑے بڑے عہدوں والے ان کے نیچے ہزاروں کی تعداد میں فرشتے ہوں گے ان انیس فرشتوں کے انچارج کا نام ہے مالک علیہ السلام۔ تو یہ سب دوزخی مل جل کر جہنم کے داروغوں سے کہیں گے اُدْعُوْا رَبَّکُمْ پکارو اپنے رب کو۔ اپنے رب سے دعا کرو یُخَفِّفْ عَنَّا یَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ وہ تخفیف کر دے ہم سے ایک دن کے عذاب کی تاکہ ہم سانس لے سکیں۔ اس سے پہلے خود بھی دعا کریں گے اور رب تعالیٰ کو کہیں گے اے رب ہمارے ہمیں نکال دے یہاں سے۔ پھر اگر ہم لوٹ کر ایسی بات کریں تو بے شک ہم ظالم ہیں۔

احادیث میں آتا ہے کہ ہزار سال تک دعا کرتے رہیں گے۔ ہزار سال کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اِخْسَئُوْا فِیْهَا وَلَا تُکَلِّمُوْنِ [المومنون:۱۰۸] ''ذلیل ہو کر یہاں دوزخ میں ہی پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔'' میرے سے کچھ نہ مانگو۔ جب خود مانگنے میں ناکام ہو جائیں گے تو پھر جہنم کے داروغوں کو کہیں گے کہ اپنے رب سے کہو کہ ایک دن کے عذاب کی ہم سے تخفیف ہو جائے جیسے محنت مزدوری کرنے والے لوگ چھٹی والے دن قدرے خوش ہوتے ہیں کہ کچھ نہ کچھ سکھ ہوا نیند کی کمی پوری کر لیں سودا سلف خرید لیں گے تھکاوٹ دور کر لیں گے لیکن ان کو تخفیف حاصل نہیں ہوگی۔ سورۃ سبا میں ہے فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِیْدَکُمْ اِلَّا عَذَابًا ''اب تم اس عذاب کا مزہ چکھو پس ہم نہیں زیادہ کریں گے تمہارے لیے مگر عذاب۔ مثلاً: کل جتنا عذاب تھا آج اس سے زیادہ ہوگا اس سے اگلے دن اور تیز ہوگا۔ جنت والوں کے لیے خوشیوں میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا اور دوزخیوں کے لیے عذاب میں تو جب فرشتوں سے تخفیف عذاب کا کہیں گے قَالُوْٓا فرشتے کہیں گے اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِیْکُمْ رُسُلُکُمْ کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس تمہارے رسول بِالْبَیِّنٰتِ واضح دلائل لے کر۔ پیغمبر کے نائب تمہارے پاس نہیں پہنچے قَالُوْا بَلٰی دوزخی کہیں گے کیوں نہیں آئے تھے پیغمبر بھی آئے تھے اور ان کے نائبین بھی آئے تھے انہوں نے ہمیں حق سنایا اور بتلایا اور سمجھایا تھا لیکن غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَکُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ [المومن:۱۰۶] ''ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔'' قَالُوْا فرشتے کہیں گے فَادْعُوْا پس تم خود دعا کرو۔ ہم نے تمہارے لیے دعا کر کے رب کو ناراض نہیں کرنا خود اپنی درخواست پیش کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ مَا دُعٰٓؤُا الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ اور نہیں ہے دعا کافروں کی مگر خسارے میں۔ ان کو دعا

کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ جب ہر طرف سے ناکام ہو جائیں گے تو پھر ابلیس کے پاس جائیں گے اور کہیں گے دنیا میں تو ہمیں بڑے سبز باغ دکھاتا تھا اب ہمارے لیے کچھ کر تو نے ہمارے سے شرک کرایا، غلط کاریاں کرائیں۔ شیطان جواب دے گا مَا کَانَ لِیَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡ سُلۡطٰنٍ ''میرا تمہارے اوپر کوئی زور نہیں تھا اِلَّاۤ اَنۡ دَعَوۡتُکُمۡ فَاسۡتَجَبۡتُمۡ لِیۡ مگر میں نے تمہیں دعوت دی تم نے میری بات قبول کر لی فَلَا تَلُوۡمُوۡنِیۡ وَلُوۡمُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ پس مجھے ملامت نہ کرو ملامت کرو اپنی جانوں کو مَاۤ اَنَا بِمُصۡرِخِکُمۡ وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُصۡرِخِیَّ [ابراہیم: ۲۲] ''نہ میں تمہیں چھڑا سکتا ہوں اور نہ تم مجھے چھڑا سکتے ہو۔'' تو کہیں سے ان کو کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ کاش! کہ آج دنیا میں سمجھ جائیں۔ اس سے پہلے بیان ہوا ہے کہ فرعون اور اس کے حواریوں نے موسیٰ علیہ السلام کے خلاف ہارون علیہ السلام کے خلاف مردِ مومن کے خلاف بڑے منصوبے بنائے، اللہ تعالیٰ نے سارے ناکام کیے۔

نصرتِ خداوندی :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا بے شک البتہ ہم ضرور مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا دنیا کی زندگی میں۔ وہ مدد چاہے پہلے مرحلے میں ہو جائے یا آخری مرحلے میں۔ اللہ تعالیٰ پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی نصرت ضرور فرماتے ہیں۔ مثلاً: احد کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی مدد فرمائی۔ بعد میں اپنی غلطی کی وجہ سے نقصان اٹھانا پڑا۔ اس کے بعد پھر دشمن ہی بھاگا ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کا تعاقب کیا اور وہ پیغمبر جن کو جہاد کا حکم تھا ان کی مدد اور دشمن کی ناکامی تو عیاں ہے اور جن پر جہاد فرض نہیں تھا ان کو اگرچہ تکالیف پہنچی حتی کہ بعض انبیاء کرام علیہم السلام کو شہید بھی کر دیا گیا جیسے زکریا علیہ السلام

یحیٰ علیہ السلام۔ تو ان کی نصرت اس معنٰی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مخالفین سے ضرور انتقام لیا ہے نیست ونابود کیا ہے اور پیغمبروں کے مشن کو دنیا میں جاری رکھا۔ یہی ان کی نصرت اور پھر کامیابی کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ حق پرستوں کی قربانیوں کو ضائع نہیں کرتا خواہ درمیان میں کتنے ہی اتار چڑھاؤ کیوں نہ آئیں مگر مشن انہی کا کامیاب ہوتا ہے اور آخرت میں تو ان کی کامیابی یقینی ہے۔ فرمایا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ۔ اشهاد شاهد کی جمع ہے۔ جب قیامت والے دن گواہ کھڑے ہوں گے اس وقت بھی مدد کریں گے۔ وہ گواہ خود پیغمبر بھی ہوں اور مومن بھی ہوں گے، ہاتھ پاؤں بھی گواہی دیں گے جیسا کہ سورہ یٰسین میں موجود ہے اور دوسرے اعضاء بھی گواہی دیں گے جیسا کہ سورہ حم سجدہ میں اور لوگ کہیں گے اپنی کھالوں سے لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ''تم کیوں گواہی دیتے ہو ہمارے خلاف قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ ''وہ کہیں گے کہ ہمیں بلوایا ہے اس اللہ نے جس نے ہر چیز کو بلوایا ہے'' ہمارا کیا اختیار ہے۔

تو جس دن گواہ کھڑے ہوں گے اللہ تعالیٰ اس دن بھی پیغمبروں کو اور مومنوں کو کامیابی نصیب فرمائے گا يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ جس دن فائدہ نہیں دے گا ظالموں کو ان کا معذرت کرنا۔ مختلف بہانے کریں گے۔ کبھی کہیں گے اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا [الاحزاب:۶۷] ''بے شک ہم نے اطاعت کی اپنے سرداروں کی اور بڑوں کی۔'' تو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔'' کبھی کہیں گے لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ [سورۃ الملک] '' کاش کہ ہم سنتے اور سمجھتے تو ہم دوزخ والوں میں سے نہ ہوتے۔'' کبھی کہیں گے ہم نے تو شرک کیا ہی نہیں ویسے ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتے رہے وَلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ [سورۃ القیامۃ] اگر چہ وہ

اپنے کتنے ہی حیلے بہانے کریں لیکن ان کا کوئی بہانہ ان کو فائدہ نہیں دے گا۔ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ اوران کے لیے لعنت ہوگی وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ اوران کے لیے بُرا گھر ہوگا۔ دوزخ سے بُرا گھر کون سا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان مرد عورت کو اس سے بچائے اور محفوظ رکھے۔

****
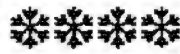
وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا
بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿۵۳﴾ هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۵۴﴾
فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ
رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ
بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ
بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۵۶﴾ لَخَلْقُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ڏ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾
اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ
الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ ع ۱۰

وَلَقَدْ اور البتہ تحقیق اٰتَيْنَا مُوْسَى دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو الْهُدٰى ہدایت وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ اور ہم نے وارث بنایا بنی اسرائیل کو کتاب کا هُدًى جو ہدایت تھی وَّذِكْرٰى اور نصیحت تھی لِاُولِي الْاَلْبَابِ عقل مندوں کے لیے فَاصْبِرْ پس آپ صبر کریں اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق ہے وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ اور معافی مانگیں اپنی لغزش کے لیے وَسَبِّحْ اور تسبیح بیان کریں بِحَمْدِ رَبِّكَ اپنے

رب کی حمد کے ساتھ بِالْعَشِیِّ پچھلے پہر وَالْاِبْکَارِ اور پہلے پہر اِنَّ الَّذِیْنَ بے شک وہ لوگ یُجَادِلُوْنَ جھگڑا کرتے ہیں فِیْٓ اٰیٰتِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں بِغَیْرِ سُلْطٰنٍ بغیر کسی دلیل کے اَتٰهُمْ جوان کے پاس آئی ہو اِنْ فِیْ صُدُوْرِهِمْ نہیں ہے ان کے سینوں میں اِلَّا كِبْرٌ مگر تکبر مَّا هُمْ بِبَالِغِیْهِ نہیں ہیں وہ اس تک پہنچنے والے فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ پس آپ اللہ تعالیٰ سے پناہ لیں اِنَّهٗ بے شک وہ اللہ تعالیٰ ہی هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ وہی سننے والا دیکھنے والا ہے لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ البتہ پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا اَكْبَرُ بہت بڑا ہے مِنْ خَلْقِ النَّاسِ لوگوں کے پیدا کرنے سے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لیکن اکثر لوگ لَا یَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَالْبَصِیْرُ اور نہیں ہے برابر اندھا اور دیکھنے والا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کیے اچھے وَلَا الْمُسِیْٓءُ اور نہ برے کام کرنے والا قَلِیْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ بہت کم تم نصیحت حاصل کرتے ہو اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ بے شک قیامت البتہ آنے والی ہے لَّا رَیْبَ فِیْهَا کوئی شک نہیں ہے اس میں وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے وَ قَالَ رَبُّكُمُ اور فرمایا تمہارے رب نے ادْعُوْنِیْٓ پکارو مجھے اَسْتَجِبْ لَكُمْ میں قبول کرتا تمہاری دعاؤں کو اِنَّ الَّذِیْنَ بے شک وہ لوگ

یَسْتَکْبِرُوْنَ جو تکبر کرتے ہیں عَنْ عِبَادَتِیْ میری عبادت سے سَیَدْخُلُوْنَ عنقریب داخل ہوں گے جَھَنَّمَ جہنم میں دٰخِرِیْنَ ذلیل ہوکر۔

فرعونیوں کے غرق ہونے کے بعد بنی اسرائیل اب آزاد قوم تھی۔ ان کو قانون اور دستور کی ضرورت تھی تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو تورات عطا فرمائی۔ آسمانی کتابوں میں قرآن کریم کے بعد تورات بڑی بلند مرتبے والی کتاب تھی۔ لیکن اس وقت قطعیت کے ساتھ نہیں بتلایا جا سکتا کہ تورات اپنی اصلی شکل میں کسی جگہ موجود ہے کیونکہ یہودیوں اور عیسائیوں نے اس میں بڑی گڑبڑ کی ہے تحریف کی ہے۔ آسمانی کتابوں میں صرف قرآن پاک کو یہ شرف حاصل ہے کہ صدیاں گزرنے کے باوجود اپنی اصل شکل میں موجود ہے زیر زبر کا بھی فرق اس میں نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس امت نے یہ ڈیوٹی ادا کی ہے۔

علمی میراث :

تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْھُدٰی اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ہدایت والی کتاب تورات وَاَوْرَثْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْکِتٰبَ اور وارث بنایا ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب کا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتاب اور علم کی بھی وراثت ہوتی ہے وراثت صرف مال کی نہیں ہوتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے وارث بنایا بنی اسرائیل کو کتاب کا۔ حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْھَمًا وَّلَا دِیْنَارًا ''درہم دینار کے وارث نہیں بناتے۔'' انبیاء کرام علیہم السلام کی وراثت سونے چاندی کے سکے نہیں ہوتی اِنَّمَا وَرَّثُوْا الْعِلْمَ ''وہ علم کا وارث

بناتے ہیں فَمَنْ اَخَذَہٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ ''جس نے صحیح علم حاصل کیا اس نے پیغمبروں کی وراثت کا وافر حصہ لیا۔'' تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو تورات کا وارث بنایا هُدًی ہدایت تھی وَّذِکْرٰی اور نصیحت والی کتاب تھی لِاُولِی الْاَلْبَابِ عقل مندوں کے لیے۔ کیونکہ آسمانی کتاب انہی لوگوں کے لیے ہدایت بنتی ہے جن کی عقل صحیح ہو۔ اور اوٹ پٹانگ عقل والے کبھی آسمانی کتاب سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فرعون کا قصہ تم نے سن لیا کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو کیا کیا تکلیفیں پہنچائیں لہٰذا فَاصْبِرْ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! ان کافروں کی اذیت پر صبر کریں اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ قیامت کا حق ہے۔ ساری حقیقت قیامت والے دن کھل جائے گی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ اور بخشش طلب کر اپنی لغزش کے لیے۔

اجتہادی غلطی پر تنبیہ مع شانِ نزول :

پیغمبر کی لغزش کو ذنب، گناہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیونکہ بڑوں کی چھوٹی بات بھی بڑی ہوتی ہے کیونکہ پیغمبر کا مقام بہت بلند ہے۔ اس لیے کہا گیا ہے:

؎ نزدیکاں را بیش بود حیرانی

جس کا جتنا مقام بلند ہوتا ہے اس پر پابندیاں زیادہ ہوتی ہیں۔ تو یہاں لغزش کو ذنب کہا گیا ہے۔ باقی پیغمبر معصوم ہوتا ہے۔ اہل حق کا یہ مذہب ہے عقیدہ اور نظریہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام صغیرہ کبیرہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ البتہ اجتہادی غلطی ہو سکتی ہے لغزش ہو سکتی ہے اس لغزش کو بھی بڑا سمجھا جاتا ہے۔ مرتبے کے بلند ہونے کی وجہ سے۔ مثلاً: ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشرکوں کا ایک بڑا وفد آیا اور کہا کہ ہم آپ کی گفتگو سننا

چاہتے ہیں اس شرط پر کہ آپ کے پاس یہ جو غریب اور غلام قسم کے لوگ بیٹھے ہیں ان کو مجلس سے اٹھا دیں کیونکہ سردار اور رئیس لوگ ہیں ہمارا ضمیر گوارہ نہیں کرتا کہ ان کمزوروں کے ساتھ بیٹھ کر آپ کی گفتگو سنیں۔ آنحضرت ﷺ کے دل مبارک میں خیال آیا کہ میں ان لوگوں کو تلاش کرتا پھرتا ہوں آج یہ خود آ گئے ہیں چلو تھوڑے وقت کے لیے میں اپنے صحابہ کو مجلس سے اٹھا کر ان کو حق سنا دوں تا کہ ان کو بات سمجھ آ جائے۔ بڑی اچھی نیت تھی اور اس کا آپ ﷺ کو حق بھی تھا۔ فقہی طور پر استاد کو حق ہے کہ شاگرد کو مجلس سے اٹھا دے، پیر کو حق ہے کہ مرید کو مجلس سے نکال دے، باپ کو حق ہے کہ بیٹے کو اپنی مجلس سے اٹھا دے، ہر بڑے کو حق ہے کہ ماتحت کو کسی مصلحت کے لیے مجلس سے اٹھا دے اور آنحضرت ﷺ کا حق تو بہت زیادہ ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حقارت کی وجہ سے مجلس سے نہیں اٹھانا تھا بلکہ سرداروں کو حق سنانے کے لیے اٹھانا تھا۔

اب کافر اس بات کے منتظر تھے کہ یہ ابھی اپنے ساتھیوں کو اٹھائیں گے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منتظر تھے کہ آپ ﷺ ہمیں حکم دیں تو ہم اٹھ کھڑے ہوں۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم نازل ہوا وَ لَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ [الانعام: ۵۲] ''اور آپ نہ نکالیں ان لوگوں کو (اپنی مجلس سے) جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام اور وہ چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا۔'' آخر میں فرمایا فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ''پس اگر آپ نے ان کو مجلس سے نکالا تو آپ کا شمار ظالموں میں ہوگا۔'' تو یہ ظالموں میں شمار ہونے کا لفظ آپ ﷺ کے مرتبہ کی وجہ سے استعمال ہوا ہے چونکہ آپ ﷺ کا مرتبہ بہت بلند تھا اس لیے اس قسم کی لغزش پر معافی مانگنے کا حکم ہوا ہے۔

اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک ایک مجلس میں سوسو مرتبہ استغفار کرتے تھے استغفر اللہ استغفر اللہ استغفر اللہ اور پورا اِستِغفار اس طرح ہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۔ اور مختصر جملہ ہے استغفر اللّٰہ ۔ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ اور تسبیح بیان کریں اپنے رب کی حمد کے ساتھ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ پچھلے پہر اور پہلے پہر۔ سورج کے ڈھلنے کے بعد سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک یہ سارا وقت عشی کہلاتا ہے اور صبح صادق کے بعد جب روشنی شروع ہو جاتی ہے اس وقت سے لے کر زوال تک یہ ابکار اور بکرہ کہلاتا ہے۔ تسبیح ہے سبحان اللہ و بحمدہ۔ مسلم شریف میں روایت ہے اَفْضَلُ الْكَلَامِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ اس کو افضل الکلام کہا گیا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی سلبی صفات بھی آجاتی ہیں اور ایجابی صفات بھی آجاتی ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ رزق کا دروازہ کشادہ فرما دیتے ہیں۔

اہل حق کے مٹانے کے منصوبے :

فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بے شک وہ لوگ جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بارے میں۔ کوئی توحید کے بارے میں جھگڑا کرتا ہے کوئی رسالت اور قیامت کے بارے میں جھگڑا کرتا ہے بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ بغیر کسی سند اور دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ ۔ ان نفی کا ہے۔ نہیں ہے ان کے سینے میں مگر تکبر۔ تکبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ نہیں ہیں وہ تکبر کی حد تک پہنچ سکتے۔ یہ اپنے آپ کو جتنا بڑا سمجھیں خدا کے ہاں ذلیل ہو کر رہیں گے اور اسلام کو مٹانے اور اہل حق کو مٹانے کے جتنے بھی

منصوبے بنائیں ان کے منصوبے کامیاب نہیں ہوں گے ۔ اس وقت مغربی قوتیں مسلمانوں کے جہاد سے بڑی خوف زدہ ہیں باوجود اس کے کہ مادی قوت ان کے پاس زیادہ ہے اسلحہ ان کے پاس زیادہ ہے مگر کلمہ حق کی وجہ سے ان کو پسو پڑے ہوئے ہیں کہ مسلمان مختلف جگہوں میں جہاد کے نام پر گھس جاتے ہیں اور اسلام کے لیے لڑتے ہیں۔ ان کو بنیاد پرست کہتے ہیں ۔الحمدللہ! ہم بنیاد پرست ہیں اور بنیاد پرستی پر ہمیں فخر ہے ان کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر بنیاد پرستی نہیں چھوڑنی ۔ کہو ٹھیک ہے ہم بنیاد پرست ہیں ۔عموماً بنیاد پرست عقیدے کے پکے ہوتے ہیں ۔ ہماری بنیاد بہت مضبوط ہے، عقائد بڑے اٹل ہیں ۔ یہ تو فخر کی بات ہے باطل قوتیں خصوصاً امریکہ پاکستان میں مدارس بند کرانے کے درپے ہیں کہ یہی بنیاد پرستی کی نرسری ہیں اور اس پر لباس چڑھایا فرقہ واریت کا (اور اب دہشت گردی کا الزام لگا رہے ہیں یہ سب بہانے ہیں مدارس کو بند کرنے کے) اور مختلف منصوبے بناتے رہتے ہیں لیکن یاد رکھنا! ان کی شرارتوں اور خباثتوں سے اسلام نہیں مٹ سکتا یہ خود مٹ جائیں گے ان کی حکومتیں اور اقتدار ختم ہو جائیں گے اسلام اپنی جگہ پر قائم رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ [سورۃ صف] '' اللہ تعالیٰ پورا کرنے والا ہے اپنے نور کو اگرچہ کافر اس کو ناپسند کریں ۔'' کافر مشرک اس کو ناپسند بھی کریں اللہ تعالیٰ اپنے دین کو برقرار رکھے گا اور چمکائے گا۔

تو فرمایا ان کے دلوں میں تکبر ہے جس کو یہ پہنچ نہیں سکتے فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ پس اے مخاطب اللہ تعالیٰ سے پناہ لے۔ اللہ تعالیٰ پناہ دینے والا ہے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم '' میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود کے شر سے ۔'' اِنَّہٗ ھُوَ

السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ بے شک وہی اللہ تعالیٰ ہی ہے سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

منکرین قیامت کو سمجھانا :

آگے اللہ تعالیٰ نے منکرین قیامت کو سمجھایا ہے جو کہتے ہیں ءَ اِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌ ۢ بَعِيْدٌ [سورۃ ق] ''کیا جب ہم مرجائیں گے اور ہو جائیں گے مٹی یہ لوٹ کر آنا تو بہت بعید ہے۔'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ البتہ پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ بہت بڑا ہے لوگوں کے پیدا کرنے سے۔ آسمانوں اور زمین کے وجود کی نسبت انسان کے وجود کی کیا حیثیت ہے۔ یہ تو تمہارے علم میں ہے کہ سات آسمانوں اور زمین کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تو اس ذات کے لیے اس چھوٹے سے انسان کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔

اخبارات میں آتا ہے کہ جب سورج گرہن ہوتا ہے تو سائنس دان اس علاقے جاتے ہیں جائزہ لینے کے لیے کہ اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے۔ ان بے چاروں کے اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کی قوت کا چھوٹا سا کرشمہ ہے۔ تو فرمایا آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا بہت بڑا ہے انسانوں کے پیدا کرنے سے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے نہیں سمجھتے کہ جو رب آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے اور انسان کو پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے وہ انسان کو دوبارہ پیدا کر سکتا ہے وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اور نہیں ہے برابر اندھا اور دیکھنے والا۔ جس طرح اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہیں اسی طرح موحد اور مشرک بھی برابر نہیں ہیں مومن اور کافر بھی برابر نہیں ہیں، سنت پر چلنے والا اور بدعتی بھی برابر نہیں ہیں، سچا اور جھوٹا برابر نہیں ہیں وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل

کیے اچھے وہ وَلَا الْمُسِیْٓءُ اور نہ بدکار برابر ہیں۔ایک آدمی ایمان کے ساتھ نیک عمل کرنے والا ہے اور دوسری طرف وہ ہے جو برائیوں میں ڈوبا ہوا ہے یہ دونوں برابر نہیں ہیں رات اور دن برابر نہیں ہیں قَلِیْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ بہت کم تم نصیحت حاصل کرتے ہو۔سمجھنے کے لیے تو اتنی بات ہی کافی ہے کہ جو رب آسمانوں اور زمین کو پیدا کرسکتا ہے وہ تمہیں بھی دوبارہ پیدا کرسکتا ہے مگر تم بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔اور یہ بات بھی اچھی طرح سمجھ لو کہ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ بے شک البتہ قیامت آنے والی ہے لَّا رَيْبَ فِيْهَا اس میں کوئی شک نہیں ہے۔کیوں قائم کرے گا؟ تاکہ حق اور باطل کا فرق ہو جائے ،مومن اور کافر کا فرق ہو جائے ،نیک اور بد کا فرق ہو جائے۔دنیا کی عدالتوں میں تو بسا اوقات جھوٹے بھی سچے ہو جاتے ہیں اور دنیا میں کتنے اللہ تعالیٰ کے مومن اور نیک بندے ہیں کہ ان کو سیر ہو کر کھانا نہیں ملا ،سکھ نصیب نہیں ہوا اور کتنے غنڈے اور بدمعاش ایسے ہیں کہ انہوں نے ساری زندگی بدمعاشی میں گزاری مگر ان کو پوری سزا نہیں ملی۔اگر انصاف نہ قائم کیا جائے نیکوں کو نیکی کا صلہ نہ ملے اور بروں کو برائی کا بدلہ نہ ملے تو پھر تو اللہ تعالیٰ کی حکومت اندھیر نگری ہوئی۔حالانکہ وہ تو اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ہے۔[سورۃ تین: پارہ ۳۰]

لہٰذا بغیر کسی شک شبہ کے قیامت قائم ہوگی اور ہر ایک کے ساتھ انصاف ہوگا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔آج بھی اکثریت توحید و رسالت اور قیامت کی منکر ہے۔دنیا میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے ہمیشہ تھوڑے ہوئے ہیں لہٰذا قلت کی وجہ سے بدگمانی نہ کرو اور سمجھو کہ حق والے ہمیشہ تھوڑے ہوتے ہیں وَقَالَ رَبُّكُمُ اور فرمایا تمہارے رب نے ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ تم

مجھے پکارو میں تمہاری پکار کو دعا کو قبول کرتا ہوں۔ میں ہی تمہارا حاجت روا اور مشکل کشا ہوں، فریادرس اور دستگیر ہوں میرے سوا کسی کو نہ پکارو۔ مگر یہاں تو ظالم لوگ زور لگا لگا کر کہتے ہیں:

امداد کن امداد کن از بند غم آزاد کن
در دین و دنیا شاد کن یا غوث اعظم دست گیر

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے امداد کا کیا معنیٰ؟ غیر اللہ کو نافع اور ضار سمجھنا شرک کا بہت بڑا ستون ہے۔ یاد رکھنا! اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس کچھ نہیں ہے کوئی ایک ذرے کا بھی اختیار نہیں رکھتا۔

فرمایا اِنَّ الَّذِیۡنَ یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِیۡ بے شک وہ لوگ جو تکبر کرتے ہیں میری عبادت سے۔ تفسیر معالم التنزیل میں ہے کہ عِبَادَتِیۡ کا معنیٰ ہے دُعَاءِیۡ تکبر کرتے ہیں، مجھ سے نہیں مانگتے، مجھے نہیں پکارتے۔ نسائی شریف میں حدیث ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنۡ لَّمۡ یَسۡئَلِ اللّٰهَ یَغۡضَبۡ عَلَیۡهِ ”جو اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس پر سخت ناراض ہوتے ہیں۔“ اس کو تم اس طرح سمجھو کہ ہمارے بچے بچیاں ہمارے بجائے محلے میں جا کر کسی سے مانگیں کہ مجھے یہ چیز دو مجھے وہ چیز دو۔ تو کوئی غیرت مند یہ چیز گوارہ کرتا ہے بلکہ وہ پٹائی کرے گا کہ میرے ہوتے ہوئے تم غیروں سے کیوں مانگتے ہو؟ ہم تم تو برداشت نہیں کرتے تو رب تعالیٰ کب برداشت کرتے ہیں کہ میرا بندہ میرے علاوہ کسی اور سے مانگے۔

تو فرمایا جو لوگ تکبر کرتے ہیں میری عبادت سے، مجھ سے مانگنے سے سَیَدۡخُلُوۡنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیۡنَ عنقریب وہ دوزخ میں داخل ہوں گے ذلیل و خوار ہو کر۔

رب تعالیٰ کو مشکل کشا نہ ماننے والوں کے لیے اور دوسروں کو مشکل کشا، حاجت روا سمجھنے والوں کے لیے دوزخ اور ذلت ہے۔

❊❊❊❊

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًاؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ٘ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾ كَذٰلِكَ یُؤْفَكُ الَّذِیْنَ كَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚۖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۴﴾ هُوَ الْحَیُّ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۵﴾ قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ٘ وَ اُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ یُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُیُوْخًاۚ وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَ لِتَبْلُغُوْۤا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُۚ فَاِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۶۸﴾ ع ۸ ۱۲

اَللّٰهُ الَّذِیْ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ جس نے بنائی تمہارے لیے رات لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ تا کہ تم آرام حاصل کرو اس میں وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا اور دن بنایا روشن اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ لَذُوْ فَضْلٍ

فضل کرنے والا ہے عَلَى النَّاسِ لوگوں پر وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ اور لیکن اکثر لوگ لَا يَشْكُرُوْنَ شکرادانہیں کرتے ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ یہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا رب ہے خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز کا خالق ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ پس کدھر تم الٹے پھیرے جاتے ہو كَذٰلِكَ اسی طرح يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ الٹے پھیرے گئے وہ لوگ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ جو اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے تھے اَللّٰهُ الَّذِيْ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا جس نے بنائی تمہارے لیے زمین ٹھہرنے کی جگہ وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً اور آسمان کو چھت وَّصَوَّرَكُمْ اور اس نے تمہیں صورت بخشی فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ پس بہت اچھی صورت وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ اور رزق دیا تمہیں پاکیزہ چیزوں سے ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ یہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا رب ہے فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ پس برکت والا ہے اللہ تعالیٰ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے هُوَ الْحَيُّ وہی زندہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی فَادْعُوْهُ پس تم اسی کو پکارو مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ خالص کرتے ہوئے اسی کے لیے دین اور اعتقاد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ جو پالنے والا ہے تمام جہانوں کا قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ آپ کہہ دیں مجھے روکا گیا ہے اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ کہ میں عبادت کروں ان کی تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ جن کو

تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ جس وقت پہنچ چکے ہیں
میرے پاس واضح دلائل مِنْ رَّبِّیْ میرے رب کی طرف سے وَاُمِرْتُ
اور مجھے حکم دیا گیا ہے اَنْ اُسْلِمَ کہ میں فرماں برداری کروں لِرَبِّ
الْعٰلَمِیْنَ تمام جہانوں کے پالنے والے کی ھُوَالَّذِیْ وہ وہی ذات ہے
خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ جس نے پیدا کیا تمہیں مٹی سے ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ پھر نطفے
سے ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ پھر خون کے جمے ہوئے لوتھڑے سے ثُمَّ یُخْرِجُکُمْ
طِفْلًا پھر نکالتا ہے تمہیں بچے کی شکل میں ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّکُمْ پھر
تا کہ تم پہنچ جاؤ اپنی قوت کو ثُمَّ لِتَکُوْنُوْا شُیُوْخًا پھر تا کہ ہو جاؤ تم بوڑھے
وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰی اور بعضے تم میں سے وہ ہیں جن کو وفات دی جاتی ہے مِنْ
قَبْلُ اس سے پہلے وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّی اور تا کہ تم پہنچو ایک مقرر
میعاد تک وَّلَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ اور تا کہ تم سمجھو ھُوَالَّذِیْ یُحْیٖ وہ ذات
ہے جو زندہ کرتی ہے وَیُمِیْتُ اور مارتی ہے فَاِذَا قَضٰٓی اَمْرًا پس جس
وقت وہ طے کرتا ہے کوئی معاملہ فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ پس پختہ بات ہے وہ کہتا ہے
اس کو کُنْ ہو جا فَیَکُوْنُ پس وہ ہو جاتا ہے۔

اثباتِ توحید کے دلائل :

اس سے پہلے قیامت کا مسئلہ بیان ہوا ہے کہ قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی
شک نہیں ہے اور آج کے رکوع میں توحید کا مسئلہ بیان ہوا ہے اور اس کے اثبات پر دلائل

ذکر کیے گئے ہیں۔

پہلی دلیل: اَللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے بنایا تمہارے لیے رات کو لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ تاکہ تم اس میں آرام کرو سکون حاصل کرو۔ اس بات کا کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ رات کو جب آدمی سوتا ہے تو دن کی تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ تو یہ رات بنانے والا سکون دینے والا کون ہے؟ وَالنَّھَارَ مُبْصِرًا اور اللہ تعالیٰ نے دن کو روشن بنایا تاکہ تم دن کو اپنے کام کرسکو اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ بے شک اللہ تعالیٰ فضل کرنے والا ہے، مہربانی کرنے والا ہے لوگوں پر وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ اور لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔ رات کی نیند اور سکون اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہے اور دن کو حلال روزی کمانا بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ انسان ہر وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے اور جو شکر ادا کرتے ہیں ان میں سے اکثر شکر کا صحیح مفہوم نہیں سمجھتے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ الحمدللہ! کہہ دینے کو اور شکراً ﷲ کہہ دینے کو سمجھتے ہیں کہ ہم نے شکر ادا کر دیا ہے۔ حالانکہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا صحیح شکر ادا نہیں ہوتا۔ شکر ادا کرنے کا بہترین طریقہ نماز ہے کہ نماز میں بندے کا ہر عضو خدا کا شکر ادا کرتا ہے۔ نماز میں ہاتھ باندھ کر قیام میں کھڑا ہے سجدے میں پاؤں گھٹنے، ہاتھ، پیشانی، ناک زمین پر لگی ہوئی ہے ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہے۔ زبان سے سبحان ربی الاعلی، سبحان ربی العظیم پڑھ رہا ہے۔ انسان جب پانی پیتا ہے تو دو منٹ میں اس کا اثر پاؤں کے ناخنوں تک پہنچ جاتا ہے، خوراک کھاتا ہے تو اس کے ذریعے سارے بدن میں قوت آ جاتی ہے اور شکر کے لیے صرف دو تولے کی زبان ہلاتا ہے۔ تو شکر کا بہتر طریقہ نماز ہے۔

فرمایا ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ یہ اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے تمہارا پالنے والا ہے خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز کا خالق وہی ہے۔ جب خالق وہ ہے رب وہ ہے تو پھر لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود اس کے سوا۔ اس کے سوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں ہے، نہ کوئی نذر و نیاز کے لائق، نہ کوئی حاجت روا، نہ کوئی مشکل کشا، نہ کوئی فریادرس، نہ کوئی اس کے سوا دست گیر فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ پس کدھر تم الٹے پھیرے جاتے ہو۔ رب تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں دیکھ کر تم مانتے کیوں نہیں ہو كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ اسی طرح الٹے پھیرے گئے حق سے وہ لوگ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے۔ جو رب تعالیٰ کی آیات کو نہیں مانتے وہ حق سے پھیر دیئے جاتے ہیں۔

دوسری دلیل: اَللّٰهُ الَّذِيْ اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا جس نے بنائی تمہارے لیے زمین ٹھہرنے کی جگہ۔ زمین پر تم خود ٹھہرتے ہو مکان بناتے ہو وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً اور آسمان کو چھت بنایا وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ اور اللہ تعالیٰ نے ہی تمہیں صورتیں اور شکلیں دیں اور اچھی شکلیں دیں۔ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۶ میں ہے هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ”اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جو رحم مادر میں تمہاری تصویر کشی کرتا ہے جیسے چاہتا ہے۔“ اگرچہ بعض بدشکل بھی ہوتے ہیں مگر ان کا حیوانوں کے ساتھ تقابل کیا جائے تو ان کے مقابلے میں وہ خوب صورت ہوتے ہیں۔ مصور حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس لیے کسی شخص کو کسی جاندار کی تصویر بنانا جائز نہیں ہے بلکہ حرام ہے۔

قیامت والے دن اللہ تعالیٰ تصویر بنانے والے سے کہے گا کہ میں نے تصویر بنا کر اس میں جان بھی ڈالی تھی اب تم بھی اس میں جان ڈالو۔ جب وہ ایسا نہیں کر سکے گا تو اللہ

تعالیٰ کی طرف سے سخت پکڑ ہوگی۔تو کسی جاندار کی تصویر بنانا قطعی حرام ہے۔آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہوتی ہے اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔بہر حال اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین صورت عطا فرمائی ہے وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ اور رزق دیا تمہیں پاکیزہ چیزوں سے اور نجس اور پلید چیزیں اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے حرام فرمادیں ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ یہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا پروردگار ہے فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ پس برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔اور یاد رکھنا هُوَ الْحَيُّ وہی زندہ ہے۔اللہ تعالیٰ کی ذات کے بغیر دوامی حیات کسی کو حاصل نہیں ہے۔فرشتے ہزارہا سال سے زندہ ہیں مگر ایک وقت آئے گا کہ ان پر موت آئے گی۔جنات کو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے پیدا فرمایا۔دو ہزار سال انہوں نے زمین پر حکمرانی کی تھی اور ابلیس لعین سب کا بابا ہے۔اس وقت سے لے کر اب تک زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا مگر اس پر بھی موت آئے گی کُل نفس ذَائِقة الموت اللہ تعالیٰ کے سوا ہمیشہ کی زندگی کسی کے لیے نہیں ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی فَادْعُوْهُ پس تم پکارو اس کو مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ خالص کرتے ہوئے اسی کے لیے دین اور اعتقاد۔

شرکیہ خرافات :

شرک کی ایک قسم غیر اللہ سے مانگنا بھی ہے:

؎ امداد کن امداد کن یا غوث اعظم دست گیر

بڑی عجیب بات ہے مسلمان کہلانے والے بڑی جرأت کے ساتھ لاؤڈ سپیکر پر غیر اللہ سے مانگتے ہیں اجتماعی طور پر بھی مانگتے ہیں۔بھئی! رب تعالیٰ کے بغیر اور کون ہے مدد

کرنے والا کہ اس کو پکارا جائے ؟ کوئی نہیں ہے صرف رب تعالیٰ ہے۔1936ء کے قریب کا واقعہ ہے۔میرا طالب علمی کا زمانہ تھا کہ اجمیر شریف جانے کا اتفاق ہوا۔وہاں جمعرات کو قوالی ہوتی تھی مجاوروں نے جبے پہنے ہوئے تھے تنگ پاجاما اور سر پر بڑی بڑی پگڑیاں تھیں قوالی سننے کے لیے ایک انگریز اور میم بھی آئے ہوئے تھے۔قوالوں نے عجیب عجیب شعر کہے۔ایک نے کہا:

خدا سے میں نہ مانگوں گا کبھی فردوس اعلیٰ کو
مجھے کافی ہے یہ تربت معین الدین چشتی کی

جس وقت اس نے یہ شعر پڑھا تو لوگوں پر وجد طاری ہو گیا۔کوئی یہاں گرا کوئی وہاں گرا پڑا تھا۔اندازہ لگاؤ خدا کے ساتھ ٹکر لگا کر بیٹھا تھا کہ میں خدا سے جنت الفردوس کبھی نہیں مانگوں گا۔اس کے بعد دوسرا آیا اس نے اپنے کرتب دکھائے۔کہنے لگا:

نہ جا مسجد نہ کر سجدہ نہ رکھ روزہ نہ مر بھوکا
وضو کا توڑ دے کوزہ شراب شوق پیتا جا

اس نے یہ سبق دیا۔میں کہتا ہوں او ظالمو! یہ تمہاری محبت ہے بزرگوں کے ساتھ؟ سید معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ وہ بزرگ تھے کہ جن کے ہاتھ پر نوے ہزار ہندو مسلمان ہوا تھا۔سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر چالیس ہزار ہندو مسلمان ہوا تھا۔اور آج معاف رکھنا! ہمارے ہاتھ پر مسلمان نہیں ہوتے۔اوروں کی تو میں بات نہیں کرتا مجھے یہاں آئے ہوئے باون (۵۲) سال ہو گئے ہیں (جس سال یہ درس دیا اس سال تک) کتنے مسلمان صحیح معنیٰ میں مسلمان بنے ہیں۔اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو۔ہمارے سے تو مسلمان مسلمان نہیں ہوتے۔ان بزرگوں نے لوگوں کو توحید کا سبق دیا تھا۔

سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف پر کتاب لکھی ہے ''کشف المحجوب'' فارسی زبان میں تھی اب اس کا اردو ترجمہ ہو چکا ہے۔ حضرت ایک موقع پر اپنے شاگردوں اور مریدوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ'' اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ نہ کوئی گنج بخش ہے اور نہ کوئی رنج بخش ہے۔'' آج لوگ ان کی قبر کی پوجا کرتے ہیں اور ان کو گنج بخش بنا دیا ہے اور ان کی قبر کو دودھ کے ساتھ دھوتے ہیں ، لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ سب خرافات ہیں ان کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ سب کچھ کرتے ہوئے بھی ان کی مسلمانی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ حق کہنے والوں کو وہابی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو قبر قبر ہے قبروں کی پوجا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے بغیر نہ کوئی رنج بخش ہے نہ کوئی گنج بخش ہے، نہ مشکل کشا ہے، نہ کوئی فریاد رس ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو اسی کے لیے خالص کرتے ہوئے دین کو۔

فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو پالنے والا ہے تمام جہانوں کا۔ ہم نے ان کو دلائل کے ساتھ سمجھایا ہے قُلْ آپ علیہ السلام ان سے کہہ دیں اِنِّیْ نُهِیْتُ بے شک مجھے روکا گیا ہے اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کہ میں عبادت کروں ان کی جن کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے اور کہتے ہو یَا لَاتَ اَغِثْنِیْ یَا مَنَاتَ اَغِثْنِیْ یَا عُزّٰی اَغِثْنِیْ میں ان کی پوجا نہیں کروں گا لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ جبکہ میرے پاس واضح دلائل آچکے ہیں مِنْ رَّبِّیْ میرے رب کی طرف سے اور وَ اُمِرْتُ اور مجھے حکم دیا گیا ہے اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہ میں فرماں برداری کروں تمام جہانوں کو پالنے والے کی۔ میں رب کے سامنے سر جھکا دوں گردن جھکا دوں۔ بے شک پیغمبر پیغمبر ہیں، صحابہ صحابہ ہیں، شہید شہید

ہیں، ولی ولی ہیں، مگر رب رب ہے۔ رب تعالیٰ کی صفات تو کسی کے اندر نہیں ہیں۔

توحید باری تعالیٰ :

فرمایا هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے۔ آدم علیہ السلام کو خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ [سورہ آل عمران] آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا پھر آگے نسل چلائی ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ پھر نطفے سے ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ پھر خون کے جمے ہوئے لوتھڑے سے پھر اس کی بوٹی بنائی پھر اس کی ہڈیاں بنائیں پھر ان پر گوشت چڑھایا پھر چار ماہ بعد روح کا تعلق بدن کے ساتھ جوڑا تو وہ ماں کے پیٹ میں حرکت کرنے لگا ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا پھر نکالا تمہیں بچے کی شکل میں ماؤں کے پیٹوں سے کہ اس وقت کوئی شد بد نہیں ہوتی ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ پھر تاکہ تم پہنچ جاؤ اپنی قوت کو جوانی کو ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا پھر تاکہ ہو جاؤ تم بوڑھے۔ یہ تمام انقلاب لانے والا کون ہے؟ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى اور بعضے تم میں سے وہ ہیں جن کو وفات دی جاتی ہے مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے۔ بچپن میں فوت ہو جاتے ہیں۔ یہ مشاہدے کی بات ہے:

عیاں را چہ بیاں

دلیل ہمیشہ اس چیز کی ہوتی ہے جو نظری ہو۔ یہ سارے کام کرنے والا کون ہے؟ زندگی دینے والا کون ہے، جوانی تک پہنچانے والا کون ہے، جوانی سے پہلے مارنے والا کون ہے؟ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى اور تاکہ تم پہنچو میعاد مقرر تک۔ جس کے لیے رب تعالیٰ نے جو معیاد مقرر فرمائی ہے اس سے پہلے کوئی نہیں مر سکتا لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ [سورۃ یونس] ''نہ موخر ہوگا ایک گھڑی اور نہ مقدم ہوگا۔'' یہ دلائل رب

تعالیٰ نے پیش کیے ہیں وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ اور تا کہ تم سمجھو آسمان کی طرف دیکھو، زمین کی طرف دیکھو، چاند سورج ستاروں کے محکم نظام کی طرف دیکھو، اپنے وجود کی طرف دیکھو، مگر افسوس کہ اس ذات کو چھوڑ کر اوروں کی پوجا کرتے ہو هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ وہی ذات ہے جو زندہ کرتی ہے اور مارتی ہے اس کے سوا نہ موت کسی کے پاس نہ حیات کسی کے پاس فَاِذَا قَضٰۤی اَمْرًا پس جس وقت وہ طے کرتا ہے کوئی معاملہ کسی چیز کے ہونے کا یا نہ ہونے کا، فنا کرنے کا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ پس پختہ بات ہے وہ اس کو کہتا ہے كُنْ ہو جا فَیَكُوْنُ پس وہ کام ہو جاتا ہے۔ رب تعالیٰ کسی سبب کا محتاج نہیں ہے اسباب کے ہم محتاج ہیں وہ بغیر سبب کے سب کچھ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

*****

اَلَمۡ

تَرَ اِلَى الَّذِیۡنَ یُجَادِلُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ اَنّٰى یُصۡرَفُوۡنَ ﴿۶۹﴾ اَلَّذِیۡنَ كَذَّبُوۡا بِالۡكِتٰبِ وَ بِمَاۤ اَرۡسَلۡنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۚ۟ فَسَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷۰﴾ اِذِ الۡاَغۡلٰلُ فِیۡۤ اَعۡنَاقِهِمۡ وَ السَّلٰسِلُ ؕ یُسۡحَبُوۡنَ ﴿۷۱﴾ فِی الۡحَمِیۡمِ ۬ۙ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسۡجَرُوۡنَ ﴿۷۲﴾ ثُمَّ قِیۡلَ لَهُمۡ اَیۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تُشۡرِكُوۡنَ ﴿۷۳﴾ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوۡا ضَلُّوۡا عَنَّا بَلۡ لَّمۡ نَكُنۡ نَّدۡعُوۡا مِنۡ قَبۡلُ شَیۡـًٔا ؕ كَذٰلِكَ یُضِلُّ اللّٰهُ الۡكٰفِرِیۡنَ ﴿۷۴﴾ ذٰلِكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَفۡرَحُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ وَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَمۡرَحُوۡنَ ﴿۷۵﴾ اُدۡخُلُوۡۤا اَبۡوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا ۚ فَبِئۡسَ مَثۡوَى الۡمُتَكَبِّرِیۡنَ ﴿۷۶﴾

اَلَمۡ تَرَ کیا آپ نے نہیں دیکھا اِلَى الَّذِیۡنَ ان لوگوں کی طرف یُجَادِلُوۡنَ جو جھگڑا کرتے ہیں فِیۡۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بارے میں اَنّٰى یُصۡرَفُوۡنَ کدھر پھیرے جارہے ہو اَلَّذِیۡنَ وہ لوگ كَذَّبُوۡا بِالۡكِتٰبِ جنہوں نے جھٹلایا کتاب کو وَ بِمَاۤ اور اس چیز کو اَرۡسَلۡنَا بِهٖ رُسُلَنَا کہ بھیجا ہم نے اس چیز کے ساتھ رسولوں کو فَسَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ پس عنقریب وہ جان لیں گے اِذِ الۡاَغۡلٰلُ فِیۡۤ اَعۡنَاقِهِمۡ جس وقت طوق ہوں گے ان کی گردنوں میں وَ السَّلٰسِلُ اور زنجیریں یُسۡحَبُوۡنَ گھسیٹے جائیں گے فِی الۡحَمِیۡمِ گرم پانی میں ثُمَّ فِی النَّارِ یُسۡجَرُوۡنَ پھر آگ

میں ان کو جھونک دیا جائے گا ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ پھر کہا جائے گا ان کو أَيْنَ مَا كُنتُمْ تُشْرِكُونَ کہاں ہیں وہ جن کو تم شریک ٹھہراتے تھے مِن دُونِ اللَّهِ اللہ تعالیٰ کے نیچے قَالُوا وہ کہیں گے ضَلُّوا عَنَّا وہ گم ہو گئے ہیں ہم سے بَل لَّمْ نَكُن نَّدْعُوا بلکہ ہم نہیں پکارتے تھے مِن قَبْلُ اس سے پہلے شَيْئًا کسی چیز کو كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ اسی طرح بہکاتا ہے اللہ تعالیٰ کافروں کو ذَٰلِكُم یہ بِمَا كُنتُمْ تَفْرَحُونَ اس وجہ سے کہ تم خوشی مناتے تھے فِي الْأَرْضِ زمین میں بِغَيْرِ الْحَقِّ ناحق وَبِمَا كُنتُمْ تَمْرَحُونَ اور اس وجہ سے کہ تم گھمنڈ کرتے تھے ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ داخل ہو جاؤ تم جہنم کے دروازوں میں خَالِدِينَ فِيهَا ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اس میں فَبِئْسَ پس برا ہے مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ٹھکانا تکبر کرنے والوں کا۔

آیاتِ الٰہیہ میں مجادلہ :

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا أَلَمْ تَرَ کیا آپ نے نہیں دیکھا إِلَى الَّذِينَ ان لوگوں کو يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں۔ قرآن کریم کی آیتیں سن کر بجائے ماننے کے الٹا الجھتے ہیں جھگڑا کرتے ہیں أَنَّىٰ يُصْرَفُونَ کدھر پھیرے جا رہے ہیں۔ مثلاً : سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۹۸ میں ہے إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ "بے شک تم اور وہ جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا جہنم کا ایندھن ہو أَنتُمْ لَهَا وَارِدُونَ اور تم اس میں داخل ہو گے لَوْ كَانَ هَٰؤُلَاءِ آلِهَةً مَّا وَرَدُوهَا اگر یہ معبود

ہوتے تو دوزخ میں داخل نہ ہوتے وَكُلٌّ فِيهَا خٰلِدُوْنَ یہ سب اس میں ہمیشہ رہیں گے لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ ان کے لیے اس میں چلانے کی آوازیں ہوں گی وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُوْنَ اور وہ اس میں سنیں گے نہیں۔'' مثال کے طور پر جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو عبداللہ ابن زِبعریٰ کا جو پروپیگنڈے کا بڑا ماہر تھا اس نے سنیں تو بازاروں اور گلیوں میں جا کر اس نے پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ آؤ میں تمہیں محمد کا تازہ سبق سناؤں۔ وہ کہتا ہے اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ [الانبیاء:۹۸] ''بے شک تم اور جن کی عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا جہنم کا ایندھن ہو تم بھی اور تمہارے معبود بھی دوزخ میں جائیں گے۔'' تو عبادت تو عیسیٰ علیہ السلام کی بھی کی گئی ہے، عزیر علیہ السلام کی بھی کی گئی ہے، فرشتوں کی عبادت بھی ہوئی ہے۔ تو کیا یہ سارے بزرگ بھی دوزخ میں جائیں گے؟ رب تعالیٰ نے اس کا جواب دیا اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ [الانبیاء:۱۰۱] ''بے شک وہ لوگ کہ جن کے لیے ہماری طرف سے بھلائی طے ہو چکی ہے یہ لوگ دوزخ سے دور رکھے جائیں گے لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وہ نہیں سنیں گے اس کی آہٹ بھی۔'' وہ دوزخ کی چھوں چھوں بھی نہیں سنیں گے۔ بات تو معبودانِ باطلہ کی ہو رہی ہے جنہوں نے اپنی عبادت خود کروائی ہے۔ خواہ مخواہ حق و باطل کا مغلوبہ بناتے ہو۔

یہ میں نے ایک مثال دی ہے سمجھانے کے لیے ورنہ قرآن پاک میں اس طرح کی بے شمار مثالیں ہیں آیتوں کے متعلق جھگڑا کرنے کی۔ مثلاً: سورہ مائدہ کی یہ آیت کریمہ جب نازل ہوئی حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ ''کہ حرام کر دیا گیا تم پر مردار جانور۔'' یعنی جس کو رب مار دے۔ کہنے لگے دیکھو! یہ کہتا ہے کہ ہمارا مارا ہوا حلال اور رب کا مارا حرام

ہے۔یعنی جس پر یہ چھری پھیریں وہ تو حلال ہو اور جس کو رب مارے وہ حرام ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ [الانعام:۱۱۸] ''پس کھاؤ تم اس میں سے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا ہے۔'' مارتا اس کو بھی اللہ تعالیٰ ہے اور اس کو بھی اللہ تعالیٰ مارتا ہے جس کو ذبح کیا گیا ہے۔وہ اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت کے ساتھ حلال ہوتا ہے اور جو مردار ہوا ہے اس پر تکبیر نہیں کہی گئی وہ رب تعالیٰ کے نام کی برکت سے محروم ہو گیا ہے اس لیے حرام ہے۔تو یہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں جھگڑا کرنے والے کدھر پھیرے جا رہے ہیں اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا کتاب قرآن کریم کو وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا اور اس چیز کو جھٹلایا کہ بھیجا ہم نے اس کے ساتھ اپنے رسولوں کو۔جو چیز ہم نے اپنے رسولوں کو دے کر بھیجا تھا توحید اور قیامت کا مسئلہ اس کو بھی انہوں نے رد کر دیا رسالت کا مسئلہ بھی رد کر دیا۔تمام کتابوں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد نہیں ہے لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ مگر ان شیطان یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنایا عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا دیا جاہل مشرکوں نے فرشتوں کو رب تعالیٰ کی بیٹیاں بنا دیا۔انہوں نے پیغمبر کے وعظ اور تبلیغ کو جھٹلا دیا فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ پس عنقریب یہ جان لیں گے اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ۔ اَغْلَال غُلٌّ کی جمع ہے معنی طوق۔ اَعْنَاق عُنُقٌ کی جمع ہے اس کا معنی ہے گردن۔جس وقت طوق ہوں گے ان کی گردنوں میں۔سورہ یٰسین میں ہے فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ''پس وہ ٹھوڑیوں تک اٹھے ہوئے ہیں۔'' پس ان کے سر اوپر کو اٹھے ہوئے ہیں۔دنیا میں صراط مستقیم کو نہیں دیکھتے تھے آج ان کی گردنیں طوقوں کے ساتھ اوپر رہیں گی وَالسَّلٰسِلُ سِلْسِلَةٌ کی جمع ہے معنی زنجیر۔اور زنجیریں ہوں گی۔اگر پاؤں میں

ڈالی جائے تو بیڑی کہتے ہیں اور ہاتھ میں ڈالی جائے تو ہتھکڑی کہتے ہیں۔ گردنوں میں طوق ہوں گے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں۔ اس طرح جکڑے ہوئے ہوں گے یُسْحَبُوْنَ گھسیٹے جائیں گے فِی الْحَمِیْمِ گرم پانی میں۔ وہ پانی اتنا گرم ہوگا کہ ان کو مارنا مقصود ہو تو ایک منٹ میں مرجائیں مگر مریں گے نہیں فَقَطَّعَ اَمْعَآءَ هُمْ [محمد: ۱۵] "پس وہ ان کی آنتیں کاٹ کر پشت کی طرف سے نکال دے گا۔" ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ پھر آگ میں ان کو جھونک دیا جائے گا ثُمَّ قِیْلَ لَهُمْ پھر ان سے کہا جائے گا اَیْنَ مَا کُنْتُمْ تُشْرِکُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ کہاں ہیں وہ جن کو تم اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے تھے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے۔ جن کو تم دنیا میں حاجت روا، مشکل کشا، فریاد رس سمجھ کر پکارتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے چھڑالیں گے وہ کہاں ہیں؟

مشرک اللہ تعالیٰ کی ذات کے منکر نہیں :

اور یہ بات بھی کئی دفعہ سمجھا چکا ہوں کہ مشرک اللہ تعالیٰ کی ذات کے منکر نہیں ہیں مشرکین اللہ تعالیٰ کے وجود کے قائل ہیں اور اللہ تعالیٰ کو آسمانوں زمینوں کا خالق مانتے ہیں اپنا اور اپنے باپ دادا کا خالق مانتے ہیں چاند، سورج، ستاروں کا خالق مانتے ہیں، رزق دینے والا اور کائنات کا مدبر مانتے ہیں اور ظاہری طور پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ بڑی عقیدت اور اس کی قدر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بہت بلند ہے اور ہم بہت پست ہیں ہماری براہ راست اس تک رسائی نہیں ہے۔ یہ ولی پیر رب تک پہنچنے کا ذریعہ اور واسطہ ہیں۔ پھر مثالیں دیتے ہیں کہ دیکھو جی! مکان کی چھت پر چڑھنے کے لیے سیڑھیوں کی ضرورت ہے سیڑھیوں کے بغیر مکان کی چھت پر نہیں چڑھا جا سکتا۔ بادشاہ کو ملنے کے لیے ممبروں کی ضرورت ہوتی ہے براہ راست نہیں مل سکتے۔ رب تعالیٰ

کی ذات تو بہت بلند ہے وہ تو بادشاہوں کا بھی بادشاہ ہے اس تک ہم ولیوں کے بغیر کیسے پہنچ سکتے ہیں؟ هٰؤُلَآءِ شُفَعَآءُ نَا عِنْدَ اللّٰهِ [یونس:۱۸] ''یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى [زمر:۳] ''ہم نہیں عبادت کرتے ان کی مگر اس لیے کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب دلائیں گے۔'' یہ ہمیں درجے میں اللہ تعالیٰ کے قریب کرتے ہیں۔ اور مشرک اس بات کے بھی قائل تھے کہ ذاتی طور پر یہ کچھ نہیں کر سکتے ذاتی طور پر سارے اختیارات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں ان کے پاس عطائی اختیارات ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کیے ہیں (چنانچہ آج کل کے مشرک بھی ایک شعر پڑھتے ہیں وہ یہ ہے:

معبود ما مسجود ما ایک خدا ایک خدا
حاجت روا باذن خدا مصطفیٰ مصطفیٰ

تو یہ بھی عطائی اختیارات کے قائل ہیں۔ مرتب) پھر مشرک حج عمرے کے بھی قائل تھے قربانی کے قائل تھے، صفا مروہ کی سعی کے قائل تھے، عرفات منیٰ کے قائل تھے، بچوں کے ختنے کراتے تھے، حج عمرے کے موقع پر تلبیہ پڑھتے تھے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ''اے پروردگار ہم حاضر ہیں آپ کا کوئی شریک نہیں ہے ہم حاضر ہیں اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ ہاں وہ تیرے شریک ہیں جن کو آپ نے تھوڑے سے اختیارات دیئے ہیں وہ خود ذاتی طور پر کسی چیز کے مالک نہیں ہیں۔'' یہ مسلم شریف کی روایت ہے۔ تو مشرک اللہ تعالیٰ کا منکر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بڑی عقیدت ہوتی ہے۔ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۳۶ پارہ ۸ میں ہے وہ اپنی زمین کی پیداوار میں سے اور جانوروں میں سے باقاعدہ اللہ تعالیٰ کا بھی حصہ نکالتے تھے اور بابوں کا بھی

حصہ نکالتے تھے اور کہتے تھے ھٰذَا لِلّٰہِ بِزَعْمِہِمْ وَھٰذَا لِشُرَکَآءِ نَا یہ اللہ تعالیٰ کا حصہ ہے اپنے خیال سے اور یہ ہمارے شریکوں کے لیے ہے۔ پھر بڑی عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ڈھیری میں سے کچھ دانے اس طرف چلے جاتے تو الگ نہیں کرتے تھے کہتے تھے اللہ تعالیٰ غنی ہے یہ محتاج ہیں اور اگر بابوں کی ڈھیری میں سے کچھ دانے ادھر چلے جاتے تو فوراً الگ کر لیتے تھے کہ رب تو غنی ہے یہ محتاج ہیں۔ تو مشرک رب تعالیٰ کی ذات کا منکر نہیں ہے بلکہ وہ کہتا ہے کہ رب تعالیٰ کی ذات بہت بلند ہے ہماری وہاں تک براہ راست رسائی نہیں ہے۔ یہ بزرگ پیر ہمارے واسطے ہیں رب تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے۔ رب تعالیٰ نے اس کا جواب دیا۔ فرمایا نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ [ق:۱۶] ''ہم زیادہ قریب ہیں انسان کے اس کی شاہ رگ کے۔'' اور اللہ تعالیٰ کو بادشاہوں پر بھی قیاس نہ کرو۔ ان (بادشاہوں) کو ہر چیز کا علم نہیں ہوتا لوگ ان کے پاس حقائق بتانے اور آگاہ کرنے کے لیے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ علیم کل ہے علیم بذات الصدور ہے۔ فرمایا فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰہِ الْاَمْثَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ [النحل: ۷۴] ''پس نہ بیان کرو تم مثالیں اللہ تعالیٰ کے لیے بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔''

دوسری بات یہ ہے کہ بادشاہ بلاواسطہ اس لیے بھی کسی سے نہیں ملتا کہ اس کو خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں یہ آدمی مجھے گولی مارنے کے لیے نہ آ رہا ہو۔ اس لیے وہ تسلی کرنے کے بعد کسی کو قریب آنے دیتا ہے۔ تو رب تعالیٰ فرمائیں گے کہ کہاں ہیں وہ جن کو تم شریک بناتے تھے قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وہ کہیں گے وہ ہم سے گم ہو گئے ہیں، غائب ہو گئے ہیں بَلْ لَّمْ نَکُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَیْئًا بلکہ ہم نہیں پکارتے تھے اس سے پہلے کسی چیز کو۔ منکر

ہو جائیں گے کہ ہم نے شرک کیا ہی نہیں ہے۔ ساتویں پارے میں آتا ہے مشرک کہیں گے وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ " اللہ کی قسم ہے جو ہمارا رب ہے نہیں تھے ہم شرک کرنے والے۔" اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ " دیکھو کیسا جھوٹ بولا ہے اپنی جانوں پر وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ [الانعام: ۲۴] " اور گم ہوگئیں ان سے وہ باتیں جو یہ گھڑتے تھے۔" مشرک اتنے بڑے بے حیا اور جھوٹے ہیں کہ رب تعالیٰ کی عدالت میں بھی جھوٹ بولنے سے باز نہیں آئیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی زبانوں پر مہر لگا دے گا اور ہاتھ پاؤں بول کر گواہیاں دیں گے جیسا کہ سورۃ یٰسین میں ہے اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ [سورہ یٰسین] " آج ہم مہر لگا دیں گے ان کے مونہوں پر اور کلام کریں گے ہمارے ساتھ ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے ان کے پاؤں جو کچھ وہ کماتے تھے۔" کان بولیں گے، ناک بولے گا، آنکھیں بولیں گی، چمڑے بولیں گے۔ جیسا کہ حم سجدہ کے تیسرے رکوع میں اس کا ذکر ہے۔ تو مشرک کہیں گے کہ وہ ہم سے غائب ہوگئے ہیں بلکہ ہم نہیں تھے پکارتے اس سے پہلے کسی چیز کو كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ اسی طرح بہکاتا ہے اللہ تعالیٰ کافروں کو ذٰلِكُمْ کا مشارٌ اِلَيه یہاں تین چیزیں ہیں۔ ایک ہے جس وقت گردنوں میں طوق ہوں گے بیڑیاں ہوں گی، دوسرا ہے گرم پانی میں گھسیٹا جائے گا، تیسرا ہے آگ میں داخل کیا جائے گا۔ فرمایا ذٰلِكُمْ یہ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ اس وجہ سے کہ تم خوشیاں مناتے تھے فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ زمین میں ناحق۔ کفر پر خوشی، شرک پر خوشی، بدعات پر خوشی، اس لیے تمہاری گردنوں میں طوق ڈالے ہیں گرم پانی میں گھسیٹا ہے اور آگ میں داخل کیا ہے یہ اس کا بدلہ ہے وَبِمَا

كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ اور اس وجہ سے کہ تم گھمنڈ کرتے تھے اپنے کفر پر کہ ہماری تعداد زیادہ ہے ہمارے پاس مال زیادہ ہے ہمارے پاس قوت زیادہ ہے آج ان چیزوں پر گھمنڈ کا مزا چکھو۔ رب تعالیٰ فرمائیں گے اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ داخل ہو جاؤ تم جہنم کے دروازوں میں خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اس میں۔ اس لیے کہ تم نے شرک کیا پیغمبروں کی مخالفت کی اس لیے تم جہنم میں ہمیشہ رہو گے۔ روایات میں آتا ہے کہ جس وقت آگ میں ہزاروں سال چیخیں ماریں گے واویلا کریں گے کہ ہمیں یہاں سے نکال دو تو رب تعالیٰ فرمائیں گے کہ ان کو یہاں سے نکال کر زمہریر کے طبقے میں داخل کر دو۔ یہ جہنم کا سخت ٹھنڈا طبقہ ہے جب یہاں سخت سردی لگے گی تو کہیں گے آگ میں چلیں تو مختلف عذابوں میں رہیں گے فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ پس بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے تکبر کرنے والوں کا۔ اللہ تعالیٰ اس سے بچائے اور محفوظ رکھے۔

❄❄❄❄❄

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِىَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِىَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَللّٰهُ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِىْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾ ؕ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَىَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿۸۱﴾

فَاصْبِرْ پس آپ صبر کریں اِنَّ بے شک وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق ہے فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ پس اگر ہم دکھائیں آپ کو بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ بعض وہ عذاب جس سے ہم ان کو ڈراتے ہیں اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ یا ہم آپ کو وفات دے دیں فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ پس وہ ہماری طرف لوٹائے جائیں گے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے رسول مِّنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے مِنْهُمْ ان میں سے بعض مَّنْ وہ ہیں قَصَصْنَا عَلَيْكَ جن کے حالات ہم نے آپ پر بیان کیے ہیں وَمِنْهُمْ اور بعض ان میں سے مَّنْ وہ ہیں لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ کہ ہم نے ان کے حالات بیان نہیں کیے وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اور نہیں ہے شان کسی رسول کی

اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ یہ کہ لائے کوئی معجزہ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ پس جس وقت آئے گا حکم اللہ تعالیٰ کا قُضِیَ بِالْحَقِّ فیصلہ کر دیا جائے گا حق کے ساتھ وَخَسِرَ هُنَالِكَ اور نقصان اٹھائیں گے اس مقام پر الْمُبْطِلُوْنَ باطل پر چلنے والے اَللّٰهُ الَّذِیْ اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ جس نے بنائے تمہارے لیے مویشی لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا تاکہ تم سوار ہو ان میں سے بعض پر وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ اور بعض ان میں سے کھاتے ہو وَلَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ اور تمہارے لیے ان میں کئی فائدے ہیں وَلِتَبْلُغُوْا عَلَیْهَا حَاجَةً اور تاکہ تم پہنچو ان کے ذریعے اس ضرورت تک فِیْ صُدُوْرِكُمْ جو تمہارے دلوں میں ہے وَعَلَیْهَا اور ان جانوروں پر وَعَلَی الْفُلْكِ اور کشتیوں پر تُحْمَلُوْنَ تم سوار کیے جاتے ہو وَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ اور دکھاتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ اپنی نشانیاں فَاَیَّ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ پس اللہ تعالیٰ کی کون سی نشانی کا تم انکار کرو گے۔

مشرکین کا حملہ کرنا :

مشرکین مکہ آنحضرت ﷺ پر دو طرح سے حملہ کرتے تھے۔ ایک تو آپ ﷺ کی ذات پر اور ایک آپ ﷺ کے مشن پر۔ آپ ﷺ پر حملہ یہ کہ آپ ﷺ کے منہ پر کہتے سٰحِرٌ كَذَّابٌ ''جادوگر ہے بڑا جھوٹا ہے۔'' معاذ اللہ تعالیٰ۔ کبھی کہتے دیوانہ ہے اور طعنے دیتے کہ اللہ تعالیٰ کا نبی بنا پھرتا ہے نہ مال ہے نہ کوٹھی ہے نہ فوج ہے۔ ظاہر بات ہے کہ ساری باتیں دل آزاری کی ہیں۔ معاف رکھنا! ہم تم کیا ہیں مگر ہمیں بھی کوئی کہے کہ تم

جھوٹے ہو دیوانے ہو تو غصہ آتا ہے اور اگر یہ کہیں کہ تو بڑا جھوٹا ہے تو اور زیادہ غصہ آئے گا۔ دوسرا حملہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشن اور پروگرام پر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ''کیا کر دیا ہے اس نے تمام الٰہوں کو ایک ہی الٰہ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ بے شک یہ عجیب بات ہے۔'' قیامت کا انکار کرتے آخرت کا انکار کرتے۔ کہتے مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ [سورہ یٰسین] ''ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا۔'' تو ان چیزوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طبعی طور پر تکلیف ہوتی تھی اور ہونی بھی چاہیے تھی کہ ایک آدمی بے لوث حق بیان کر رہا ہے اور مخاطبین کے فائدے کی بات کر رہا ہو۔ اس کا شکریہ ادا کرنے کی بجائے اس کو ستایا جائے تکلیف پہنچائی جائے تو تکلیف ہوتی ہے اس پر۔

تلقین صبر :

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا فَاصْبِرْ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پس آپ ان کی فضول باتوں اور ایذا رسانیوں پر صبر کریں اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق ہے قیامت ضرور آئے گی اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ لَّا رَیْبَ فِیْهَا ''بے شک قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔'' ضرور آئے گی ان کے انکار پر آپ صبر سے کام لیں فَاِمَّا نُرِیَنَّكَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُهُمْ پس اگر ہم دکھا دیں آپ کو بعض وہ عذاب جس سے ہم ان کو ڈراتے ہیں کہ نافرمانی پر عذاب آئے گا اَوْ نَتَوَفَّیَنَّكَ یا ہم آپ کو وفات دے دیں آپ کی زندگی میں ان کو عذاب نہ آئے تو یہ بچ تو نہیں سکتے کیوں؟ فَاِلَیْنَا یُرْجَعُوْنَ پس ہماری طرف ہی یہ لوٹائے جائیں گے۔ آنا تو ہمارے پاس ہی ہے۔ عذاب سے بچ نہیں سکتے چھٹکارا کوئی نہیں ہے سزا ضرور پائیں گے۔ فرمایا

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے رسول مِّنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے۔ قرآن پاک میں جہاں بھی رسولوں کا ذکر آتا ہے مِّنْ قَبْلِكَ کا لفظ آتا ہے آپ سے پہلے مِنْ بَعْدِكَ کا لفظ نہیں آتا۔ اگر آپ ﷺ کے بعد کسی رسول نے آنا ہوتا تو یقیناً اس کا بھی ذکر ہوتا کہ ہم نے آپ ﷺ سے پہلے بھی رسول بھیجے اور بعد میں بھی بھیجیں گے۔ لیکن پورے قرآن پاک میں بعد کا لفظ کہیں بھی ذکر نہیں ہے۔ چونکہ آپ کے بعد کسی نے آنا نہیں تھا۔ قرآن پاک میں پیغمبروں کی گنتی اور تعداد مذکور نہیں ہے کہ کتنے پیغمبر تشریف لائے ہیں؟ صرف پچیس پیغمبروں کے نام مذکور ہیں باقیوں کا اجمالی ذکر ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا مکلّف بنایا ہے کہ سارے پیغمبروں کے نام اور نسب نامے یاد کرو بس ہمارے لیے اتنی بات کافی ہے کہ ہم تمام پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں کہ سارے برحق پیغمبر تھے۔ پہلے پیغمبر آدم علیہ السلام ہیں اور آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اسی طرح قرآن پاک میں صرف چھ فرشتوں کا نام آیا ہے۔ تمام فرشتوں کے سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ ہمارے ایمان کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے فرشتے پیدا کیے ہیں ہمارا سب پر ایمان ہے۔ چار کتابوں کا نام ہمیں معلوم ہے باقی صحیفوں کے نام ہم نہیں جانتے بس ہمارے لیے اتنا کافی ہے کہ ہم اقرار کریں اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ "میرا اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان ہے۔" گنتی کی ہمیں ضرورت نہیں اور نہ رب تعالیٰ نے ہمیں بتلائی ہے نہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا مکلّف بنایا ہے۔

نفی علم کلی :

اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ اور البتہ

تحقیق بھیجے ہم نے رسول آپ سے پہلے مِنۡهُمۡ مَّنۡ قَصَصۡنَا عَلَيۡكَ بعض ان میں سے وہ ہیں جن کے حالات ہم نے آپ پر بیان کر دیئے ہیں وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ لَّمۡ نَقۡصُصۡ عَلَيۡكَ اور بعض وہ ہیں کہ ہم نے ان کے حالات آپ پر بیان نہیں کیے۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء ورسل کے حالات بیان کیے ہیں اور بعض کے حالات بالکل بیان نہیں کیے۔ بعض کا علم اللہ تعالیٰ نے عطا ہی نہیں کیا۔ تو یہ جو جاہل قسم کے لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم کلی عطا کر دیا۔ تو سوال یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعض کے حالات کا علم عطا ہی نہیں کیا تو وہ اور کہاں سے عطا ہوگا؟

مستدرک حاکم میں روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ تبع نبی تھے یا نہیں۔ اور نیز میں نہیں جانتا کہ ذوالقرنین نبی تھے یا نہیں۔ دیکھو تبع اور ذوالقرنین دونوں کا نام قرآن کریم میں مذکور ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں مجھے معلوم نہیں ہے کہ دونوں نبی تھے یا نہیں۔ لہٰذا یہ عقیدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر چیز کا علم کلی عطائی حاصل تھا قرآن کریم کی نص کے بالکل خلاف ہے اور کفریہ شرکیہ عقیدہ ہے۔

نفی مختار کل :

آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا كَانَ لِرَسُوۡلٍ اَنۡ يَّاۡتِىَ بِاٰيَةٍ اور نہیں ہے شان کسی رسول کی کہ لائے کوئی معجزہ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ یعنی رسول یا نبی کے اختیار میں نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی نشانی یا معجزہ پیش کر سکے۔ مکہ مکرمہ میں مشرکین نے طرح طرح کے معجزے مانگے۔ کبھی کہتے چشمے جاری کر

دے کبھی کہتے آپ کے پاس کھجوروں اور انگوروں کے باغات ہونے چاہییں، کبھی کہتے آپ کے لیے سونے کا گھر ہونا چاہیے جیسا کہ آپ حضرات سورہ بنی اسرائیل میں پڑھ چکے ہیں۔اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ''نہیں ہوں میں مگر ایک بشر رسول۔'' مطلب یہ ہے کہ معجزات پیش کرنا میرے اختیار میں نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ کوئی نشانی معجزہ ظاہر کر دیتا ہے۔تو معجزہ نبی کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے۔اسی طرح کرامت بھی اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتی ہے۔معجزے میں نبی کو دخل نہیں اور کرامت میں ولی کو دخل نہیں ہے۔اسی اصول کو یہاں بیان کیا گیا ہے کہ کسی رسول کے لائق نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی نشانی یا معجزہ پیش کر سکے۔فرمایا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ پس جس وقت حکم آئے گا اللہ تعالیٰ کا قُضِيَ بِالْحَقِّ فیصلہ کر دیا جائے گا حق کے ساتھ۔اور ہر ایک کا کیا اس کے سامنے آجائے گا اور نتیجہ یہ نکلے گا وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ اور نقصان اٹھائیں گے اس مقام پر باطل پر چلنے والے۔باطل پرستوں کو نقصان اٹھانا پڑے گا اور کفر شرک تکبر کرنے والوں اور غلط عقائد رکھنے والوں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا اور ہمیشہ کے لیے جہنم میں جلنا پڑے گا۔

توحید باری تعالیٰ :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَللّٰهُ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے جس نے بنائے تمہارے لیے مویشی اور اونٹ، گائے، بھینس، بھیڑ، بکری، ان کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے پیدا کیا ہے لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا تاکہ تم سوار ہو ان میں سے بعض پر۔اونٹ ہے، گھوڑا ہے، خچر ہے، گدھا ہے۔پہلے زمانے میں یہی جانور سواری

کے لیے استعمال ہوتے تھے۔آج تو سواری اور بار برداری کے لیے بڑی بڑی گاڑیاں، ٹرک، ٹریلر، بحری جہاز، ہوائی جہاز معرض وجود میں آچکے ہیں۔مگر پہلے زمانے میں اونٹ ہی ایک ایسا جانور تھا جو سواری اور بار برداری کے لیے زیادہ استعمال ہوتا تھا۔اسے صحرائی جہاز کہا جاتا ہے۔ دوسرے جانور بھی سواری اور بار برداری کا کام دیتے ہیں۔فرمایا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ اور بعضے ان میں سے کھاتے ہو۔ یہ حلال جانور جن کا گوشت کھاتے ہو اور قربانی کے لیے بھی یہی آٹھ قسم کے جانور مخصوص ہیں اونٹ، گائے، بھینس، بھیڑ، بکری۔فرمایا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اور تمہارے لیے ان میں کئی فائدے ہیں۔سواری کرنے اور گوشت کھانے کے علاوہ ان کا دودھ پیتے ہیں ان کے بالوں سے گرم کپڑے بنائے جاتے ہیں اور قالین بنائے جاتے ہیں اور ان کی کھالوں سے جوتے اور جیکٹیں تیار کی جاتی ہیں۔ان کی ہڈیاں کھاد میں استعمال ہوتی ہیں۔غرض یہ کہ ان سے بہت سے فائدے حاصل کیے جاتے ہیں۔

اور یہ بھی فرمایا وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ اور تاکہ تم پہنچو ان جانوروں کے ذریعے اس ضرورت تک جو تمہارے سینوں میں ہے۔تجارت کے لیے، علم حاصل کرنے کے لیے اور جو بھی حاجت تمہارے دل میں ہو ان پر سوار ہو کر وہاں پہنچو وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ اور ان جانوروں پر اور کشتیوں پر تم سوار کیے جاتے ہو۔ اس وقت آج کی نئی ایجادات نہیں ہوئی تھیں جو ہمارے سامنے ہیں اس وقت بھی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے آسانیاں پیدا فرمائی تھیں۔ اور کئی علاقوں میں آج بھی یہی سواریاں ہیں وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ اور وہ دکھاتا ہے تمہیں اپنی نشانیاں تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو اور اس کی وحدانیت کو تسلیم کرو فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ پس اللہ

تعالیٰ کی کون سی نشانی کا تم انکار کرو گے۔ انکار تو نہیں کر سکتے البتہ انسان ناشکری کرتا ہے کہ ان کے خالق کی بجائے مخلوق کے دروازے پر جا کر سجدے کرتا ہے اور نذر و نیاز پیش کرتا ہے چڑھاوے چڑھاتا ہے۔ کتنی بڑی ناشکری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

****

اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا

فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَ اَشَدَّ قُوَّةً وَّ اٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَمَاۤ اَغْنٰی عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَ كَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِیْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ یَكُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِهٖ ۚ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ ع ۹ / ۷ / ۱۴

اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا کیاپس یہ لوگ چلے پھرے نہیں فِی الْاَرْضِ زمین میں فَیَنْظُرُوْا پس دیکھتے كَیْفَ كَانَ کیسا تھا عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گزرے ہیں كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْهُمْ تھے وہ زیادہ ان سے وَ اَشَدَّ قُوَّةً اور زیادہ سخت تھے قوت میں وَّ اٰثَارًا اور نشانات قائم کرنے میں فِی الْاَرْضِ زمین میں فَمَاۤ اَغْنٰی عَنْهُمْ پس نہ کفایت کی ان کو مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ اس چیز نے جو وہ کماتے تھے فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ پس جب آئے ان کے پاس رُسُلُهُمْ ان کے رسول بِالْبَیِّنٰتِ واضح دلائل لے کر فَرِحُوْا خوش ہوئے وہ لوگ بِمَا اس چیز پر

عِنۡدَهُمۡ جوان کے پاس تھی مِّنَ الۡعِلۡمِ علم سے وَحَاقَ بِهِمۡ اورگھیر لیاان کو مَّا اس چیز نے كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ جس کے ساتھ وہ ٹھٹھا کرتے تھے فَلَمَّا رَاَوۡا بَاۡسَنَا پس جب دیکھا انہوں نے ہمارے عذاب کو قَالُوۡۤا کہنے لگے اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحۡدَهٗ ایمان لائے ہم اللہ تعالیٰ پر جو اکیلا ہے وَكَفَرۡنَا اور انکار کیا ہم نے بِمَا اس چیز کا كُنَّا بِهٖ مُشۡرِكِيۡنَ جس کو ہم اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے فَلَمۡ يَكُ يَنۡفَعُهُمۡ پس نہ فائدہ دیا ان کو اِيۡمَانُهُمۡ ان کے ایمان نے لَمَّا رَاَوۡا بَاۡسَنَا جب دیکھا انہوں نے ہمارے عذاب کو سُنَّتَ اللّٰهِ یہ اللہ تعالیٰ کا دستور ہے الَّتِىۡ وہ دستور قَدۡ خَلَتۡ جو گزر چکا ہے فِىۡ عِبَادِهٖ اس کے بندوں میں وَخَسِرَ هُنَالِكَ الۡكٰفِرُوۡنَ اور نقصان اٹھایا اس جگہ کفر کرنے والوں نے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ لوگوں کو ایک اہم بات کی طرف متوجہ فرماتے ہیں۔ فرمایا اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ کیا پس یہ لوگ نہیں چلے پھرے زمین میں فَيَنۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ پس دیکھتے کیا انجام ہوا، کیا حشر ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے۔

درسِ عبرت :

مکے والے عموماً دو تجارتی سفر کرتے تھے۔ گرمی کے موسم میں شام کا کہ وہ ٹھنڈا علاقہ تھا اور سردیوں میں یمن کا کہ وہ گرم علاقہ ہے۔ سورۃ قریش پارہ ۳۰ میں ہے رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيۡفِ ''گرمی اور سردی کے موسم میں۔'' تباہ شدہ قومیں ان کے راستے

میں تھیں۔ ان کی تباہی کے نشانات نظر آتے تھے۔ تبع کی قوم یمن میں تھی اور صالح علیہ السلام کی قوم ثمود راستے میں تھی اور ہود علیہ السلام کی قوم عاد بھی راستے میں تھی اور جب ملک شام کی طرف جاتے تھے شعیب علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی قوم اور دیگر قوموں کی تباہ شدہ بستیوں سے گزر کر جانا پڑتا تھا۔ ان سے ان کو عبرت حاصل کرنی چاہیے تھی اور جو عبرت حاصل نہیں کرتا وہ انسان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔

بخاری شریف میں روایت ہے کہ غزوہ تبوک کے سفر میں جب حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کے تباہ شدہ علاقے سے گزرے تو فرمایا کہ سر کپڑوں سے ڈھانپ لو اور یہاں جلدی سے گزر جاؤ کہ مجرم قوم کے علاقے سے نفرت کا اظہار ہو اور صرف عبرت کی نگاہ سے دیکھو۔ جن لوگوں نے اس چشمے سے جس سے اونٹنی اور ان لوگوں کے جانور پانی پیتے تھے اس کے پانی کے ساتھ آٹا گوندھا اور مشکیزے بھرے ہیں مشکیزوں کا پانی ضائع کر دو اور یہ آٹا خود نہ کھانا۔ ان لوگوں کی جگہوں سے بھی نفرت کرنی ہے۔

تو فرمایا کیا یہ لوگ چلے پھرے نہیں زمین میں کہ دیکھتے کیا حشر ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وہ اُن سے زیادہ تھے تعداد میں۔ عمریں ان کی لمبی ہوتی تھیں۔ دو، دو سو سال، چار چار سو سال، چھ سو سال۔ ایسے بھی ہوتے تھے جو اپنی چار چار، پانچ پانچ نسلیں دیکھ کر مرتے تھے وَاَشَدَّ قُوَّةً اور قوت میں بھی زیادہ تھے۔ بدنی قوت کا یہ حال تھا کہ عاد قوم کا یہ نعرہ قرآن پاک میں موجود ہے مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ''ہم سے زیادہ طاقت ور کون ہے؟'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا او ظالمو! جس نے تمہیں پیدا کیا ہے وہ تم سے زیادہ طاقت ور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ہوا کے ذریعے سے اس قوم کو تباہ کر دیا جو نباتات کی نشو و نما اور حیوانات کی بقا کا ذریعہ ہے۔ جس کے بغیر انسان اور حیوان کا

گزارانہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی قوم کو پانی میں غرق کیا جو انسانی، حیوانی بقا کا ذریعہ ہے۔ تو فرمایا وہ پہلے تعداد میں بھی تم سے زیادہ تھے اور بدنی قوت میں بھی وَّاٰثَارًا فِی الْاَرْضِ اور زمین میں نشانات چھوڑنے میں بھی۔ جو نشانات، یادگاریں ان قوموں نے چھوڑی ہیں وہ بہت زیادہ ہیں۔ انہوں نے بڑی بڑی عمارتیں بنائیں، بڑے بلند مینار بنائے۔ ثمود قوم نے چٹانیں تراش کر مکان بنائے، پھر علیحدہ علیحدہ کمرے۔ یہ سونے کا، یہ کھیلنے اور ناچنے کا، یہ مہمان خانہ۔ چٹانیں تراش کر اس لیے بنائے کہ دیواریں زلزلے سے گر جاتیں ہیں یہ نہیں گریں گے۔ وہ بھی تباہ ہوئے۔ یادگاریں اور مکان موجود ہیں مگر کس کام کے۔ آج مکان میں مکین کوئی نہیں۔ فرمایا فَمَآ اَغْنٰی عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ پس نہ کفایت کی ان کو نہ بچایا ان کو اس چیز نے جو وہ کماتے تھے۔ نہ تعداد کی کثرت بچا سکی نہ طاقت بچا سکی۔ یہ چٹانیں تراش کر مکان بنانے والے زلزلے سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو زلزلے اور چیخ سے تباہ کیا۔ کوئی شے ان کے کام نہ آئی۔ کوئی چیز ان کو اللہ کی گرفت سے نہ بچا سکی فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ پس جب پہنچے ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر۔ پیغمبروں نے دلائل پیش کیے معجزات دکھائے فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وہ کافر خوش ہوئے اس چیز پر جو ان کے پاس تھی علم سے۔ کہنے لگے ہمیں پیغمبروں کے علم کی کیا ضرورت ہے ہمارے پاس مادی ترقی کے علوم موجود ہیں۔

حکیم سُقراط کا فخر :

تفسیروں میں آتا ہے کہ سقراط جو یونان کا بڑا حکیم تھا۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں تھا۔ اس کو کسی نے کہا کہ یہاں ایک بزرگ ہیں موسیٰ بن عمران علیہ الصلوٰۃ

والسلام، بڑی اچھی اور معقول باتیں بتلاتے ہیں۔ ان کی باتیں بڑی وزنی ہوتی ہیں آپ ان کی مجلس میں شریک ہوں ان کی صحبت میں بیٹھیں تو بڑا فائدہ ہوگا۔ تو سقراط نے بڑے فخریہ انداز میں کہا کہ ہم سے زیادہ علم کس کے پاس ہے میں اس کے پاس کیوں جاؤں؟ بے شک مادیت کا علم اس کے پاس تھا مگر خدائی علم تو اس کے پاس نہ تھا جو بذریعہ وحی حاصل ہوتا ہے۔ تو اس کو خود ساختہ علم پر گھمنڈ تھا۔ اور قارون کے متعلق تم پڑھ چکے ہو کہ جب اس کو لوگوں نے کہا اتراؤ مت اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا وَابْتَغِ فِيْمَا اٰتٰكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ ''اور تلاش کر اس میں جو رب نے تجھے دی ہے آخرت کا گھر اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا سے۔'' وَاَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ [القصص: ۷۷] ''اور احسان کر جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے قَالَ اس نے کہا اِنَّمَا اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ بے شک دی گئی ہے مجھے دولت علم کی بنا پر۔'' میں نے اپنے ذاتی علم کی بنا پر سب کچھ حاصل کیا ہے۔ تم بھی علم حاصل کرو۔ تو اس نے اپنے علم پر گھمنڈ کیا۔

تو فرمایا کہ جب آئے ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر تو وہ اپنے علم پر اترانے لگے وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ اور گھیر لیا ان کو اس چیز نے جس کے ساتھ وہ ٹھٹھا کرتے تھے۔ کہتے تھے فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ [الاعراف: ۷۰] ''پس لاؤ ہمارے پاس وہ چیز جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو اگر ہو تم سچے۔'' جس عذاب کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو وہ کہاں چھپا کے رکھا ہوا ہے لاتے کیوں نہیں ہو۔ پھر ان لوگوں نے جن عذابوں کا استہزاء کیا اللہ تعالیٰ نے ان پر وہی مسلط کیے۔ کسی پر رب تعالیٰ نے سیلاب مسلط کیا، کسی پر ہوا مسلط کی، کسی پر زلزلہ کیا، کسی پر طاعون مسلط کیا، کسی پر ہیضہ مسلط کیا۔ بنی اسرائیل کے بارے میں آتا ہے کہ ان پر اللہ

تعالیٰ نے طاعون کی بیماری مسلط کی۔صبح سے لے کر دوپہر تک ستر ہزار مر گئے۔تین چار مہینے ان پر یہ عذاب مسلط رہا مگر وہ اپنی شرارتوں سے باز نہیں آئے۔جو لوگ عبرت حاصل نہیں کرتے وہ انسان کہلانے کے مستحق نہیں ہیں۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَیْرِہٖ ''نیک بخت انسان وہ ہے جو دوسرے کو دیکھ کر عبرت حاصل کرے سبق حاصل کرے۔''ظفر مرحوم نے کیا اچھا شعر کہا ہے:

ظفر اسے آدمی نہ جانیے گا گو وہ ہو کتنا ہی صاحب فہم وذکا
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

آدمی کو عیش میں خدا نہیں بھولنا چاہیے اور نہ طیش میں۔

حالتِ نزع میں ایمان معتبر نہیں :

تو فرمایا گھیر لیا ان کو اس چیز نے جس کا مذاق اڑاتے تھے فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا پس جب دیکھا انہوں نے ہماری پکڑ کو قَالُوْٓا کہنے لگے اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر جو اکیلا ہے وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ اور ہم انکار کرتے ہیں اس چیز کا جس کو ہم اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے۔فرعون کا واقعہ تم پڑھ چکے ہو جو بڑے زور وشور کے ساتھ اپنے آپ کو رب الاعلیٰ کہتا تھا۔سورۃ النازعات پارہ ۳۰ میں ہے اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى اور یہ بھی کہتا تھا مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِیْ [سورۃ القصص] ''میں نہیں جانتا تمہارے لیے کوئی الٰہ اپنے سوا۔'' بحرِ قلزم کے ایک ہی غوطے نے دماغ درست کر دیا اور کہنے لگا اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ [یونس:۹۰] ''ایمان لایا میں کہ بے شک نہیں کوئی معبود مگر وہی جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں بھی فرماں برداروں میں سے

ہیں۔" میں اپنی ساری غلطیوں اور کوتاہیوں کی معافی مانگتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آیا آٰلْئٰنَ وَ قَدْ عَصَیْتَ وَکُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ "اب یہ کہتے ہو اور تحقیق تم نافرمانی کرتے تھے اس سے پہلے اور تھا تو فسادی۔" بڑا غنڈا تھا۔ ہر مجرم نے مرنے سے پہلے اپنے جرم کا اقرار کیا ہے کہ ہم ظالم تھے مشرک تھے لیکن نزع کی حالت کا ایمان معتبر نہیں ہے۔ نزع کا مطلب ہے روح نکلنے کا وقت۔ یعنی اٹھارہ فرشتے روح نکالنے کے لیے لائن میں کھڑے ہوتے ہیں مرنے والے کو نظر آتے ہیں اگر مرنے والا نیک آدمی ہے تو فرشتہ کہتا ہے یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الطَّیِّبَہ اَخْرِجِیْ اِلٰی رِضْوَانِ اللّٰہِ "اے پاکیزہ روح نکل آ رب آپ پر راضی ہے۔" اگر بُرا آدمی ہے تو فرشتہ کہتا ہے یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْخَبِیْثَہ اَخْرِجِیْ اِلٰی سَخَطِ اللّٰہِ وَغَضَبِہٖ "اے خبیث روح نکل آ تجھ پر اللہ تعالیٰ ناراض ہے۔" وہ جان نفس سے نکلنے پر آمادہ نہیں ہوتی۔ تو فرشتے اس طرح نکالتے ہیں جیسے لوہے کی سلاخ کو گرم کر کے بھیگی ہوئی روئی سے کھینچا جائے اور ساتھ ساتھ اس منہ اور پشت پر مارتے بھی ہیں یَضْرِبُوْنَ وُجُوْھَھُمْ وَاَدْبَارَھُمْ [سورۃ الانفال] "فرشتے ان کے چہرے پر مارتے ہیں اور ان کی پشتوں پر مارتے ہیں۔" جیسے ہماری پولیس اشتہاری مجرم کو پکڑتے ہوئے کرتی ہے۔ تو کہیں گے ہم ان کا انکار کرتے ہیں جن کو ہم رب تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُھُمْ اِیْمَانُھُمْ پس نہ فائدہ دیا ان کو ان کے ایمان نے لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا جب دیکھا انہوں نے ہماری گرفت کو ہمارے عذاب کو۔ عذاب آجانے کے بعد ایمان قبول نہیں۔ جب نزع کی حالت شروع ہو جائے تو اس کے بعد توبہ قبول نہیں ہوتی۔ پھر جس طرح ایک فرد کی نزع کی حالت ہوتی ہے اسی طرح

سارے جہان کی بھی نزع ہوگی۔ وہ اس وقت شروع ہوگی جب سورج مغرب سے طلوع کرے گا اور جس دن سورج مغرب سے طلوع ہوگا اسی دن دابۃ الارض بھی زمین سے نکلے گا اور وہ لوگوں کے ساتھ گفتگو کرے گا۔ اس دن سے توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اس کے بعد نہ کسی کا ایمان قبول ہوگا اور نہ توبہ قبول کی جائے گی۔ نیکی میں اضافے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ پس جو پہلے سے ایمان اور عمل صالح چلے آرہے ہیں وہی معتبر ہوں گے۔ مغرب سے سورج طلوع ہونے کے بعد روایات کے مطابق ایک سو بیس سال تک جہان باقی رہے گا پھر فنا ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سُنَّتَ اللّٰهِ یہ اللہ تعالیٰ کا دستور ہے الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِهٖ جو گزر چکا ہے اس کے بندوں میں کہ عذاب آجانے کے بعد ایمان، توبہ اور اعتراف مفید نہیں ہوتا وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ اور نقصان اٹھایا اس جگہ کفر کرنے والوں نے۔ ایسے موقع پر کافروں نے ہمیشہ نقصان ہی اٹھایا ہے ان کی توبہ قبول نہ ہوئی اور وہ ہمیشہ کے لیے خسارے میں پڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو خسارے سے محفوظ فرمائے۔

آج بروز اتوار ۷ ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ بمطابق ۱۳؍اکتوبر ۲۰۱۳ء

سترہویں جلد مکمل ہوئی۔

والحمد للہ علیٰ ذلک

(مولانا) محمد نواز بلوچ

مہتمم: مدرسہ ریحان المدارس، جناح روڈ، گوجرانوالا۔

❄……❄……❄……❄